

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ

نسخہ صحیح کتب عدیل بنی نظیر
یعنے

بدایہ منیر شمس نوح میر

مؤلفہ
مولوی عبدالرب حصار میر شمس
ناشر

میر محمد، کتب خانہ آرام باغ کراچی

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ

نسخہ صحیح کتب عبدل و بے نظیر

یعنی

بدل منیر شہزاد نجومیر

مؤلف

مولوی عبدالرب ضامیر ٹھی

ناشر

میر محمد، کتب خانہ آرام باغ کراچی

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

مُبَسِّمًا مَحْمَدًا لَا سُبْحَانَكَ وَدُعْدُعَاتُكَ بِ مُصَلِّيًا وَمُسَلِّمًا عَلَى ذِي الْمَجْدِ وَالْمَكَانَةِ
 اَمَّا بَعْدُ فَهَذَا عِبْرَتُ عَرَبِي زَبَانِ یوں تو صہا برس سے بولی جاتی تھی مگر جب خدا نے بزرگ بزرگوں سے ہمارے
 نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو انصاف العربیہ العجمیہ بنا کر مبعوث فرمایا اور اپنے دین کے لئے نور ہدایت پیش کیا اور بطریقِ ادب و
 سے غلغلا تو حیدر کی تلمیح و اشاعت کا ذریعہ قرآن مجید قرار پایا چونکہ عرب کی مادری زبان عربی تھی اسلئے اہل
 عرب خصوصاً اہل علم طبقہ کو قرآن کے مطالب معانی کے سمجھنے میں کوئی دقت پیش نہ آئی تو جب یہ نور ہدایت سیل عالمگیری کی
 طرح سرزمین عرب سے باہر چلا تو حقائق لسانی کی اجنبیت دیگر اقوام کیلئے قرآن کے مطالب معانی کے سمجھنے میں سد راہ بن گیا
 تو علماء کو اس زبان کے قواعد و ضوابط مع ترکیبی ضرورت محسوس ہوئی جو بعد میں صرف نحو کے نام سے موسوم ہوئے
 مورخین نے قواعد نحو کا جامع ابوالاسود دؤلی کو قرار دیا ہے جسکو حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے مفردات کے چند قواعد نکالا
 چنانچہ اپنے فرمایا الکلام کلمہ ثلاث اسم فعل وحرف فالاسم ما بنا عن اللفظ والحرف ما بنا عن المعنی پس اسم ولا فعل وکلی فاعل مرفوع وکلی مفعول منصوب وکلی متقیای الیہ عروہ وکلی بعض مورخین
 نے قواعد نحو کے فراہم کرنے کی ابتدا حضرت عمر فاروقؓ کے زمانہ خلافت کو قرار دیا ہے چنانچہ اسکی اصلیت اس طرح
 بیان کی گئی ہے کہ عمر فاروقؓ نے کہا پس ایک شخص لایا گیا جو دایہ (ان الله جری من الشیخین ورسولہما فی لفظ
 رسولہ کے نام کو کسر کے ساتھ پڑھتا تھا دریافت کرنے پر اس نے جواب دیا کہ مجھے مدینہ کے ایک شخص نے ایسا ہی بتایا ہے
 اس پر اپنے ابوالاسود دؤلی کو قواعد نحو کے فراہم کرنے کا حکم صادر فرمایا عربی زبان کچھ ایسے طرز پر واقع ہوئی ہے کہ کلمات
 میں رفع کی جگہ نصب اور نصب کی جگہ رفع پڑھنے سے کلمہ کے معنی بدل جاتے ہیں چنانچہ ولید بن عبد الملک حوہ
 کی نسل سے پہلے ہمد جری کے آخر میں ایک معروف مشہور خلیفہ گذرے ہیں انکو اعراب کی غلطی کی وجہ سے اکثر خجالت
 امشانی پڑی ہے چنانچہ ایک عراقی نے آپ سے مجمع عام میں اپنے داماد کی شکایت کی آپ نے فرمایا مَا شَأْنُكَ (تجھ کو کس چیز
 عیب ہے اگر کیا) عراقی نے جواب دیا اَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ (میں بڑائی سے خدا کی پناہ مانگتا ہوں) یہ کیفیت
 دیکھ کر آپ کے بھائی سلمان نے صحیح کر کے کہا خلیفہ صاحب فرماتے ہیں مَا شَأْنُكَ (دیکھ کیا حال ہے) عراقی نے
 جواب دیا يَا خَلْفُو عَلِيٍّ خَتَنِي (دیر سے داماد نے میرے اور ظلم کیا ہے خلیفہ صاحب نے فرمایا مَنْ خَتَنَكَ (دیر سے ختم
 کس نے کیا ہے) عراقی نے جواب دیا کہ کسی حجام نے کی ہوگی سلمان نے پھر صحیح کر کے کہا مَنْ خَتَنَكَ (دیر داماد کو کس
 غرض ان خصوصیت کی بنا پر عجمیوں کو کلمہ کم فہم عربوں کو بھی قواعد صرف نحو کا ماننا لازم سمجھا گیا ابوالاسود دؤلی کے
 بعد دوسری صدی ہجری میں سیوریہ درخلیل نے بغزو میں فرار اور کسانوں نے کوز میں عربی زبان کے محاورے و قواعد کا تتبع
 کر کے صرف نحو کو ایسی جامعیت کے ساتھ دمست دی کہ رفتہ رفتہ اس فن میں صہا کتابیں تصنیف ہو گئیں
 چنانچہ علم نحو کی کتابوں میں سے ایک کتاب نحو میر ہے جس کی تصنیف علامہ علی بن محمد بن علی المعروف بالسید الشریف

والیہ اللہ الجوانی مرحوم عام تخریر قد حاز قصبات السبق فی التخریر فہم العبارۃ قدیقی الاشاہ نظر افارس
فی البحث والمجد الہ کے مقدس ہاتھوں سے انجام پائی یہ مقدس ذات ۲۲ شعبان العظمیٰ ۱۲۸۷ھ میں حیران میں پیدا ہوئی
اور اپنے زمانہ طفولیت میں ہی علوم عمومیہ کی تحصیل کی طرف متوجہ ہو گئی اور اسی زمانہ طفولیت میں وافیہ شرح کا فیہ کا حاشیہ
تصنیف کیا اس کے بعد ادراس میں محمود میر اور اسی طرح رفتہ رفتہ علوم عقلیہ تصنیف میں کثرت سے کتابیں تصنیف کیں کہ
نے لکھا ہے کہ چہ تر شرح مطالع پڑھنے کے بعد سید کی طبیعت میں یہ خیال پیدا ہوا کہ مصنف سے بھی ایک مرتبہ اس کو فخر
پڑھنا چاہیے لہذا یہ ہرات میں قطب الدین محمد الرازی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور پڑھنے کا شوق ظاہر کیا علامہ ازلی
کی عمر اس وقت میں ایک سو بیس سال کی تھی اور کہہ سکیں گے باعث ان کی دونوں آبرو آنکھوں پر پڑی تھیں ازلی
اپنی آبرو کو اٹھا کر سید کی جانب نظر کی تو فرمایا کہ تم نہ جو ان مواد میں ضعیف العربی کے باعث درس کی قدر نہیں لکھتا
ہوں اگر تم مجھ سے پڑھنے کا خیال رکھتے ہو تو میرا ایک شاگرد کے پاس چلے جاؤ دبار شاہ اسوقت مدرس میں مدرس تھے
دورازی کے تلمیذ اور آزاد شدہ غلام تھے اور رازی ہی تمام علوم حاصل رکھتے تھے اس سے پڑھنا گویا مجھ ہی سے پڑھنا ہے
رازی نے سید کو یک خط دیکر مکر طرف روانہ کر دیا مکر کے راستہ میں سید شریف نے جمال الدین محمد بن محمد القزاقی شارح
موجز النطب کی بہت شہرت میں پس یہ ان کی منطق کے شوق میں قرآن کی طیف روانہ ہو گئے پس جب یہ قرآن کے قریب
پہنچے تو انہوں نے جمال الدین کی شرح ایضاً لفظیہ لغویہ میں کو دیکھا اسکو اچھا خیال کر کے کہا انا لکن حجة بقی
تخیر ذباج (یہ اس گوشت کی مثل ہے جس پر کھینچا ہوں) اسکی وجہ یہ ہے کہ ایضاً ایک مسموط مفصل کتاب ہے
جسکی شرح کی بہت کم ضرورت ہوتی تھی لہذا جمال الدین تمام متن کو لکھ کر مکر کے بعد میں اپنے کلام کو لکھتے تھے اور متن
پر شرح روشنائی سے سطر کھینچ دیتے تھے یہ شریف سے یہ کلمات سنکر بعض طلبہ نے کہا کہ تم اس کے پاس جاؤ تمام
کی تقریر کو تحریر سے کہیں بہتر یاد رکھو اتفاقاً سید شریف کے شہر میں داخل ہوئے ہی جمال الدین کا انتقال ہو گیا اور شریف ان کے مکر
کی طرف روانہ ہو کر مبارک شاہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انکو رازی کا خط دیا مبارک شاہ نے خط کو پڑھ کر اسکو بوس لیا اور کہا کہ میں تمکو
پڑھاؤنگے مگر تمہا مستقل طور پر پڑھاؤنگا اور نیز تمکو قرات اور درس میں سوال کی اجازت نہ ہوگی بلکہ محض غائی
کی تحقیق سے پر قرات کرنی ہوگی شریف ان شرائط پر حاضر ہو گئے اور شرح مطالع کی ابتداء اکابر مکر کے ایک لڑکے نے
کی اور سید ہمیشہ لڑکے کے تھا درس میں شامل ہوا کرتے تھے اتفاقاً مبارک شاہ کا مکان مدرس کے متصل تھا اور اسکا ایک بڑا دروازہ
مدرس کے اندر تھا ایک شب مبارک شاہ مکان کے باہر گئے مدرس کے صحن میں جیل قدمی کے لڑکے نے کچا کیک عروسے ایک آواز سن کر سید
یوں کہہ رہے کہ "شارح نے ایسا کہا اور میں ایسا کہتا ہوں" اور سید بلندیدہ لہجہ میں فصیح جملہ بول رہا تھا کہ مبارک شاہ
کو اسکی یہ کلمات پسند آئے اور اسی وقت سے سید کو قرات اور درس میں سوال کرنے کی اجازت دیدی اس کے بعد مصنف
میں اکمل الدین محمد بن محمود الباقی صاحب عنایہ حاشیہ ہدایہ سے علوم شرعیہ حاصل کئے دیکھئے الشیخ رجبہ
الکمال وفاق القرآن والامثال حتی ارتفع شانہ وقوی سلطانہ اس کے بعد شیرازیوں بود و باش اختیار

کر کے درس میں مشغول ہوئے جسے جہاں تہذیب و تمدن کو نفع کر ہوا اور جہاں تہذیب و تمدن کو نقصان پہنچا اور شہر کی غارت گری کا حکم دیا تو ذریعہ کہنے سے شاہ سید کو اس پر یہ بات کہ سید کے علم و فضل کا حال معلوم ہوا تو اپنے ہمراہ ماوراء النہر کی طرف گیا اور سید سمرقند میں امامت اختیار کر کے درس و تدریس میں مشغول ہو گئے اسی زمانہ میں علامہ سعد الدین التفتازانی تیمور لنگ کی مجلس کے صدر الصدور تھے اور اکثر تہذیب سے منظرہ رہا کرتا تھا اور تیمور لنگ سید کو ترجیح دیا کرتا تھا اور کہا کرتا تھا کہ یہ دونوں اگرچہ علم و فضل میں برابر ہیں مگر سید شریف نسبت سلسلہ میں سید اور تفتازانی میں حشاکت کے کلام میں جو (آیت) **أُولَئِكَ عَلَىٰ هُدًى مِّنْ رَبِّهِمْ** کے بارہ میں ہے استعارہ تبعیہ اور تشبیہ کے جمع کرنے میں بحث شروع ہو گئی اور نعمان الدین انخوار زمی المعزی ان کے درمیان حکم قرار پائے انہوں نے سید کی رات کو ترجیح دی اور خواص عوام میں سید کے غلبہ کی شہرت ہو گئی جس تفتازانی بہت ہی غموم ہوئے یہاں تک کہ اس واقعہ کے تھوڑے ہی عرصہ بعد سمرقند میں ۲۲ محرم الحرام ۸۷۵ھ میں دوشنبہ کے روز انتقال کر گئے سید شریف کی تصانیف کثرت ہیں ان میں چند درج کی جاتی ہیں رسالہ فی النحو بالفارسیہ جو میر و رسالہ فی الفرائد الفارسیہ مشتملہ بفرز میر فتح علی و کبریٰ کلہا فی المنطق بالفارسیہ و شرح مختصر الدہری الشہرہ یا سیاغوجی و حاشیہ شرح الشمسیہ للقطب الدین الرازی المشہورہ بقطب حاشیہ شرح المطالع و حاشیہ المطول قد تعقب فیہا کثیرا علی التفتازانی و حاشیہ الہدایہ شرح لمعن الجعفی و شرح الفرائض السراجیہ الشریفیہ شرح الکافیہ بالفارسیہ و رسالہ فی المناظرہ مشتملہ بالشریفیہ شرح المواظف و رسالہ فی تعریف الاشیاء و حاشیہ مشکوٰۃ وغیر ذلک سید شریف نے ربیع الاول ۸۷۵ھ یوم چہارشنبہ کو شیراز میں وفات پائی۔

سید شریف کے تذکرہ بالا تصانیف میں اکثر درس نظامیہ میں اہل نقاہن انیس علم نحو کی ابتدائی کتاب مدارس عربیہ میں اہل نقاہن سے نحو مرتبہ یہ ایک جامع و حاوی اصول متفرع مضبوط کتاب ہے اسکی جامعیت ہی کی وجہ جو محمد ہا برس درس نظامیہ میں اہل نقاہن اور ہر طبقہ کے علماء اسکو وقعت کی نگاہ سے دیکھتے اور مستند خیال کرتے چلے گئے ہیں طلبہ کو ابتدائی کتاب کے مسائل کے ذہم حفظ و ضبط میں محذوریاں پیش آتی ہیں وہ طلبہ ہی خرچہ جاتے ہیں میرا عرصہ اسکی ایسی شرح کا خیال تھا جو اسکے مغلقات کے حل اور مسائل کے ضبط و فہم میں مدد و معاون ہو اگر سید میں اس قابل نہیں تھا کہ اسکی شرح کا خیال لیں لانا مگر الحمد للہ کہ خدا برتر کی توفیق نے میری دستگیری کی اور خدا کے کلام کو مجھ سے یہ کام لینا تھا لیلیا اور اسکا نام بدینہ رکھا گیا انشاء اللہ تعالیٰ یہ شرح سید کے علاوہ علم و تحقیق کے منتہی طلباء کو بھی مسائل نحو کے ذہم اجراء میں مدد و معاون ہوگی میں نے اپنی دانستہ میں نفس کتاب کی توفیق و تشریح میں کمزوری و فقیہ نہیں چھوڑا خدا اسکو قبول فرمائے تاہم میں بشریوں اگر مجھ سے کوئی بات وہ بھی ہو یا کوئی غلطی ہوگی ہوں اوصحاب کرم سے امید ہے کہ سے بقدر وسیع در اصلاح کو خشنڈ و اصلاح متواخذہ پور شد۔

اب خاک کیلئے بزرگان کثرت اقدس میں نہایت شہرہ کیلئے ایک عرض اور ہے امید کہ ازراہ کرم عظیم مقرون باجابت ہوگی وہ یہ ہے کہ سے بماند باہا ابن نظم و ترتیب : زماہر ذرہ خاک افتادہ جائے
غرض نقض است کو زنا اساند : کہستی را منی بیسنہ بتائے
مگر صاحب لے روز سے رحمت : کند در حال ابن سبکین دعائے
کتبہ دعا طلب عبد الرب عفی عنہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝ وَالْعَاقِبَةُ لِلتَّقِيْنَ ۝ وَ
الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى خَيْرِ خَلْقِهِ مُحَمَّدٍ وَآلِهِ أَجْمَعِينَ ۝

اَمَّا بَعْدُ بِدَا اَرْشَدَكَ اَللّٰهُ تَعَالٰی كِه اِس مختصر سیت مضبوط در علم

نحو کہ بتندی را بعد از حفظ مفردات لغت و معرفت اشتقاق و ضبط ہما تقریب
الفاظ از مسافر ۱۲

بآسانی بکیفیت ترکیب عربی راہ نماید و بزودی در معرفت اعراب بنا و سواد
خواندن توانائی و ہدایت یقین اللہ تعالیٰ و عفویم۔

قولہ بسم اللہ الخ (ب) اس میں استغاثت کی تقدیر عبارت اس طرح ہے باستعانة اسم اللہ الشیء
اللہ ہی کے نام کی مدد سے جو بڑا رحمن اور رحیم ہے شروع کرتا ہوں (قولہ الرحمن الرحیم یہ دونوں
مبالغہ کے صیغے ہیں سہرحمت سے مشتق ہیں (باب سبع) رحمت کے لغوی معنی رقت قلب کے ہیں مگر یہاں
رحمت سے مراد صرف احسان ہے جو رقت قلب کا اثر و نتیجہ ہے رحمن رحیم سے المبالغہ ہے لہذا کہا جاتا ہے
یا ارحم الراحمین اللہ دنیا و الاخرۃ و یا ارحم الراحمین اللہ دنیا اس لئے کہ نعم اخرویہ تمام کی تمام عظیم ہیں اور نعم دنیویہ جلیلہ
بھی ہیں اور حقیر بھی پس معنی یوں ہو جائیں گے کہ نعم جلیلہ کے عطا کر نیوالے دینا اور آخرت میں اور نعم حقیرہ
کے دینا پس قولہ الحمد للہ الخ اس میں الف لام بعض کے نزدیک استفراق کا ہے بمعنی
(تمام) اور بعض کو نزدیک جس کا ہے محمد لغت میں بمعنی (تعریف کرنا) بعض کے نزدیک بمعنی (پردہ کرنا)
اور اس وقت باری تعالیٰ پر اس کا اطلاق برسبیل مبالغہ ہو گا جیسے رَبُّكَ عَدْلٌ میں اور بعض کے نزدیک
صفت ہے بمعنی (دلنے والے) عالمین بفتح لام جمع عالم کی ہے اصل یُنْفِیْ مَا یَعْلَمُ رَبُّہُ الشیء ہے (وہ چیز جس سے رو کر
چیز معلوم ہو لیکن بعد میں اس کا استعمال "اس چیز میں جس سے صانع معلوم ہو" غالب ہو گیا اور وہ ماسوی
اللہ تعالیٰ ہے پس عرف میں عالم ماسوی اللہ کو کہتے ہیں عاقبت لغت میں بمعنی (انجام کار) کو کہتے ہیں لیکن

یہاں مراد عاقبت طاعت عبادت ہے تقدیر عبارت کہ حَسُنَ الْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ اور متقین جمع متقی کی معنی پرہیزگار
ملکوت لغت معنی دعا ہے اگر خدا نے تعالیٰ کی طرف منسوب ہو تو اس سے مراد رحمت ہے اور اگر بندہ کی طرف منسوب ہو
تو مراد عطا اور اگر ملائکہ کی طرف منسوب ہو تو مراد استغفار ہے سَلَامٌ یعنی سلامت خلق معنی مخلوق پیدا کیا ہوا انجمن
جمع انجمن کی ہے معنی تمام۔ لَتَرْجِمَنَّہُ سَبَّ تَوَلَّیْشِ اللہ کی واسطہ میں جو جہانوں کا پالنے والا ہے اور حسن
عاقبت پر بہتر گزاروں کیلئے ہے اور رحمت اور سلامتی ہوا اللہ کی مخلوق میں سے سب بہتر جو محمد ہیں اور ان کی تمام آل پر
أَمَّا بَعْدُ الخ انما یفتح ہمزہ تشدیدیم معنی شرط کو متقین سے بعد ظرف ان بنی فرم اس صورت میں اس کا مصاف ایہ
لفظوں سے تو ہمیشہ مخدوف ہوتا ہے لیکن نیت اور ذہن میں موجود و مقصود ہوتا ہے تقدیر عبارت اس طرح ہوتا
ہے ابا بعد الحمد والصلوة۔ قولہ ارشد کہ اللہ تعالیٰ الخ ارشد باب افعال سے ماضی واحد مذکر غائب
کا صیغہ ہے مصدر ارشاد کہ ہے معنی راستہ دکھانا یہ اگرچہ ماضی ہے لیکن یہاں معنی میں مستقبل کہ ہے کیونکہ ہمیں
عمل دعائیں مستقبل کے معنی میں ہوتی ہے اور ماضی کو مقام دعائیں (یا وجودیکہ وہ اس وقت معنی میں مستقبل کے
ہوتی ہے) مستقبل بوجہ تفاوت اختیار کرتے ہیں یعنی تاکر باعتبار صورت تحقق معلوم ہو گیا کہ دعا مقبول ہوئی
اور نیز ماضی مستقبل سے انحصار ہے چونکہ دعائیں الفاظ عربی کا استعمال کرنا مفید مقبولیت ہے لہذا مصنف نے
بھی عربی الفاظ اختیار فرمائے۔ قولہ تعالیٰ باب تفاعل سے ماضی واحد مذکر غائب کا صیغہ ہے اصل میں تھا کو تھا
واو طرف میں یا پھر جگہ واقع ہونے کی وجہ سے یا اسے بدل گیا اور پھر یا متحرک اور اپنے قبل مفتوح ہونے کی وجہ
الف سے بدل گئی اس کا مصدر تعالیٰ ہے معنی بلند ہونا اور یہ اصل میں تھا کو تھا قولہ این مختصر است الخ
مختصر باب افعال سے اسم مفعول کا صیغہ ہے مصدر اختصار ہے معنی قلیل عبارت سے مطلب کثیر ادا کرنا مصنف
نے اپنے اس رسالہ کو تطویل نہیں کیا تاکہ مبتدی طوالت کی وجہ سے گھبرانہ جائے۔ قولہ مفسر و در علم نحو الخ
مفسر و اسم مفعول کا صیغہ ہے یہاں معنی لکھا گیا نحو وہ علم ہے جس سے اسم و فعل و حرف کے آخر کا حال بحیثیت
معرب و مبنی ہونے کے اور ایک دوسرے کو آپس میں ترکیب دینے کی کیفیت معلوم ہو تعریف میں آخر کی قید
سے علم لغت نکل گیا اس لئے کہ اس سے کلمات کے اول اور وسط کا حال باعتبار موافقت قافیہ وغیرہ کے معلوم
ہوتا ہے اور بحیثیت معرب مبنی ہونے کی قید سے علم عروض اور قرانی خارج ہو گیا۔ اس واسطے کہ اس سے
کلمات کے آخر کا حال باعتبار موافقت قافیہ وغیرہ کے معلوم ہوتا ہے۔

قائدہ اس علم کا یہ ہے کہ انسان بولنے چلنے اور تحریر عبارت میں خطا لفظی سے محفوظ رہے موقوف علم نحو
کا کلام در کلام ہے اور موضوع علم اصطلاح میں اسے کہتے ہیں جس کے عوارض ذاتیہ سے اس علم میں بحث کی جائے
جیسے علم طب کا موضوع بدن انسان ہے پس علم نحو میں کلمہ اور کلام کے عوارض ذاتیہ مثلاً منصرف اور غیر منصرف
معرب و مبنی تشبہ و جمع تذکیر و تانیث وغیرہ سے بحث کی جائے گی۔

قولہ مفردات لغت الخ لغت وہ آوازیں جن کے ذریعہ سے انسان اپنے اغراض و مقاصد کو تعبیر کر لے اور اصطلاح میں وہ علم ہے جس سے کئی بان کے مفردات کے معنی وضعی اور طریق استعمال اور مفرد کی جمع اور جمع کا مفرد معلوم ہوا اور لغت اہل میں لغتہم لام فتح غین معجم تھا فاء متحرک باقبل اسکا مفتوح واو کوائف سے بدل لیا الفا ورتون میں التقاء ساکنین ہوا الف گر گیا اور اس کے عوض میں تاء آئے لغت ہوا اور اس کی جمع سالم بجذف لام کلہ سے گذانی غیث اللغات قولہ معرفۃ اشتقاق الخ معرفت بمعنی پہچانا اشتقاق یہ شے بمعنی بہار نام سے ہے باب افتعال سے ہے اصطلاح میں وہ علم ہے جس کے ذریعہ مصدر یا ہما سے کلمات کے بنانیکا طریقہ معلوم ہو سکے جیسے نظر مصدر سے اضی مضارع و امر اسم فاعل اسم مفعول وغیرہ اور لکن بمعنی دو و دھ سے لائن اور البین وغیرہ لکے گئے اسکو علم الاشتقاق کہتے ہیں قولہ وضبط جہات تہریف الخ نکات ثبتہ بدیم ثانی قہتمہ البصیفہ اسم فاعل از باب افعال جمع مؤنث سالم ہے اور قہتمہ کے لغوی معنی غم میں ڈالنے والی ہیں اور مجازی معنی اعظم اور کار و شوار ہیں اس لئے کہ دشوار کا کام طبیعت کو غم و فکر میں ڈال دیتا ہے اور اس جگہ بھی مجازی معنی مراد ہیں مصدر ہما ہے بمعنی علیکن کرنا یہاں علم صرف کی وہ مشکل گردانیں مراد ہیں جو علم صرف میں مقصود اعلیٰ ہیں۔

فائدہ علم صرف کو علم تہریف کہتے ہیں قولہ ما یسانی الخ یہ اور اسی طرح لفظ نزدیکی دونوں اس وجہ سے لائے گئے ہیں تاکہ بتدی بگردان جائے بلکہ اس رسالہ کے پڑھنے میں محنت سے کام لے اس لئے کہ علم نحو کا مقصود اس رسالہ کے ذریعہ سے جلد آسانی سے حاصل ہو جائے گا قولہ ما کیفیت ترکیب الخ ترکیب بالفعیل سے مصدر ہے اور رکب سے لغت میں چند چیزوں کے ملانے کو کہتے ہیں اور اصطلاح میں اس طرح ملانے کو کہتے ہیں کہ اس مجموعہ مرکب پر ایک نام بولا جائے جیسے منذ الیاد و منذہ کے مجموعہ مرکب کو جملہ یا کلام کہتے ہیں کبھی خبرتہ اور کبھی انتہیہ اور کبھی شرطیہ اور کبھی ظرفیہ۔ قولہ ما اعراب بنا الخ اعراب یہاں معنی کس کلمہ کا معرب ہونا ہے نہ کر رفع و نصب جزاں طرح بنکے یہاں معنی کسی کلمہ کا جہی ہونا ہے نہ کہ بنیاد یا وزن قولہ ما سواد خواندن الخ سواد بفتح سین بمعنی لکھنا قولہ ما بتوفیق الخ بزور نفع لغت میں معنی نیک یا بد مقصود کے لئے اس کے موافق انتہا پیدا کرنا اور اصطلاح میں صرف نیک مقصود کے لئے اس کے موافق انتہا کا پیدا کرنا ہیں پس بد مقصود کے لئے اس کے موافق اسباب پیدا کرنے کو توفیق یا زدی نہیں کہیں گے مصنف نے اس عبارت سے اس طرف اشارہ کیا ہے کہ طالعلم بغیر توفیق یا زدی کا یہاں نہیں ہو سکتا۔

تدرجہ ما جان تو نہ داتے برتر تجھ کو سیدھا راستہ دکھائے کہ یہ ایک مختصر کتاب علم نحو میں لکھی گئی ہے جو اللہ تعالیٰ کی توفیق اور اس کی مدد سے بتدی کو مفردات لغت کے یاد کر لینے اور قواعد اشتقاق کے جان لینے اور علم صرف کے مشکل امور کو حفظ کر لینے کے بعد آسانی کے ساتھ ترکیب عربی کی کیفیت کی طرف راستہ بتلاتی ہے اور معرب بنی کے پہچانے میں اور عبارت صحیح پڑھنے کا لکھ حاصل کر لے میں جلدی قوت دیتی ہے۔

فائدہ مصنف نے اس تہیدی عبارتیں مصنفین متقدمین کے موافق چند امور کی جانب اشارہ فرمایا ہے اول اس علم کی تعین کہ جس میں کوئی رسالہ تصنیف یا تالیف کیا جائے اور یہ قول مصنف مضبوط اور علم نحو سے ظاہر ہے دوسرا اس سار کو کہ علوم کے بعد پڑھا جائے اور یہ ان کے قول بعد از حفظ مقرر آفت مقرر اشتقاق و ضبط ہوتا تقریب سے ظاہر ہے تیسرے اس علم کا فائدہ کہ میں رسالہ لکھا گیا ہے اور یہ ان کے قول کیفیت ترکیب عربی راہ نمائندہ نزدیکی الخ سے ظاہر ہے

فصل بدانکه لفظ مستعمل در سخن عرب بر دو قسم است مفرد و مرکب مفرد لفظی باشد تنها که
 دلالت کند بر یک معنی و آنرا کلمه گویند کلمه بر قسم است اسم چوں نهج و فعل چوں خذ
 و حرف چوں هل چنانکه در تصریف معلوم شد است اما مرکب لفظی باشد که از دو
 کلمه یا بیشتر حاصل شده باشد و مرکب بر دو گونه است مفید غیر مفید مفید آنست که
 چوں قائل بر آن سکوت کند سماع را خبری یا طلبی معلوم شود و آنرا جمله گویند کلام نیز چوں
 جمله بر دو قسم است خبر و انشائیة فصل بدانکه جمله منجبر آنست که قائلش الصدق و کند
 صفت توان کرد و آن در نوع است اول آنکه جز و اولش اسم باشد آنرا جمله اسمیه گویند
 چوں زینب عالم یعنی زینب را نام است جز و اولش مندر الیه او از اینند گویند جز و دوم مندر
 و آنرا خبر گویند دوم آنکه جز و اولش فعل باشد آنرا جمله فعلیه گویند چوں خذ زینب جز و
 زید جز و اولش مندر و آنرا فعل گویند جز و دوم مندر الیه است و آنرا فاعل گویند

قولہ لفظ مستعمل لفظ لغت میں معنی پھینکنا یا ٹالنا اور اصطلاح میں مابین لفظ بالانسان کو کہتے ہیں یعنی وہ چیز جس کو انسان بول سکے یا معنی ہو یا بے معنی اگر کوئی اعتراض کرے کہ لفظ کی اس تعریف میں چونکہ انسان کی قید

لہذا اس سے وہ الفاظ جنکو حق سبحانہ تعالیٰ یافتے یا جن کو لیتے ہیں خارج ہو گئے حالانکہ وہ اسمیں داخل ہوتے تھے
 جوات ہے کہ وہ چیز جو کہ انہ بولے عام ہے کہ وہ اسکو ابتداء بولے یا ثانیاً پس ان کے الفاظ کو انسان اگر چہ ابتداء نہیں
 بولتا بلکہ ابتداء تو انہی سے سرزد ہوتے ہیں لیکن وہ اس قبیل سے ہیں کہ انہ انکو ثانیاً بول سکتے ہیں لہذا وہ اس تعریف
 میں داخل رہیں گے قولہ مستعمل یہ باب متفعّل سے اسم مفعول کا صیغہ ہے مادہ عمل ہے اس قید مطلق
 لفظ کی تقسیم کی نظر اشارہ ہے یعنی مطلق لفظ دو قسم ہے ایک لفظ مستعمل یعنی بامعنی جسکو موضوع کہتے ہیں دوسرے
 لفظ غیر مستعمل یعنی بے معنی جسکو مہمل کہتے ہیں۔ قولہ مادہ سخن عربی لفظ مستعمل کی یہ قسمیں زبان عربی کیساتھ
 خاص نہیں ہے بلکہ تمام زبانوں میں بھی لفظ مستعمل کی دو قسمیں آتی ہیں یہاں جو کہ محض عربی کے قواعد بیان کرنے ہیں لہذا
 یہ قید آمدنی کسی جس سے بظاہر تحقیق معلوم ہوتی ہے حالانکہ یہ مقصود نہیں ہے قولہ مفرد مرکب لفظ دو نواں اسم مفعول
 کے صیغے ہیں باب فعال سے ہے مصدر فرائض ہے اور مادہ فرد یعنی تہا اور دو سرا باب فعل ہے مصدر ترکیب ہے۔
 فائدہ مفرد کا مقابل مرکب کے علاوہ بل بھی آتا ہے اور کبھی شینہ اور جمع اور کبھی مضاف اور شریضاف قولہ مفرد
 لفظی باشد تہا الخ یعنی مفرد الکلام لفظ ہے جو ایک معنی پر دلالت کرے جیسے رجل یعنی مرد قولہ دلالت کند بر
 ایک معنی کہ یہ معنی میں لفظ کا جز معنی کے جز پر دلالت نہ کرے پس اس قید مرکبات کا مایہ جیسے زید قائم اور مرکبات
 غیر کا مایہ جیسے غلام قائم اور قائمہ اور بفری خارج ہو گئے اس لئے کہ زید قائم اور غلام زید میں تہا ہر
 ہے کہ لفظ کا جز معنی کے جز پر دلالت کرتا ہے رہا قائمہ میں قائم نے اس ذات پر دلالت کی جس کیلئے قائم ہے اور
 ہمار تائید پاد بفری میں بقوہ نے اس پر دلالت کی جس کا یہ نام ہے اور یں نے نسبت پر لیاں دونوں میں لفظ کے جز معنی
 جز پر دلالت کی لہذا یہ مفرد سے خارج ہو گئے اور مرکب میں داخل ہیں لیکن قائمہ اور بفری پر یہ اعتراض اور ہوتا
 کہ جب یہ مرکب میں داخل ہو گئے تو ان پر دو اعراب زید قائم اور غلام زید کی سی طرح آئے چاہیں ایک اسم اور دوسرے
 دوسرا تا اور یا پر حالانکہ ان پر ایک اعراب آتا ہے جو اتہ ہے کہ قائم اور اس کی تائید اور بقوہ اور اسکی یادیں چونکہ
 اتہا درجہ کا مادہ ہے لکھیں دوسرے سے جدا نہیں ہوتے لہذا یہ ایک کلمہ خیال کئے جانے لگے اور ان پر ایک اعراب آئے لگا
 قولہ اسم یہ مخاہ بصر کے نزدیک مسموع یعنی بلند ی سے مشتق ہے اور مخاہ کو فہ کے نزدیک مسموع بمعنی علامت
 اور داغ سے اور اصطلاح میں وہ لفظ مفرد ہے جو اپنے معنی میں کسی دوسرے کلمہ کا محتاج نہ ہو اور رائے فاضی حال
 مستقبل میں سے کوئی بھی اسمیں باعتبار وضع نہ پایا جائے جیسے رجل (مرد) اور اسم کی دو قسمیں ہیں ایک اسم ذاتی وہ
 ہے جو صرف ذات پر دلالت کرے جیسے رجل (مرد) دوسرے اسم وصفی جو ذات مع وصف پر دلالت کرے جیسے
 ضارب (دانیوالا) اور حسن (خوب صورت) یہ دونوں ذات کے علاوہ وصف ضاربیت اور حسنت پر بھی دلالت کرتے ہیں
 آئندہ اسم کی قسمیں اور بھی اگر تقسیم وصف پر دلالت کرنے یا نہ کرنے کے اعتبار سے (تنبیہ) یہ قاعدہ یاد رکھنا چاہئے کہ
 جب ایک چیز کی متعدد بار تقسیم کی جائے تو ہر قسم میں خاص حیثیت ملحوظ ہوتی ہے جو دوسری تقسیم میں ملحوظ نہیں ہوتی۔

قولہ فعل اس سے مراد فعل اسطلاحی ہے جس کی تعریف ہے کہ وہ لفظ مفرد ہے جو اپنے معنی لینے میں کسی دوسرے کلمہ کے محتاج نہ ہو اور اس میں تین زمانوں میں سے کوئی ایک مانہ پایا جائے اور اگر مراد نہ لیا جائے تو اسم کا تقابل بھیج نہیں ہو گا اسلئے کہ فعل لغوی یعنی مفرد تو ہمیشہ اسم ہو رہے قولہ ضرب ماضی واحد مذکر غائب کا صیغہ ہے معنی اس ایک مرد نے مارا فعل اسطلاحی باعتبار تعداد حرف و صلیہ قسم پر ہے ثانی اور باہمی باعتبار معنی تین قسم پر ہے ماضی مضارع اور نہی کوئی مستقل قسم نہیں ہے البتہ صرفی نہی کو مستقل قسم قرار دیتے ہیں ان کے نزدیک وہ چار قسم ہو گا جیسا کہ علم صرف میں تفصیلاً مذکور ہے قولہ حرف لغت میں معنی طرف اور اصطلاح میں وہ لفظ مفرد ہے جس کے معنی خاص دوسرے کلمہ کے ملت بغیر سمجھے جائیں جیسے بن ضرب زید بن بن حرف استفہام ہے کہ کیا زید نے مارا اس میں اگر بن کے علاوہ اور کلمات ملت جلتے تو خاص معنی استفہام جو زید کے ضارب ہونے کیساتھ متعلق ہیں نہ سمجھے جلتے اسی وجہ تعریف میں خاص کی قید لگائی گئی ہے درنہ عام معنی استفہام دوسرے کلمہ کے ملت بغیر سمجھے جاسکتے ہیں قولہ اما مرکب الخ اما اجمال کے بعد تفصیل کیلئے آئے ہے یعنی مرکب وہ لفظ ہے جو مرکب از کم دو کلموں یا اس سے زائد سے بنایا گیا ہو اور زیادہ کی کوئی خاص تعداد مقرر نہیں ہے قولہ مفید است کہ قول الخ مفید باب افعال سے اسم فاعل کا صیغہ ہے مفید افادہ ہے بردن اقامہ مادہ فوڑ ہے اصل میں مفید بردن یوم تھا داؤ کا کسر نقل کر کے قابل کو دیدار اس کے بعد آدما کن ہوتی اور اسکا قبل مکسور داؤ کو بایسے بدل یا مفید ہوا مفید وہ مرکب ہے جس پر کہنے والا خاموش ہو جائے (مداہرہ اور مند و نون مذکور ہوں) تو سننے والے کو کوئی خبر یا کوئی طلب معلوم ہو قولہ خبر جملہ خبر میں ہو گا جیسے ضرب زید (زید نے مارا) اس جملہ سے سننے والے کو زید کے ملنے کی خبر معلوم ہوتی اور خبر وہ ہے جس کے قائل کو چھوڑا یا سچا کہہ سکیں قولہ طلیہ جملان ایہ میں ہو گا جیسے جی یا کتاب (تو کتاب لا) اس جملہ سے سننے والے کو کتاب کے منکلتہ کی طلب معلوم ہوتی اور طلب وہ ہے جس کے قائل کو چھوڑا یا سچا نہ کہہ سکیں قولہ داں لاجملہ گوید و کلام نیز الخ یعنی اس مرکب مفید کو جملہ میں کہتے ہیں اور کلام بھی اس سے معلوم ہوا کہ جملہ اور کلام دونوں مادی ہیں اور ان دونوں کی حقیقت ایک ہے اور یہی اکثر خیال کا نہ ہے لیکن بعض کا نہایت ہے کہ جملہ عام ہے اور کلام خاص اور بعض کا یہ کہ جملہ خاص ہے اور کلام عام۔

فائدہ ان دونوں کے علاوہ مرکب مفید کو مرکب اسنادی اور مرکب نام بھی کہتے ہیں۔
سوالات ان الفاظ میں بتاؤ کہ مفرد کون ہے اور کون مرکب غلط (پیسہ) قرآن (دھڑا) ضرب
اس نے مارا زید قائم (زید کھڑا ہے) صلوات اللہ علیہ (صبح کی نماز) ضرب زید عمر (زید نے عمر کو مارا) ثلثہ
عشر (تیرہ) غلام زید (زید کا غلام) اضمرب زید (تو زید کو مارا) اقعہ (دھبٹھا) اجاء زید (کیا رید یا)
قہر لہما بدائہ جملہ خبر الخ خبر میں یا ہی نسبت ہے۔ توجہ جملہ خبر والا یعنی جس میں کسی واقعہ کی خبر
دی گئی ہو اس سے اس کے خبر نام رکھنے کی وجہ بھی معلوم ہوگی قولہ قائل الخ یعنی جملہ خبر وہ

جملہ جس کے بولنے والے کو سچا یا جھوٹا کہہ سکیں مطلب یہ ہے کہ نفس جملہ کو دیکھتے ہوئے متکلم کو سچا یا جھوٹا کہہ سکیں بغیر کسی اور اس کے لی خاتمے ہوئے جو نفس جملہ سے خارج ہے۔

فائدہ بغیر کسی اور اس کے لی خاتمے ہوئے الخ اس قید کی وجہ سے اس تعریف پر ان جملوں سے اعراض وارد نہ ہوں گے جس کے بولنے والے کو نفس الامر میں کسی طرح جھوٹا نہیں کہہ سکتے مثلاً اس شخص کا قول جس کے سچا ہونے پر ہر کو اعتماد ہے جیسے شاعر کا قول کہ الجزء محقق والناحق حق دجست حق ہے اور ناحق ہے یا مثلاً اس شخص کا قول جو مشاہد کے موافق ہے کہ آسمان ہمارا اور ہے اور مثال اس کے پس ان جملوں میں متکلم پر اعتماد اور مشاہدہ درایے امور میں جو نفس جملہ سے خارج ہیں پس جیکان دونوں مرول کا جو نفس جملہ سے خارج ہیں لیذا کریں تو متکلم کو صادق ہی کہیں گے اور کاذب نہیں کہہ سکتے ورنہ اگر متکلم پر اعتماد اور مشاہدہ کا لحاظ نہ کریں اور محض نفس جملہ کو دیکھیں تو متکلم کو سچا یا جھوٹا کہہ سکتے ہیں لہذا یہ جملے اور اس جیسے اور جملے نحو کے اعتبار سے خبریہ ہوں گے اسی طرح اس تعریف پر ان جملوں سے بھی اعراض وارد نہیں ہوں گے جن کے بولنے والے کو نفس الامر میں کسی طرح سچا نہیں کہہ سکتے مثلاً کوئی شخص کہے اللّٰہ من فوقنا (زمین ہمارے اوپر ہے) والّا اللّٰہ من تحتنا (آسمان ہمارے نیچے ہے) پس ان دونوں جملوں میں اگر اس امر کا لحاظ کریں جو نفس جملہ سے خارج ہے یعنی اس مشاہدہ کا کہ زمین ہمارے نیچے ہے اور آسمان ہمارے اوپر ہے تو متکلم کو کاذب ہی کہیں گے۔ صادق نہیں کہہ سکتے ورنہ اگر اس امر خارج کا لحاظ نہ کریں اور نفس جملہ کو دیکھیں تو ان کے بولنے والے کو سچا یا جھوٹا کہہ سکتے ہیں لہذا یہ جملے اور اس جیسے اور جملے بھی نحو کے اعتبار سے خبریہ ہوں گے غلامیہ کہ اس قسم کے تمام جملہ خبریہ کہلاتے جائیں گے اور ان کے بولنے والے کو بلحاظ نفس جملہ سچا یا جھوٹا کہا جاسکتا ہے قولہ ما بعدی کذب جیسے جہاں زید (زید آیا) متکلم نے زید کے ایسی خبر دی اس خبر میں احتمال ہے کہ شاید متکلم نے غلط خبر دی ہو اور حقیقت میں زید نہ آیا ہو اور اس میں یہ بھی احتمال ہے کہ زید واقعی آیا ہو اور متکلم نے سچی خبر دی ہو قولہ صفت صدق و کذب کے ساتھ صفت کرنے کے معنی ہیں کہ خبر دینے والے کو کسی واقعہ کی خبر دینے میں سچا یا جھوٹا کہہ سکیں۔

فائدہ مصنف نے اس تعریف میں صدق اور کذب کو متکلم کی صفت قرار دی ہے لیکن کبھی مدق اور کذب خود خبر اور کلام کی صفت قرار دیے جلتے ہیں جبکہ تعریف اس طرح کیجات کہ جملہ خبریہ وہ جملہ جس کو سچا یا جھوٹا کہا جاسکے جیسا کہ اکثر لوگ کرتے ہیں کہ یہ بات سچی ہے اور یہ بات جھوٹی قولہ جزد اولش اسم باشد الخ یعنی جملہ خبریہ دو قسم پر ہے اول یہ کہ اس کا پہلا جز اسم ہو اور دوسرا جز خواہ اسم ہو جیسے زید عالم میں (زید جانتے والا) یا فعل جیسے زید قریب میں (زید نے مارا) اور ایسے جملہ کو جس کا پہلا جز اسم ہو جملہ اسمیہ کہتے ہیں اس سے معلوم ہوا کہ اس کا جملہ اسمیہ نام رکھنے میں مجاز تسمیہ الکل یا تسمیہ اول الجزء اختیار کیا گیا ہے۔ ترجمہ پہلے جز کے نام سے کل کا نام رکھنا قولہ مسند الی الخ مسند بروزن مکرّم باب افعال سے اسم مفعول کا صیغہ ہے مادہ سند ہے ترجمہ (وہ کلمہ جس کی طرف نسبت کی جائے) اور اس مسند الیہ کو مبتدا کے علاوہ معلوم علیہ بھی کہتے ہیں اور ابلی منطق

کی اصطلاح میں اسکو موضوع کہتے ہیں قولہ مبتدا۔ اسم مفعول کا صیغہ مصدر ابتداء ہے جو کذا اکثر کلام کے شروع میں آتا ہے اس لئے مبتدا کہتے ہیں اور وہی اور وہ میں مبتدا اور خبر کو یوں سمجھنا چاہئے جسکی بات کچھ کہا جائے اسے مبتدا کہتے ہیں اور جو کچھ کسی کی بات کہا جائے اسے خبر کہتے ہیں قولہ مند بعینه اسم مفعول۔ ترجمہ دو چیز ہنگی نسبت کیجئے) قولہ وَاَنْزَاخِرْ کو نیندالو اس کو خبر اس واسطے کہتے ہیں کہ وہ مبتدا کے حال کی خبر دیتا ہے اس سے معلوم ہوا کہ اگر پورے جملہ کو خبر کہیں تو مجازاً کہیں گے اس لئے کہ خبر حقیقتاً تو جملہ کے ایک جز کا نام تھا لیکن اب جو جز کا نام تھا وہ کلی کا ہو گیا مادا اس مجاز کو اصطلاح میں تسمیۃ التکلیل یا اسم الجزہ کہتے ہیں خبر کو حکمت سے کہتے ہیں اور با اصطلاح منطلق اس کو محمول کہتے ہیں قولہ دوم آنکہ خبر اولیٰ فعل باشد الخ اس فعل سے مراد فعل اصطلاحی ہے جس کی تفصیل گذر چکی نہ فعل لغوی یعنی مصدر دوم یہ کہ جملہ خبر کا پہلا جز فعل ہو لیکن اس کا درجہ مزید ہم ہو گا وہ اس جز فعل کا خبر نہیں ہو سکتا جیسا کہ تشریح معلوم ہو گا اور ایسے جملہ کو جس کا پہلا جز فعل ہو جملہ فعلیہ کہتے ہیں جیسے ضَرْبٌ زَيْدٌ (زید نے مارا) اس میں پہلا جز ضَرْبٌ فعل منسوب ہے اور دوسرا جز زَيْدٌ اسم مبتدایہ ہے جو فعل کا فاعل ہے۔ قولہ جملہ فعلیہ گو نیندالو اس کا جملہ فعلیہ نام نہ کہنے میں بھی مجاز تسمیۃ التکلیل یا اسم الجزہ اول الجزہ اختیار کیا گیا ہے ورنہ جملہ اسمیہ کی ترکیب ہمیشہ صرف اسمائے اور جملہ فعلیہ کی ترکیب صرف افعال سے نہیں ہوتی جو باعتبار تمام اجزاء کے حقیقت میں جملہ اسمیہ یا فعلیہ کہلاتے جا سکیں لیکن جانتا چاہیے کہ جملہ اسمیہ جملہ فعلیہ کے نام کا دار و مدار صرف جملہ کے پہلے جز پر ہے اگر جملہ کا پہلا جز اسمیہ ہے تو جملہ اسمیہ ہو گا اور اگر اس کا پہلا جز فعل ہے تو جملہ فعلیہ ہو گا اور چونکہ جملہ سے مراد مند الیہ اور مند ہے لہذا اگر جملہ کا پہلا لفظ حرف واقع ہو تو اس کا کوئی اعتبار نہیں ہے اس لئے کہ وہ مند الیہ اور مند ہونے کی وجہ سے جملہ کا جز نہیں ہوتا پس اس وقت اس کے بعد کے لفظ کو دیکھیں گے اگر وہ اسمیہ ہے تو جملہ اسمیہ ہے اور اگر فعل ہے تو جملہ فعلیہ جیسے بَا نِیْ زَمِیْہِ میں پہلا لفظ حرف نفی ہے اس کے بعد فعل مند ہے اور وہ جملہ کا پہلا جز ہے لہذا یہ جملہ فعلیہ ہو گا۔

بذلکہ مند حکم ست و مند الیہ آنچه بر حکم کنند اسم مند مند الیہ تواند بود و فعل

مند باشد مند الیہ تواند بود و حرف مند باشد مند الیہ انکہ جملہ انشائیہ
بجہت عدم استقلال در معنی ۱۲

آنست کہ قائلش اصدق و کذب صفت نہ توان کرد و آں برخیزد قسم ست است

چوں افتد نہی چوں کافقوت مستقام چوں کلّ ضرب زید و تسمی چوں کیت
چون افتد نہی ۱۲ چوں کافقوت ۱۲ مستقام چوں کلّ ضرب زید ۱۲ تسمی چوں کیت ۱۲

زَيْدٌ أَحَاضِرٌ وَتَرْجِيْ چوں لَعَلَّ عَمْرٍَا غَائِبٌ وَنَعْدُوْ چوں بَعْتُ وَاشْتَرَيْتُ وَنَدَّ اِیَّوَل
 می برود بدعا ۱۲ ^{بیدار است که عمر غائب باشد ۱۳} ^{فروشم و خریدم یعنی مادت فروشم بیع و شرا را ۱۴}

يَا اَللّٰهُ مَوْعِظٌ چوں اَلَا تَنْزِلُ بِنَا فَنَصِيْبُ خَيْرًا وَنَقِمُ چوں وَاللّٰهُ لَا خَيْرَ بَيْنَ زَيْدٍ وَتَعْجَلُ
 چو فرود نمی آئی نزد ما تا برسی خبر دکنوی را ۱۵ ^{بجدا برآید خواهیم روز بیدار ۱۶}

چوں فَا اَحْسَنُ وَاَحْسَنُ فِعْلٌ بَدَانِكُمْ مَرْبٌ غَيْرُ مَفِيْدٍ اَنْتَ که چوں قَاتِلٌ بَرَأَسِ سَكُوْتِ
 چو خوش است آنکه حسن کردم بد آنکه مرگ غیر مفید آنست که چوں قاتل برآس سکوت ۱۷

کند سامع را جبری یا لبی محال نشود و آن بر قسم است اوّل مَرْبٌ اَضَانِي چوں غَلَامٌ

زَيْدٌ جز و اوّل را مضاف گویند جز و دوم را مضاف الیه مضاف الیه همیشه

مجرور باشد و دوم مَرْبٌ بِنَانِي وَا اَنْتَ که دو اسم را یکی کرده باشد و اسم دوم

متضمن حرنی باشد چوں اَحَدٌ عَشْرًا تَا ثَلَاثَةَ عَشْرٍ که در اصل اَحَدٌ وَ عَشْرٌ ثَلَاثَةٌ وَ عَشْرٌ

بوده است و او را حذف کرده هر دو اسم را یکی کردند و هر جز و مبنی باشد بر فتح

اَلَا اَنَا عَشْرٌ که جز و اوّل معرب است مَرْبٌ منع صر وَا اَنْتَ که دو اسم را یکی کرده

باشد و اسم دوم متضمن حرنی نباشد چوں بَعْلُكَ وَ حَقَرْتُ که جز و اوّل مبنی باشد

بر فتح برند ب اکثر علماء و جز و دوم معرب بدانکه مَرْبٌ غیر مفید همیشه جز و جمله باشد

چوں غَلَامٌ زَيْدٌ قَائِمٌ وَعِنْدِيْ اَحَدٌ عَشْرٌ رُحْمًا وَجَاءَ بَعْلُكَ

قولها بدانکه مندر حکم است الی لفظ حکم که معنی آتی ہیں اوّل محکوم به دوم نسبت را بطور مندر الی و در مندر کے در میان
 ہوتی ہے جسکو نسبت نامہ خبر کہے ہیں اور جسکو فاعل ہیں ہست اور نیست سے تعبیر کرتے ہیں سوم تصدیق و اذعان

قولہ جملہ انشائیہ الخ انشائیہ میں یا بستی ہے ترجمہ جملہ انشائیہ والا اور انشائیہ کے لغوی معنی پیدا کرنا کیونکہ بولنے والا خود کلام کو پیدا کرتا ہے اور کسی واقعہ کی خبر نہیں دیتا لہذا اس کا نام جملہ انشائیہ رکھا گیا۔ قولہ قائلش ا بصدق و کذب الخ یعنی جملہ انشائیہ وہ ہے جس کے کہنے والے کو سچا یا جھوٹا نہ کہہ سکیں اس لئے کہ کہنے والا سچے اور جھوٹ کیساتھ متعصب ہونے کا دار و مدار خود دینے پر ہے اور جملہ انشائیہ کہنے والا خود اپنی طبیعت میں کلام پہلے کرتا ہے کسی واقعہ کی خبر نہیں دیتا جیسا کہ تم کو خود اشلہ سے معلوم ہو جائے گا۔ قولہ اقوالہ لغت میں بمعنی حکم کتاب لغت اور مد معنی شان و شہ کی جمع اُتوزاتی ہے اور اصطلاح میں وہ صیغہ ہے جس کے ذریعہ فاعل مخاطب سے فعل طلب کیا جائے جیسے افریبہ اذرتو ایک مرد ترکیب افریبہ فعل امر صیغہ واحد مذکر حاضر اس میں ضمیر انت مستتر ہے وہ اس کا فاعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ امر ہو قولہ انہی الخ لغت میں معنی روکا اور اصطلاح میں وہ صیغہ ہے جس کے ذریعہ سے ترک فعل طلب کیا جائے جیسے لا تفریبہ (مت اذرتو) ترکیب لا تفریبہ فعل ہی صیغہ واحد مذکر حاضر اس میں ضمیر انت مستتر ہے اس کا فاعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ نہیں ہوا۔

قائدہ۔ جانا چاہیے کہ بعض مرفیوں نے ہی کو فعل کی مستقل قسم قرار دی ہے لہذا ان کے نزدیک فعل کی چار قسمیں ہو جائیں گی اول ماضی دوم مضارع سوم امر چہار تم نہی اور بعض مرفیوں نے اسکو مضارع مجزوم میں داخل مانا ہے لہذا ان کے نزدیک فعل کی تین قسمیں ہوں گی اول ماضی دوم مضارع سوم امس کے علاوہ دوسرا اختلاف ہی کے معنی میں ہے بعض مرفی طلب ترک الفعل (یعنی فعل کو چھوڑنے کی طلب کو) اور بعض مرفی طلبہ النفس عن الفعل (یعنی فعل سے نفس کو روکنے کی طلب کو) اس کا موضوع قرار دیتے ہیں پہلی صورت میں طلب عدم فعل کی ہوگی اور دوسری صورت میں طلب وجود فعل کی ہوگی۔ دوسرے معنی کے اعتبار سے امر اور نہی میں یہ فرق ہوگا کہ امس کف نفس کے علاوہ مطلق وجود فعل کی طلب ہوگی اور نہی میں خاص وجود فعل کف نفس کی طلب ہوگی۔ قولہ استفہام الخ یہ باب استفعال سے مصدر ہے اُہ فہم ہے معنی سمجھنا باب استفعال کی شہور خاصیت طلب فعل کے موافق میں کے معنی ہوں گے نا واقف تکم کا واقف کا رخی طلب ہے کسی ایجنہ چیز کے سمجھنے کی خواہش کرے اور اس میں حرف استفہام آئے جیسے هل فقیہ زینہ لکھا زینہ اراہم اهل حرف استفہام غیر عامل ضرب فعل ماضی زید اس کا فاعل فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ استفہام ہوا۔

فائدہ کہ کبھی حرف استفہام کا استعمال مکمل بھی کرتا ہے جو خود بھی اس شئی سے واقف ہے کبھی ایسے موقع میں اس کو استخار کہتے ہیں لہذا تمام قرآنی استفہام جراند و طرز و جل نے بیان فرماتے ہیں استخار کہلائیں گے جیسے هل یستوی الظلمات والنور وغیر ذلک لکھا اندھیراں یعنی کفر اور نور یعنی ایمان برابر ہیں؟ اتو تمہی الخ باب تفعل سے مصدر ہے۔ ارہ تمہی ہے یا کہی مناسب کیوہر سے ضمہ نون کو کسر سے بدل لیا لغت میں

کسی چیز کو محبوب سمجھ کر اس کے حاصل کرنے کی خواہش کرنا جسکو اردو میں کسی چیز کی آرزو کہتے ہیں جملہ تائیدہ اصطلاح میں وہ جملہ ہے جس کے ذریعہ سے کسی چیز کی آرزو ظاہر کیجئے جیسے **لَيْتَ زَيْدًا أَحَافِي** دکاش زید حاضر ہوتا کہنت حرف شبہ بفعل **زَيْدًا** اس کا اسم **أَحَافِي** اس کی خبر لیت اپنے اسم اور خبر سے مل کر جملہ اسمیہ تائیدہ تھی ہوا قول کا ترجیحی الخ یہ بھی بابت فعل سے مصدر اور مادہ و جوارہ بالمد معنی امید سے ہے نہ کہ رجاء بالقصر بمعنی کنارہ سے جس کی جملہ ارجاء آتی ہے یا کی مناسبت کی وجہ سے ضمیر جم کو کسر سے بدل لیا لغت میں بمعنی امید کرنا۔ جملہ ترجمہ اصطلاح میں وہ جملہ ہے جس سے کسی چیز کی امید ظاہر کی جلتے جیسے **تَوَلَّيْتُ عَمْرًا غَائِبًا** (امید کہ عمر غائب نہ ہو) فعل حرف شبہ بفعل **عَمْرًا** اس کا اسم **غَائِبًا** اس کی خبر لعل اپنے اسم اور خبر سے مل کر جملہ اسمیہ تائیدہ ترجمہ ہوا۔ تفسیر اور ترجمہ میں یہ فرق ہے کہ ترجمہ صرف ان چیزوں میں بولی جاتی ہے جن کا ہونا ممکن ہو اور جن کے حاصل ہونے کی امید ہو جیسے **لَيْتَ لَطَّانٌ يُكْرِئُنِي** (امید کہ بادشاہ میرا اکرام کرے) پس یہ تمنعات میں یعنی ان چیزوں میں جن کا ہونا ناممکن ہو نہیں بولی جائیگی اور نہ ان ممکنات میں جن کے حاصل ہونے کی امید نہ ہو مثلاً وہ شخص جو جرم کرنے کی وجہ سے بادشاہ کے اکرام سے ناامید ہو چکا ہے **لَيْتَ لَطَّانٌ يُكْرِئُنِي** نہیں کہہ سکتا بخلاف تمنی کے کہ وہ عام ہے۔ ان چیزوں میں بھی بولی جاتی ہے جن کا ہونا ممکن ہو خواہ ان کے حاصل ہونے کی امید ہو خواہ نہ ہو۔ اور ان چیزوں میں بھی جن کا ہونا ناممکن ہو جیسے کوئی ضعیف العمر آدمی کہے **لَيْتَ أَبَا يَعْقُودَ** (دکاش کہ جوانی لوٹ آئے) پس جرانی کا لوٹ آنا ناممکن ہے ان دونوں میں دوسرا فرق یہ ہے کہ ترجمہ محبوب اور مکروہ دونوں میں متعمل ہوتا ہے بخلاف تمنی کے کہ وہ صرف محبوب میں متعمل ہوتا ہے۔ قول **لَا عَقْدَ دُورِ** دخول یہاں مصدر ہے بمعنی گرہ باندھنا جیسا کہ دیگر قسم انشاء مصدر میں اور جملہ عقود یہ اصطلاح میں وہ جملہ ہے جو کسی معاملہ کے انعقاد کے متعلق ہو جیسے **بَيْعٌ** و **اشْتُرِيَتْ** پہلے کا مادہ بیع بمعنی بیچنا باب ضرب بمعنی میں نے بیچا (یعنی میں انشاء بیع کرتا ہوں) دوسرے کا مادہ شترت ہے بمعنی خریدنا باب افتعال سے بمعنی میں نے خریدا (یعنی میں انشاء خریداری کرتا ہوں) یہ دونوں جملے اصل میں خبر ہیں پس اگر خرید و فروخت کے وقت بیچنے والا خریدنے والے سے کہے اور خریدنے والا بیچنے والے سے کہے تو خبر نہیں ہے اور کذب کا احتمال نہیں رکھتے چنانچہ فروختگی کے بعد **بَيْعٌ** اور خریداری کے بعد **اشْتُرِيَتْ** کہا جائے تو خبر مقصود ہے نہ کہ انشاء اور اس وقت میں یہ جملہ خبر ہوں گے جیسا کہ ان کی صورت دلالت کرتی ہے نہ کہ انشاء یہ اسی وجہ سے ان بصورت خبر کیا جاتا ہے ترکیب ۱۔ بعث فعل اس میں ضمیر ت اس کا فاعل۔ فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ انشاء عقود یہ ہوا۔ اشتیریت کی ترکیب بھی ایسا ہی ہوگی۔

قولہ **لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ** باب مفاعلت سے مصدر ہے بمعنی آواز دینا اور جملہ تائیدہ اصطلاح میں وہ جملہ ہے جس کے ذریعہ سے کسی کو اپنی طرف متوجہ کیا جائے اور اس کے شروع میں حرف ندا ہو جیسے **يَا اللَّهُ**۔

ترکیب ۱۔ یا، حرف مذاجوقام مقام اذغور کے ہے اذغور فعل اس میں خبر انا پوشیدہ اس کا فاعل اللہ مفعول بہ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیات یہ نہایہ ہوا۔ مثلاً وی لہ دودہ چیز کی جو برسے آواز دی جائے اور اس کو جواب نہا بھی کہتے ہیں مقدمہ جو ہوا ہوان لوبلاً وغیرہ توجبا پورے جملے کے معنی یہ ہوں گے۔ لے اللہ ہمارے گناہوں کو معاف کرے۔ قولہ معارض لغت میں معنی پیش کرنا جملہ عربیہ اصطلاح میں وہ جملہ ہے جس سے کسی شئی کے محال کرنے کی رغبت نرمی سے دیکھنے جیسے قولہ لا تنزل بنا فقیصہ منخیرہ لا آپ ہمارے پاس کیوں نہیں آتے تاکہ آپ بہتری کی جو نہیں) ترکیب ۲۔ الا تنزل بنا جملات یہ ہے اور فقیصہ منخیرہ خبرت اور جملہ خبریہ کا عطف جملات یہ پر ناجائز ہے۔ لہذا جملہ کو تاویل میں آیا کیونکہ نزل نزل فاعلاً خبری کے کر کے ترکیب کریں گے۔ الا حرف عرض، کیونکہ فعل ناقص نزل معطوف الیہ حرف عطف اماً مصدر مضاف خیر مضاف الیہ مفعول بہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر معطوف ہوا، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر لام مؤخر ہوا کیونکہ لام بن حرف جار کے فیہ مجرور جار اپنے مجرور سے مل کر معطوف ہوا، بن حرف جالونن وقایہ فیہ منکلم مجرور جار اپنے مجرور سے مل کر معطوف ہوا، معطوف علیہ اپنے معطوف سے لگاتعلق ہوا اثباتاً مقدمہ کے اثبات اپنے متعلق سے مل کر خبر مقدم ہوئی کیونکہ اسم مؤخر اور خبر مقدم ملکر جملہ فعلیات یہ نہایہ خبریہ ہوا اس صورت میں صائب مصدر کا عطف نزول مصدر پر ہے لیکن جملہ کو رک کی تاویل اس طرح ممکن ہو سکتی ہے آیا کیونکہ نزل نزل فاعلاً خبری کے کر کے خبریہ خبری۔ اور اس وقت جملہ کا عطف جملہ پر ہوگا یا اس طور کہ کیونکہ اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ فعلیات خبریہ معطوف علیہ ہوا۔ اور فیکنون اپنے اسم اور خبر سے مل کر جملہ فعلیات خبریہ معطوف ہوا۔

قولہ قسم الخیر انشاء کیا کہ کئے لایا جا تا ہے اور جملہ قلیہ اصطلاح میں وہ جملہ ہے جس سے کسی چیز کو قسم کھائی جا سکتی ہے
قولہ واللہ لا فریق زید (ا قسم ہے اللہ کی میں زید کو ضرور مار دوں گا) ترکیب :- واو حرف جارا اللہ محذور جار
اپنے محذور سے مل کر اقسام مسند کے متعلق ہوا۔ ا قسم فعل متکمل اپنے فاعل انا ضمیر پوشیدہ اور متعلق سے مل کر جملہ
ہو کر قسم ہوا۔ لا فریق فعل مضارع واحد متکلم بالوزن انشاء قلیہ انا ضمیر فروع متصل مترس کا فاعل زید انشاء
فعل اپنے فاعل اور مفعول سے مل کر جملہ ہو کر جواب ہو ا قسم کا قسم اپنے جواب سے مل کر جملہ فعلیہ انشاء قسم ہوا
قولہ تعجب بان فعل سے متعلق مادہ عجبت اس کا استعمال دو معنیوں آتا ہے ایک ایسے امر غریب کا علم جس
کا سبب نہ معلوم ہو دوسرے وہ کیفیت نفسانی جو اس امر غریب کے علم کے بعد حاصل ہوتی ہے ان دو نزل معنی
میں فرق اس طرح ہے جیساکہ لڑکے کے پیدا ہونے کی خبر اور اس کے بعد کیفیت خوشی میں مبتلا کسی ایسے طالب علم کی
کامیابی کا علم جو کامیابی کا اہل نہ تھا قابل تعجب ہوتا ہے۔ پس یا تو اس علم بعینہ کو تعجب کہا جائے یا اس علم کے بعد
کی کیفیت حیرت کو جو سبب کامیابی نہ معلوم ہونے کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے تعجب کہا جائے۔ جملہ تعجبیہ اصطلاح میں
وہ جملہ ہے جس کے ذریعہ کسی چیز کو تعجب ظاہر کیا جائے۔ تعجب کے دو صیغہ ما، فعلہ اور افعیل پہ ثلاثی مجرد سے

آتے ہیں۔ ان کی تفصیل بحث افعال تعجب میں کی گئی ہے۔ قول ما اُخْزنَ ضمیر مفعول بہ۔ وہ کی جگہ اسم ظاہر زید کو رکھ کر لیا اور ما اُخْزنَ زیداً کہو۔ اس کی دو طرح سے ترکیب ہوگی۔ اول بنا بر مذہب سببویہ ماکثرہ معنی شئی اور خفی میں تنوین تعظیم کی ہے جس سے اس میں غصہ میں آگئی اور اس میں تنوین تعظیم کی اس وجہ سے مانی گئی تاکہ اس میں تخصیص پیدا ہو کر اس کا مبتدا اس کا صحیح ہو جائے کیونکہ مبتدا مکروہ نہیں ہو سکتا۔ پس تقدیر عبارت اس طرح ہوگی کہ خفی عظیم اسن زیداً خفی موصوف عظیم اس کی صفت ہو موصوف اپنی صفت سے ملکر مبتدا اسن فعل ماضی اس میں ضمیر پڑھو پڑیدہ اس کا فاعل جوئی کی طرف لوٹی ہے۔ زیداً اس کا مفعول بہ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ ہو کر خبر موصوفی مبتدا کی۔ مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ انشائیہ تعجبیہ ہوا۔ لفظی ترجمہ: کسی بڑی چیز نے زید کو حسین کر دیا محاورہ کا ترجمہ: زید کیا اچھی حسین ہے۔ خفی میں تخصیص خفی صفت سے بھی ہو سکتی ہے لیکن اس وقت تنوین تعظیم کی نہ ہوگی اور تقدیر عبارت اس طرح ہوگی کہ خفی اسن زیداً (یعنی کسی پوشیدہ چیز نے زید کو حسین کر دیا)

دوم بنا بر مذہب فربا استفہامیہ معنی اکی شئی۔ تقدیر عبادت یوں ہوگی اکی شئی آسن زید (اکیس چوڑنے زید کو حسین یا دیا ترکیب)۔ اکی مضاف اپنے مضاف الیہ شئی سے ملکر متلا ہوا آسن فعل اپنے فاعل ضمیر موصول اور زید مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ ہو کر خبر ہوئی۔ مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ ان تہ تعجبیہ ہوا۔ قول ما آسن ایل میں ضمیر کی جگہ اسم ظاہر موصولہ زید کو کہ لو اور آسن بزید کہو۔ ترکیب: یا آسن فعل امر صغیر واحد مذکر ماضی لازم باب افعال (معنی میں ماضی آسن کے ہے بزید میں بارزائدہ اور لازم ہے اور زید اس کا فاعل پس جملہ معنی میں آسن زید کے ہو گیا۔ آسن فعل ماضی زید اس کا فاعل فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ ان تہ تعجبیہ ہوا۔ ترجمہ لفظ صاحب حسن ہوا زید محاورہ کا ترجمہ۔ زید کیا ہی حسین ہے۔ فاعل آسن زید اور آسن بزید میں جس کی تقدیر عبادت آسن زید ہے دونوں آسن باب افعال سے ہیں پہلی میں خاصیت تفسیر اور دوسری میں شرط مساوات میں متاویں یوں بتاؤ کہ کونسا جملہ خبریہ ہے اور کونسا جملہ انشائیہ؟ اور پھر اگر ان تہ ہے تو اسکی کوئی قسم ہے؟ کیفیت زید فاعل ضمیر الباء ضمیر خالہ آجا زید ہما اگر نرم زید۔ زید بقوم لا تعجلوا۔ فعل الساعة قريباً بقوم بکثرت۔ قبلت۔

قولہ ۱۔ بلکہ مرکب غیر مفید آنت الخ مرکب غیر مفید وہ ہے کہ کہنے والا اس کو کہہ کر خاموش ہو جائے تو سننے والے کو کسی واقعہ کی خبر یا کسی چیز کی طلب معلوم ہو۔ مطلب یہ ہے کہ مکالمہ کے سائے ارکان (اور وہ مسند الیہ اور مسند ہیں) نہیں بولتا جس کی وجہ سے نہ تو کوئی خبر معلوم ہوتی ہے اور نہ کوئی طلب بلکہ وہ اس قدر کہہ کر خاموش ہو جاتا ہے جس کو یا تو مسند الیہ بنا سکتے ہیں یا مسند اور صرف ایک کن سے کلام تام رکھیں جس سے کسی واقعہ کی خبر یا کسی چیز کی طلب معلوم ہوا کرتی ہے) نہیں ہوتا۔ اور اس وجہ سے اس کو مرکب ناقص کہتے ہیں۔ ادنیٰ مرکب غیر مفید کا دوسرا نام ہے۔

تھے۔ ان سب کی داد کو حذف کر کے دونوں اسموں کو بمنزلہ ایک کلمہ کے کر لیا اور ان میں دوسرا جز و پہلے جز کی قید نہیں ہے، بلکہ ہر ایک اپنے اپنے حال پر باقی ہیں جیسا کہ ترکیب کے پیشتر تھے اور ان کے دونوں جز و میں برفتح ہیں مگر اثنان و عشر میں فون اور واو دونوں کو حذف کر کے ایک اسم کر لیا اور صرف دوسرا جز و دینی برفتح ہے اور پہلا جز و معرب جیسے جائز فی اثنائ عشر زجلاً یعنی الف کے ساتھ رائت اثنی عشر زجلاً دی کے ساتھ مررت ہائشی عشر زجلاً دی کے ساتھ)۔

قولہ در و جزین باشد برفتح الخ مرکب بنائی کا پہلا جز اس واسطے مبنی ہے کہ ترکیب کے بعد اس کا آخر وسط کلمہ میں واقع ہوا ہے اور اعراب وسط کلمہ میں نہیں آتا بلکہ آخر میں آتا ہے اور دوسرے جز فکا مبنی ہونا اس لئے ہے کہ وہ حرف کو جو مبنی الاصل ہے متعین ہے۔ اور بنائیں اصل اگرچہ سکون ہے لیکن اس مرکب کو برفتح پر جز تمام حرکتوں میں سے پہلی حرکت ہے اس لئے مبنی کیا تاکہ وہ نقل جرد و کلموں کی ترکیب سے آیا ہے دور ہو جائے۔

قولہ جز اول معرب است اثنائ عشر کے دوسرے جز کے مبنی برفتح دینے کی وجہ تو تندرہ کی لیکن اس کا پہلا جز اس واسطے معرب ہے کہ وہ فون کے گر جانے کی وجہ سے مضاف کے مشابہ ہو گیا جیسے علاناً زید زید کے دو غلام اصل میں علاناً مبنی زید تھا اور انصاف اسم معرب کے خواص میں سے ہے ہندامث بہت کی وجہ سے معرب مانا گیا اور دو قسم مرکب موتی وہ ہے جو ایسے دو اسموں سے بنایا گیا ہو جس میں سے دوسرا اسم صوت ہو جیسے بیسویہ ریشٹ اور زید اسم صوت سے مرکب ہے پہلا جز مبنی برفتح ہے اور دوسرا جز مبنی برکویہ عمرو بن عثمان شیرازی نحو نوں کے ام کا لقب ہے جو نکلا اس کا دوسرا جز اسم صوت ہے۔

مستحکم قولہ مرکب منع صرف الخ یہ مرکب غیر تقصیری کی وہ تیسری قسم ہے جو معرب ہوتی ہے مرکب مزاجی بھی کہتے ہیں۔ وہ مرکب کے جویسے دو اسموں سے بنایا گیا ہو جس کا دوسرا اسم کسی حرف کو متعین نہ ہو یعنی دوسرا اسم سے پیشتر حرف اؤ نہ ہو جیسے قولہ بعلبک ایک شہر کا نام ہے بعلل ایک بٹ کا نام ہے اور ایک بادشاہ کا نام ہے جو اس شہر کا بانی تھا جب شہر کی بنا ختم ہو گئی تو اس شہر کا نام بٹ اور اپنے نام سے رکھ دیا۔ قولہ حفر موت۔ یہ حفر اور موت سے مرکب ہے عربی کا ایک شہر اور ایک قبیلہ کا نام ہے۔ قولہ بر مذہب اکثر علماء الخ اس میں دو مذہب ہیں اول یہ کہ پہلے جز کو مبنی برفتح کیا جائے اور دوسرے کو معرب غیر منصرف (مصنف نے یہی مذہب بیان کیا ہے) جیسے ہذا بعلبک رائت بعلبک۔ برت رائی بعلبک۔ دوسرے یہ کہ پہلے جز کو دوسرے جز و کی طرف مضاف اور معرب کیا جائے اور جز ثانی مبنی پھر دوسری مبنی یا تمام اس کو معرب یا عربی غیر منصرف کیا جائے یا معرب یا عربی غیر منصرف جیسے ہذا حفر موت۔ رائت حفر موت۔ برت رائی حفر موت۔ ہذا حفر موت۔ رائت حفر موت۔ برت رائی حفر موت۔ خلاصہ یہ ہے کہ تحت کے نزدیک چوتھ کی ترکیب معتبر ہے ایک اسنادی مفید پانچ غیر اسنادی غیر مفید جیسا کہ

کہا گیا ہے۔ بود ترکیب نزد نحوای شش : بیادش گیر گر خائف ز فتویٰ
اشانی ملا و تو مثنوی و منزلی : ہم اسنادی و تعدادی و مثنوی

باز اس کا مرکب صوتی کہتے ہیں اس کو مصنف نے ذکر نہیں کیا۔

سوالات۔ ان مثالوں میں مرکب غیر مفید کی قسمیں بناؤ اور یہ بھی کہ مرکبات افانید اور مرکبات توصیف میں کون مضاف سے اور کون مضاف الیہ اور کون موصوف سے اور کون وصفیت؟ اور ہر مثال کا ترجمہ کرو۔ صَلَوةٌ الْقَسَّاجِ۔ زُجَلٌ فَأَجَلَ۔ بَنِيَتِ الْمَرْءُ حَسَنَةً۔ خَمَانِيَةُ عَشْرٌ وَرَقِي الشَّجَرُ مَعْدِي كَرَبٌ أَخُو كَبُرْ حَفَرٌ نَوْتُ، مَاؤُ بَارِدٌ۔ مَاؤُ الْوَضُوْءِ عَشْرٌ زَيْدٌ بِالْعَالِمِ، مَوْحٍ الْإِنِّ شَنِ كَثِيرٌ رَسُولُ اللَّهِ عَلَامٌ حَبِيْبٌ۔

قولہ کہ بدانکہ مرکب غیر مفید ہمیشہ جز و جملہ باشد اگرچہ مطلب یہ ہے کہ مرکب غیر مفید ہمیشہ جملہ کا جزو یعنی مسند الیہ یا مسند واقع ہو تا ہے جیسے قولہ عَلَامٌ زَيْدٌ قَائِمٌ (زید کا عَلَام کہتا ہے) یہ مرکب غیر مفید کی مرکب مضافی جز و جملہ واقع ہونے کی مثال ہے۔ عَلَامٌ مضاف زید مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر مبتدا قائم اس کی خبر مبتدا اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبر ہو گیا۔ اس میں عَلَامٌ زید مرکب غیر مفید ہے اور جملہ کا جزو یعنی مسند الیہ واقع ہوا ہے۔ قولہ عَشْرٌ وَرَقِي الشَّجَرُ مَعْدِي، یعنی میرے پاس گیارہ درہم ہیں، یہ مرکب غیر مفید کی قسم مرکب مضافی جز و جملہ واقع ہونے کی مثال ہے عَشْرٌ مضاف ی مضمیر متکلم مجرد متصل مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مفعول فیہ ہوا ثابِتٌ مَقْدَرٌ کا ثابِتٌ اپنے مفعول فیہ سے مل کر مضاف جملہ ہو کر خبر مقدم ہوئی۔ اَعْدَ عَشْرَ مَرْكَبٍ بَنَانِي مِيْنِ وَرَقِي اس کی مینز اپنی مینز سے مل کر مبتدا ہو کر اپنی خبر مقدم سے مل کر جملہ اسمیہ خبر ہو گیا۔ اس میں اَعْدَ عَشْرَ مَرْكَبٍ غیر مفید ہے اور جملہ کا جزو یعنی مسند الیہ واقع ہوا ہے۔ قولہ بَارِدٌ قَبْلَتٌ۔ یہ مرکب غیر مفید کی قسم مرکب مضافی جز و جملہ واقع ہونے کی مثال ہے۔ تَوْكِيْبٌ۔ جَاءَ فَعْلٌ مَاضِي، بَعْلَتٌ اس کا فاعل فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبر ہو گیا۔ بَعْلَتٌ مَرْكَبٍ غیر مفید ہے اور جملہ کا جزو یعنی مسند الیہ واقع ہے پہلی مثال میں مرکب غیر مفید مسند الیہ مبتدا مقدم ہے اور دوسری میں مسند الیہ مبتدا مؤخر اور تیسری میں مسند الیہ مکمل سوالات۔ ان مثالوں میں مرکب غیر مفید کے جز و جملہ ہونے کو بتاؤ اور ہر ایک مثال کا ترجمہ کرو۔ مَوْحٍ زَمْشَانٍ فَرَضٌ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ۔ اَرَامَ الزَّكُوَّةِ بَرٌّ كَمَا اَلَمَّا لَ۔ بَارٌ زُجَلٌ عَالِمٌ۔ عَشْرٌ كَثَانِيَةُ عَشْرٌ كَثَانِيَةُ۔ مَاؤُ الْبَرِّ بَارِدٌ۔ قَطْبٌ يَبُوْنِي۔ اَمْرًا قَانِيَةً نَحْتٌ۔

فصل بدانکہ پہلے جملہ گمراہ و کلمہ نباشد لفظاً چوں فَتَى زَيْدٌ وَزَيْدٌ قَائِمٌ یا تقدیراً چوں اِفْوَبٌ کہ اَنْتَ وروستہ تر است و ازین بشتہ باشد و بشیراً حدی نیست۔ بدانکہ چوں کلمات جملہ بسیار باشند اسم فعل و صرف ابابکد گمراہ

تمیز باید کردن و نظر نمودن که معرب یا مبنی و عامل است یا معمول و باید دانستن

که تعلق کلمات با یکدیگر چگونه است تا مانند مسند الیه پیدا گردد و معنی جمله تحقیق معلوم

شود. **فصل** بدانکه علامت اسم آنست که الف و لام یا حرف جر در اولش

باشد چوں الحمد و یزید یا تنوین در آخرش باشد چوں زید یا مسند الیه

باشد چوں زید قائم یا مضاف باشد چوں غلام زید یا متصرف باشد چوں

قائم یا منسوب باشد چوں بقدر ایمانی باشد چوں رجلا ن یا مجموع

باشد چوں رجال یا موصوف باشد چوں جاء رجل عام یا تاسی متحرک بدو

پیوند چوں ضارب و علامت فعل آنست که قد در اولش باشد چوں

قد قُرب یا ستین باشد چوں سیفوب یا سوف باشد چوں سوف یفوب یا حرف

جزم بود چوں لم یفرب یا ضمیر مرفوع متصل بدو پیوند چوں

قرب یا ناسی ساکن چوں ضربت یا امر باشد چوں اضرِب یا نهی باشد چوں

لا تفرب و علامت حرف آنست که هیچ علامتی از علامت اسم و فعل

در و نبود.

قولہ باندکے پہچ جملہ کتر از دو کلمہ نباشد الخ مطلب یہ ہے کہ کوئی جملہ دو کلموں سے کم نہیں ہوتا۔
 خواہ وہ دونوں کلمے لفظاً ہو جیسے قولہ فَرَبٌ زَيْدٌ (زینے مار) کہ اس میں فَرَبٌ اور زَيْدٌ دو کلمے لفظوں میں ہیں
 اس طرح زَيْدٌ قائم دو کلمے لفظوں میں ہیں پہل مثال میں ایک فعل ہے اور دو سلاسم۔ اور دوسری مثال میں دونوں
 اسم ہیں خواہ انہیں سے ایک لفظاً ہو اور دوسرا تقدیراً جیسے قولہ اَفْرَبٌ کہ اس میں اَفْرَبٌ فعل امر تو لفظ میں
 ہے لیکن دوسرا کلمہ اَنْتَ ضمیر مرفوع جو اس کا فاعل ہے پوشیدہ ہے اور تقدیر لغت میں ارادہ کرنا اور اصطلاح میں
 کسی چیز کا کسی مقام میں لفظوں میں ذکر کرنے بغیر اعتبار کرنا ہے اور جملہ میں دوسے زیادہ بھی کلمے ہوتے ہیں جیسے فَرَبٌ
 زَيْدٌ عَمْرٌ (زینے عمرو مارا) کہ اس جملہ میں تین کلمے ہیں اور جیسے فَرَبٌ زَيْدٌ عَمْرٌ اَفْرَبٌ (زینے عمرو کو مارا مارنا) کہ
 اس میں چار کلمے ہیں اور جیسے فَرَبٌ زَيْدٌ عَمْرٌ اَفْرَبٌ شَدِيدٌ (زینے عمرو کو سخت مارنا) کہ اس میں پانچ کلمے ہیں
 اسی طرح جملہ میں اس سے زیادہ بھی کلمے ہوتے ہیں اور زیادہ کی کوئی حد نہیں ہے قولہ باندکے جملہ کلمات جملہ الخ
 یہاں سے مصنف کی غرض تعین مند اور مسند الیہ کوئی معلوم ہوتی ہے جیسا کہ خود مسند و مسند الیہ پیدا کر دے ظاہر
 کرتے ہیں۔ اور تعین مند و مسند الیہ اسم فعل اور حرف کے درمیان امتیاز حاصل کئے بغیر ناممکن ہے اس لئے بعد کی مصلوحتیں
 علامت اور دیگر امور ضروریہ جن کی طرف مصنف نے بقولہ نظر کر دینا موصوبہ امین الخ سے اشارہ کیا ہے بیان فرما رہا
 ہیں اور نیز مصنف انجوں کلمات جملہ الخ سے مطالعہ کا طریقہ بیان فرما رہے ہیں کجب جملہ کے کلمات بہت ہوں
 تو دلے طالب علم (اے پہلے تم کو اسم اور فعل اور حرف کی ایک دوسرے سے تمیز کوئی چاہیے) کان میں سے کون اسم ہے
 اور کون فعل ہے اور کون حرف پس جب تم کو یہ بات معلوم ہو جائے کہ جملہ میں یہ اسم ہے اور یہ فعل اور یہ حرف
 تو اس کے بعد دیکھنا چاہیے کہ انہیں سے کون موصوبہ اور کون منی اور کون عامل ہے اور کون مفعول۔ اس کے بعد پھر تم
 کو یہ معلوم کرنا چاہیے کہ جملہ میں کلمات کا آپس میں تعلق کیسا ہے انہیں سے کون واہ کلمہ جس کا حکم کیا گیا ہے تاکہ مسند اور
 مسند الیہ ظاہر ہوں اور ہر کلمہ کے معنی تحقیق سے معلوم ہوں اور جملہ کے معنی تحقیق سے جب ہی معلوم ہونگے جب کہ تم کو
 پہلے وہ امور جن کو مصنف نے بیان فرمائے ہیں معلوم ہو جائیں۔

قولہ باندکے علامت اسم آنت الخ یہاں سے مصنف اسم و فعل و حرف کے ہر ایک کی علامات (جن کے ذریعہ
 سے یہ بات معلوم ہو جاتی ہے کہ یہ اسم ہے اور یہ فعل اور یہ حرف) بتاتے ہیں اور علامت وہ ہے جو ایک چیز کے سوا
 دوسری چیز میں نہ پائی جائے اور اس کو خاص اور خصیصہ بھی کہتے ہیں۔ اسم کی علامت یہ ہے اس کے شروع میں
 الف لام یا حرف جر ہو۔ جیسے الحمد اس کے شروع میں الف لام ہے لہذا یہ اسم ہے اور جیسے بنو نضر اس کے
 لٹے حذف اور تقدیر میں فرق یہ ہے کہ حذف اس جگہ ہوتا ہے جہاں حذف کو ذکر کرنے سے قسم کی ثقافت پیدا ہوتی ہے
 بدین وجہ اس کو لفظوں میں ذکر نہیں کرتے بخلاف تقدیر کے کہ اس میں تقدیر کا وجود اعتباری نفس الامر تسلیم کیا جاتا ہے
 اور احکام لفظی اس پر جاری کئے جاتے ہیں مثلاً اس کا فاعل ہونا اور مفعول ہونا اور مبدل ہونا وغیرہ لکھا

شروع میں حرف جر ہے اور حرف جر کا بیان باب اول کی فصل اول میں آچکا ہے۔ دونوں اسم کی علامت لفظی ہیں اس لئے کہ لفظائیں ایسا دیتی ہیں کہ پہلے میں لفظ لام کی زیادتی ہے اور دوسرے میں حرف جر کی۔ قولہ یا ماضیوں انخیا اس کے آخر میں تنوین ہو جیسا کہ قولہ زید کہ اس کے آخر میں تنوین ہے اور تنوین کی علامت دو زبر ہے اور دو پیش ہے۔ یہ بھی اسم کی علامت لفظی ہے قولہ یا ماضیہ باشد الخ یا ماضی الیہ اتع ہو اس لئے کہ منفعل میں ہوتا ہے جیسے زید قائم میں زید ماضیہ ہے اسم کی علامت معنوی ہے اس لئے کہ لفظ میں کوئی زیادتی نہیں ہوتی۔ قولہ یا ماضیہ باشد الخ یا ماضی ہو جیسا کہ غلام زید میں غلام ماضی ہے (اور زید ماضی الیہ) یہ بھی اسم کی علامت معنوی ہے۔

فائدہ ۵۔ جاننا چاہیے کہ بعض بخاۃ اس طرف گئے ہیں کہ معصاف ہونا اسم کی علامت اور اس کا خاصہ ہے نہ کہ معصاف الیہ بھی ہونا اس لئے کہ معصاف الیہ جیسا کہ اسم ہو بلکہ اس طرح فعل یا حملہ فعلیہ میں ہو بلکہ قول باری تعالیٰ یَوْمَ یَنْفَعُ الصَّادِقِینَ صِدْقُهُمْ میں یَوْمَ معصاف اسم ہے اور معصاف الیہ یا تو فعل یتفَعُ ہے یا پھر حملہ فعلیہ ہے اور بعض اس طرف گئے ہیں کہ معصاف اور معصاف الیہ ہونا دونوں اسم کی علامت ہیں اور وہ اس آیت اور اس جیسی صورتوں کو مسند کی تاویل میں کرتے ہیں یَوْمَ یَنْفَعُ الصَّادِقِینَ۔

قولہ یا مصغیر باشد الحنا مصغر ہو اور مصغر باب تفعیل سے اسم مفعول کا صیغہ ہے بمعنی تصغیر کیا ہوا اور تصغیر کی لفظ کا متغیر کرنا تاکہ وہ اپنے مدلول کی حقارت یا قلت یا غنیمت پر دلالت کرے اور تغیرات کے قواعد میں صرف میں مذکور ہیں جیسے تحریش تحرک کے سب سے بڑے قبیلہ کا نا ہے یہ تحرش کا تصغیر ہے اور تحرش ایک تحصیل ہے جو تمام پچھلیوں کو کھاتی ہے اداس کو کوئی ٹھیلی نہیں کھاتی اور تمام پچھلیوں پر غائب پس تحرش میں تصغیر تنظیم کہے یعنی قرغہ عظیم، بڑی قرغش، اسی طرح قبیلہ قرغش بھی عرب کے تمام قبیلوں سے بڑا اور سب سے زیادہ قوت والا اور سب پر غالب تھا اور تفعیل اسم کے ساتھ اس لئے خاص ہے کہ معنی فعل و حرف تصغیر کے قابل نہیں ہیں یہ اسم کی علامت لفظی ہے۔ قولہ یا منسوب باشد الخ اسم مفعول کا صیغہ ہے بمعنی نسبت کیا ہوا اور نسبت کلمہ کے آخر کو کہو دے کر یا نسبت دے کا لاحق کرنا تاکہ اپنے مدلول کے کسی چیز سے وابستہ ہونے پر دلالت کرے جیسے بغدادی (بغداد والی) اور بغدادی اصل میں باغ داد تھا فارسی زبان کا لفظ ہے لافعافی کا باغ آبادی سے پیشتر ایک باغ کا نام تھا اور اس کا یہ نام اس لئے رکھا گیا کہ وہاں برنوشیران عادل ہر ہفتہ مظلوموں کا انصاف کیا کرتا تھا ایک زمانہ کے بعد شہزادہ سو گیا اور اس کا یہ نام ہو گیا الف کثرت استعمال کی وجہ سے گر گیا یہ بھی اسم کی علامت لفظی ہے۔

قولہ کا یا مثنیٰ باشد لفظ با بتعیل سے اسم مفعول کا صیغہ ہے معنی تثنیہ ہوا جیسے کہ جلالان (دو مرد) کو قتل کا تثنیہ ہے
قولہ یا مجموع باشد لفظ اسم مفعول کا صیغہ ہے معنی کیا ہوا جیسے ربحا ل (بہت سے مرد) کو قتل کی جمع ہے یہ دونوں بھی
اسم کی علامت لفظ ہیں اگر کوئی اعتراض کرے کہ تثنیہ اور جمع جو اسم کے خواص ہیں سے ہی فعل میں بھی پائے جاتے ہیں
جیسے ضربا اور ضربا اس کا جواب یہ ہے کہ فعل ہمیشہ مفر ہوتا ہے تثنیہ اور جمع نہیں ہوتا کہ اور ضربا میں جو تثنیہ

اور جمع معلوم ہو کہ وہ درحقیقت فعل کے فاعل کا تثنیہ اور جمع ہے اور وہ اسم ہے پس ضمیر میں الف تثنیہ کی ضمیر بارزہ جو اس کا فاعل ہے اور اسم ہے اور ضمیر نواس داویم ضمیر بارزہ جو اس کا فاعل ہے اور اسم ہے اس طرح ضمیر ناس اور ضمیر نون میں خلاصہ یہ کہ ضمیر بارزہ اور ضمیر نواس اسم اور فعل سے مرکب ہیں قولہ یا موصوف یا ضمیر بارزہ موصوف ہو اور یہ اسم کی علامت معنوی ہے جیسے جاء زمیل عالم عالمین زمیل موصوف ہے اور اسم اور عالم اس کی صفت دایک عالم مڑا یا بجمالی صفت کے کہ وہ اسم کے خواص میں سے نہیں ہے اس لئے کہ صفت فعل بھی ہوتی ہے۔

تو کہیے: اما فعل ماضی زمیل موصوف، عالم اس کی صفت موصوف اپنی صفت سے فل کو فعل کا فاعل ہوا فعل اپنے فاعل سے ل کر جملہ فعلیہ خبر ہو ا قولہ ما ذائے متحرک الخ یا تائے متحرک اس سے طے یہ کم کی علامت لفظی ہے جیسے فاعل میں تائے متحرک کے خلاف تائے ساکن کے کہ وہ فعل کے ساتھ لاحق ہوتی ہے اور فعل کے خواص میں سے جیسا کہ آئے اسم ہے قولہ قد قریب بمعنی تحقیق مارا ہے اس ایک مرد نے لفظ قد ماضی اور مضارع دونوں پر آتا ہے قولہ سبقریب (وہ عنقریب مارے گا) قولہ ما سؤف یقریب (وہ عنقریب بارگاہ سین اور سؤف زمانہ استقبال کے لئے آتے ہیں فرق ان میں اس قدر ہے کہ سین استقبال قریب کے لئے ہے اور سؤف استقبال بعید کے لئے اور یہ قول صرف مضارع پر داخل ہوتے ہیں اور اس کو استقبال کے معنی میں کر دیتے ہیں سب میں اس کو مستقبل قریب کے معنی میں کر دیکھا اور سؤف مستقبل بعید کے معنوں میں۔ قولہ یا حرف جزم بود الخ یا اس کے شروع میں جزم دینے والا حرف ہو جیسے کم و کم و لام امر اور ان شرطیہ وغیرہ جیسے کم یقریب میں لفظ کم حرف جزم ہے (اس مرد نے نہیں مانا) قولہ یا ضمیر مرفوع متصل الخ یعنی ضمیر مرفوع متصل بارزہ اس کے ساتھ لاحق ہو جیسے ضمیر تثنیہ میں ضمیر مرفوع متصل بارزہ ہے بخلاف ضمیر منصوب متصل کے کہ وہ غیر فعل کے ساتھ بھی لاحق ہوتی ہے جیسے رائی و رائی میں ی اور نا ضمیر منصوب متصل ہیں اور ان حرف مشبہ بفعل کے ساتھ لاحق ہیں پس ضمیر مجرور متصل تو وہ فعل کے ساتھ لاحق نہیں ہوتی بلکہ اسم اور حرف کے ساتھ لاحق ہوتی ہے جیسے غلامی میں ی ضمیر مجرور متصل ہے اور اسم کے ساتھ ہے (میر غلام) اور جیسے رائی میں ی ضمیر مجرور متصل ہے اور لام حرف جر کے ساتھ ہے بہنے مخرج میں بارزہ کی قید اس واسطے بڑھائی ہے کہ ضمیر مرفوع متصل مستتر اسم بھی ہوتی ہے جیسے ضاربت میں ہو قولہ یا تائے ساکن الخ یعنی یا تائے ثابت ساکن اس کے آخر میں لاحق ہو جیسے ضمیر تثنیہ میں تائے ثابت ساکن ہے ماضی واحد مؤنث غائب کا صیغہ ہے ساکن کی قید اس واسطے ہے کہ تائے متحرک اسم کے ساتھ خاص ہے جیسا کہ گذر چکا۔

سوالات: ان الفاظ میں علامت سے پہلے کو کون کون اسم ہے اور کون فعل اور کون حرف اور اس علامت کو بھی بتاؤ جس سے تم نے اس کو پہچان لیا۔ الکتاب، زید قریب، البصر، و زرق الشجر، لکھنوی، نقرت، ی ملکوی، البصر، المستقیم، قد جاء بزمیل، رجول، صیغۃ، انقرض، لا تقم، صیغۃ، فتحوا، مناجد، سؤف یجوز، شجران، محمد۔

قولہ معرب آنت الخ معرب وہ ہے جس کا آخر اختلاف عامل سے بدل جائے یعنی کبھی کسی عامل کے آنے سے اس کے آخر میں رفع ہو جائے اور کبھی عامل کے آنے سے اس کے آخر میں نصب آجائے اور کبھی کسی عامل کے آنے سے اس کے آخر میں جر آجائے جیسے جائز فی زید میں زید معرب اور جائز اس کا عامل جس نے زید کو فاعلیت کی بنا پر رفع یا زید میرے پاس آیا ترکیب۔ جائز فعل ماضی، نون وقایہ کا ہی ضمیر متکلم کی مفعول بہ، زید اس کا فاعل قبل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبر ہوا۔ نون وقایہ اس نون کو کہتے ہیں جو اپنے ماقبل کی حرکت کی حفاظت کرے جیسے ضر بنی و یغیر بنی و رانی و یغیر یانی و یغیر یونی میں۔ اور وقایہ مصدر سے ہے یعنی محفوظ رکھنا۔ پس ان مثالوں میں اگر کسی سے پیشتر نون نہ آتا تو سب کا آخر مکسور ہو جاتا۔ اس لئے کہ یہی اپنے ماقبل کو محفوظ کرتا ہے لیکن نون وقایہ نے ان سب کے آخر کو مکسور ہونے سے بچا لیا۔

اس طرح نائیت زید امیں زید امریک اور نائیت اس کا عامل جس نے زید کو بنا کر مفعولیت کے نصب دیا امیں نے زید کو دیکھا، ترکیب۔ راءیت فعل، اس میں ضمیر ت اس کا فاعل، زید مفعول بہ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبر ہوا۔ اس طرح نزلت زید میں زید معرب اور باجرہ اس کا عامل جس نے زید کو جبرئیل امین زید کے پاس سے گزرا، ان مثالوں میں زید معرب ہے جس کے آخر میں تین مختلف حرکتیں ہیں مختلف عوامل کے آنے سے پیدا ہو گئیں اور معرفت بردن کریم بفتح رائے جملہ اعراب معنی ظاہر کنندہ ظرف مکان ہے معنی محل اظہار یعنی جگہ اور چونکہ وہ محل اظہار معانی یعنی معانی کے ظاہر کرنے کی جگہ ہے لہذا اس کا نام معرب رکھا گیا۔

فائدہ۔ مصنف نے معرب کی جو تعریف کی ہے وہ حقیقتہً اس کی تعریف نہیں ہے بلکہ معرب کا حکم اور اثر ہے۔ یہ بعض مبتدیوں کی آسانی کے لئے کیا ہے اور اس کی حقیقی تعریف جیسا کہ شیخ ابن حاجب نے کانہ میں ذکر کیا ہے یہ ہے کہ معرب وہ ہے جو اپنے عامل کے ساتھ مکب ہو اور مبنی اصل کے ساتھ مشابہ ہو جیسے جائز زید میں زید اپنے عامل بنام کے ساتھ ہے اور مبنی اصل کے ساتھ مشابہ نہیں ہے اور اس کے بعد شیخ فرماتے ہیں کہ معرب کا حکم اور اثر یہ ہے کہ اس کا آخر اختلاف عوامل کی وجہ سے لفظاً یا تقدیراً بدلتا رہے لیکن مجموعاً سختانے معرب کی وہ ہی تعریف کی ہے جس کو شیخ نے معرب کا حکم اور اثر قرار دیا ہے جیسا کہ شرحی میں مذکور ہے قولہ عامل، اسم فاعل ہے بمعنی عمل کرنے والا اصطلاح میں اسے کہتے ہیں جس کو جوہر سے کلمہ کا آخر بدلتا رہے۔ قولہ اعراب الخ۔ اعراب وہ شے جس سے معرب کا آخر بدلتا رہے اس کے اعراب رفع و نصب و جر ہیں اور فعل کے رفع و نصب و جزم، اعراب کے لغوی معنی ظاہر کرتا ہے چونکہ معرب پر رفع و نصب و جر کے آنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ فاعل ہے یا مفعول یا مضاف الیہ لہذا ان کو اعراب کہتے ہیں۔ قولہ مبنی ان الخ مبنی بردن کریم، بنا مصدر یعنی برقرار رہنا اور متغیر ہونا سے اسم مفعول کا صیغہ ہے اور

بنی کا آخر بھی ایک ہی حالت پر رہتا ہے اور تغیر نہیں ہوتا اور اصطلاح میں وہ ہے کہ جس کا آخر اختلاف عوامل کی وجہ سے نہ بدلے جیسے ہوگا لکھو کہ اس کا آخر تینوں حالتوں جاتی ہوگا لکھو وہ سب مرد میر سے پاس آئے اور کی رت ہوگا لکھو (ہیں نے ان سب مردوں کو دیکھا) اور مررت ہوگا لکھو (ہیں ان سب مردوں کے پاس سے گذرا) میں ایک ہی حالت (کمر) پر ہے۔

بنی آں باشد کہ ماند بر قسار : مغرب آں باشد کہ گرد بار بار
فائدہ بنی کی بھی یہ تعریف حقیقتہً اس کی تعریف نہیں ہے بلکہ اس کا حکم اور اثر ہے یہاں پر بھی مصنف نے متبدلوں کی آسانی کے لئے ایسا کیا ہے اور اس کی حقیقی تعریف جیسا کہ کافیہ میں مذکور ہے اس طرح ہے کہ بنی وہ ہے جو یا تو بنی اصل کے مناسب اور مناسب ہو یا عامل کے ساتھ ترکیب میں واقع ہو قولہ جملہ حرف بنی ست الخ حروف اس واسطے بنی ہیں کہ ان میں فاعلیت اور مفعولیت اور اضافت کے معنی جو اعراب کو چاہتے ہیں ان میں نہیں پائے جاتے قولہ بالذہاب جمع مؤنث الخ فعل مضارع کی دو حالتیں ہیں۔ ایک تو یہ کہ اس کے آخر میں وزن تاکید ثقیلہ و خفیفہ نہ ہو پس اس وقت مضارع کے تمام صیغے بنی نہیں ہیں۔ بلکہ صرف وہ صیغے بنی ہیں جن کے آخر میں جمع مؤنث کا وزن ہے اور وہ صرف دو صیغے ہیں۔ ایک جمع مؤنث غائب کا یفعلن، دوسرے جمع مؤنث حاضر کا یفعلن جیسے کن یفعلن اور کن یفعلن، کم یفعلن اور کم یفعلن۔ یہ اس لئے بنی ہیں کہ جمع مؤنث کا وزن مضارع میں ماضی کے وزن جیسے مؤنث کے ساتھ ماضی پہلے کی وجہ سے اپنے ماقبل سکون کو چاہتا ہے لہذا اعراب کو قبول نہیں کرے گا۔ دوسری یہ کہ اس کے آخر میں وزن تاکید ہو اور اس کی چار صورتیں ہیں مضارع معروف بالوزن تاکید ثقیلہ و خفیفہ مضارع مجہول بالوزن تاکید ثقیلہ و خفیفہ پس ان چار صورتوں میں مضارع کے سب صیغے بنی ہیں خواہ ان پر لام امر داخل ہو یا لائے نہیں، ہر حالت میں یکساں رہیں گے لفظوں میں کوئی تغیر نہیں ہوگا جیسے یفعلن اور کم یفعلن اور اس وقت اس کے بنی ہونے کی وجہ یہ ہے کہ وزن تاکید اپنے ماقبل کے ساتھ شدت اٹھا کیوں کہ سے مجزئہ جزء کلمہ ہے پس اس وقت اگر اعراب وزن سے بیشتر داخل ہو تو اعراب کا وسط کلمہ میں ہونا لازم آئے گا اور اعراب وسط کلمہ پر نہیں آتا بلکہ آخر کلمہ پر آتا ہے اور اگر وہ وزن پر جزو خود بنی ہے داخل ہو تو اعراب کا اس کلمہ پر جو حقیقتہً دوسرا کلمہ داخل ہونا لازم آئے گا و نیز اس کا بنی پر داخل ہونا لازم آئے گا لہذا اعراب کا ناما مانع ہوگا۔ قولہ اسم متکسر الخ باب لفعل سے اسم ناعل کا صیغہ ہے لغت میں معنی بکھڑے والے یعنی قوی چونکہ یہ اسم اعراب کو قبول کرتا ہے اس لئے قوی ہے بعضوں نے متکسر کے معنی بکھڑے والے دیئے والے ہیں اور اسکو ممکن بمعنی جائے دارن سے لیا ہے حالانکہ لغت معتبرہ وراج المصادر و لغتیں اللارب وغیرہ میں جائے دارن معنی ممکن

کے لکھے ہیں جو متعدی ہے نہ کہ ممکن کے جواز میں ہے۔

قولہ در ترکیب واقع شود الخ یعنی اسم ممکن معرب بشرطیکہ وہ ترکیب میں اپنے عامل کے ساتھ واقع ہو مصنف نے اسم ممکن کے معرب ہونے کے لئے ترکیب میں واقع ہونے کی قید اس لئے لگائی ہے کہ اس لئے ممکنہ جیسے زید و عمرو و کبر و خالد وغیرہ ترکیب میں واقع ہونے سے پیشتر بنی برکون ہیں۔ اس لئے کہ ترکیب میں واقع ہونے سے پہلے ان میں فاعلیت اور مفعولیت اور اضافت کے معنی جو اعراب کو چاہتے ہیں نہیں پائے جاتے۔ لہذا یہ ترکیبیں واقع ہونے سے پیشتر بنی ہیں لیکن یہ اگر ایسی ترکیب میں پائے جاتیں جس میں ان کا عامل ہو تو اس وقت یہ معرب ہوں گے اس وجہ سے کہ اس صورت میں ان میں وہ معنی جو اعراب کو چاہتے ہیں پائے جائیں گے جیسے جاء زید میں اپنے عامل جاء کے ساتھ مرکب اور اس وقت اس میں فاعلیت کے معنی جو دفع کو چاہتے ہیں پائے جا رہے ہیں۔ لہذا اس وقت وہ معرب اور ترکیب میں واقع ہونے سے پیشتر بنی۔ اسی طرح زایدت زید میں زید اپنے عامل زایدت کے ساتھ مرکب اور اس وقت اس میں مفعولیت کے معنی جو نصب کو چاہتے ہیں پائے جا رہے ہیں لہذا وہ اس وقت معرب ہے اسی طرح وہ اسم ممکن بھی بنی ہے جو ایسی ترکیب میں واقع ہیں جس میں اس کا عامل نہیں ہے جیسے غلام زید میں غلام اگرچہ اپنے غیر یعنی زید کے ساتھ مرکب ہو کر پایا جا رہا ہے لیکن یہ ایسی ترکیب میں واقع ہے جس میں اس کا عامل نہیں ہے لہذا یہ بنی ہے اور زید مضاف الیہ معرب اس لئے کہ وہ اپنے عامل غلام مضاف کے ساتھ ہے۔ ابن حاکم وغیرہ کا مذہب لیکن علامہ زنجیزی کے نزدیک اسم ممکن ترکیب میں واقع ہونے سے پیشتر بھی معرب ہے ان کے نزدیک اسم ممکن میں اس کے معرب ہونے کے لئے صرف صلاحیت اعراب کا ہونا کافی ہے خواہ وہ بالفعل ترکیب میں پایا جائے یا نہ پایا جائے پس زید مثلاً ترکیب پیشتر ان کے نزدیک معرب ہے اس لئے کہ اس میں اس امر کی صلاحیت ہے کہ اگر وہ ترکیب میں واقع ہو تو اس پر اعراب آجائے گا۔ بخلاف مصنف اور ابن حاکم وغیرہ کے کہ ان کے نزدیک وہ ترکیب کے بعد معرب اور اس سے پیشتر بنی۔

قولہ کہ بیش ازین دو قسم معرب نیست الخ خلاصہ یہ کہ کلام عرب میں صرف دو چیزیں معرب ہیں اول اسموں میں سے صرف اسم ممکن بشرطیکہ وہ ترکیب میں واقع ہو۔ دوم فعلوں میں سے فعل مضارع جب کہ نون جمع مؤنث اور نون تاکید سے خالی ہو اور بنی افعال میں سے فعل ماضی ہے خواہ معرود ہو یا مجہول۔ اور مضارع کے صیغوں میں سے جبکہ اس کے آخر میں نون تاکید نہ ہو صرف دو صیغے بنی ہیں جمع مؤنث غائبہ کا اور جمع مؤنث حاضر کا اور مضارع تاکید ثقیلہ و خفیفہ اور امر حاضر معروف اور اسما سے اسم غیر ممکن اور حروف سب میں بقولہ اسم غیر ممکن اسمی است الخ۔ اسم غیر ممکن وہ اسم ہے جو بنی اصل کے ساتھ مشابہت رکھتا ہو اور بنی اصل اسے کہتے ہیں جو اصل صیغ

میں بن ہو کسی کی مشابہت کی وجہ سے بنی نہ ہوا ہو۔ اور وہ تین چیزیں ہیں۔ فعل کا صی اور امر حاضر
معروف اور جملہ حروف۔ صاحب مفصل کے نزدیک جملہ حروف میں بنی اصل ہے۔ اور اسم غیر متکثر کا بنی
ہونا اس واسطے ہے کہ وہ بنی اصل کی کسی نہ کسی قسم کے ساتھ مشابہت اور مناسبت بنی اصل کے ساتھ
پائی گئی لہذا وہ بنی ہو گیا اور مشابہت و مناسبت صاحب مفصل نے چھ قسم کی بتلائی ہے۔ اول یہ کہ اسم
بنی اصل کے معنی کو تفہم ہو جیسے اُنَّ اسم ظرفی معنی کس جگہ۔ ہنز فاسفہا کے معنی کو تفہم ہے جیسے
اُنَّ تَحْمِلُ رُكُوسَ جِگہ بیٹھے گا اور دوسرے یہ کہ اسم بنی اصل کے مشابہ ہو جیسے مہبات یعنی اسمائے
اشارہ اور اسمائے موصولہ کہ اشارہ جیسے یا صفت امید کے محتاج ہیں جیسے کہ حروف دلالت میں اپنے متعلق
کے محتاج ہیں تیسرے یہ کہ اسم بنی اصل کے موقع میں واقع ہو جیسے نَزَالُ کہ اسم فعل ہے انزل امر
حاضر معروف کی جگہ میں واقع ہوتا ہے بمعنی اتر تو۔ چوتھے یہ کہ کوئی اسم ہم شکل اس اسم کے ہو جو بنی اصل
کی جگہ میں واقع ہوتا ہے جیسے فُجَار۔ بمعنی زنا کار کہ نَزَالُ کہ ہم شکل اور ہم وزن ہے۔ نَزَالُ جگہ
میں انزل و بنی اصل کے واقع ہوتا ہے جیسا کہ گذر چکا۔ پانچویں یہ کہ کوئی اسم جگہ میں اس اسم کے واقع
ہو جو بنی اصل کے مشابہ ہے جیسے منادی مضموم یا زید میں زید کہ وہ کاف خطابیہ اسمیہ کی جگہ
میں واقع ہے اس لئے کہ یا زید معنی میں اذْعُرُکَ کے ہے اور کاف خطابیہ اسمیہ مشابہ کاف خطابیہ جرئیہ
کے ہے چھٹے یہ کہ کوئی اسم مضاف بنی اصل کی طرف بلا واسطہ ہو جیسے آیت ھَذَا یَوْمَ یَنْفَعُ الْفَاقِیْنَ
صَدِّقُھُمْ یَوْمَ بَلِّغْ مِیْمَ بِنَا بَرَقَاتِ نافع اس میں یوم بلا واسطہ جملہ کی طرف مضاف ہے اور
جملہ صاحب مفصل کے نزدیک اسم بنی اصل ہے اور اس وقت یوم بنی برفتح ہے اور فتح پر بنی ہونا
اس وجہ سے ہے کہ وہ تمام حرکتوں میں ہلکے ہے اور بروایت ھَذَا یَوْمَ یَنْفَعُ مِیْمَ ہے اور اس
وقت یَوْمَ معرب برفتح ہو گا اس لئے کہ وہ بذاتہ کی خبر ہے یا بواسطہ جیسے آیت یُنْزِلُ عَذَابَ یَوْمَئِذٍ
میں یوم بلفتح مِیْمَ بنا بَرَقَاتِ نافع یہ اصل میں یَوْمَ اِذْ کَانَ کَذٰلِکَ اَسْمًا یَوْمَ بواسطہ اِذْ جملہ کی طرف مضاف ہے اور
بروایت یُنْزِلُ عَذَابَ یَوْمَئِذٍ جبر مِیْمَ ہے اور اس وقت معرب مجرور ہو گا اس واسطے کہ وہ مذکر مضاف
ہے قول اسم متکثر اسمی است الخ اسم متکثر وہ اسم ہے جو بنی اصل کے ساتھ مشابہت نہ رکھتا ہو جیسے
زَیْدٌ وَجَلٌّ وَنَارٌ وَمَقْرُوبٌ وَشَقٌّ کہ یہ بنی اصل کے ساتھ مشابہت نہ رکھیں گے کسی قسم کی
مشابہت جنہیں رکھتے۔

سوالات۔ ان الفاظ میں بتاؤ کہ کون معرب اور کون بنی اور بنی اصل بھی بتاؤ اَنْفَرُوا
نَنْ یَفْعَلُ، قَرَبَ، کَتَبَ، اَنْفَرْنَا، کَمْ یَفْسِدُ، یَسْمَعُنَ،
یَفْسِدُ بَنَ۔

وہ واحد حج اور زاد عطف کے درمیان فرق کرنے کی علامت ہے اور فَرِیْتُ صِیغہ واحد مؤنث غائب میں تائے ساکن علامت تائیت فاعل ہے اسی طرح فَرِیْتُ تائین تا علامت تائیت فاعل ہے۔

ضمیمہ رفوع متصل

[illegible]

قولہ منفصل بمعنی جدا ہونے والا۔ باب انفعال سے اسم فاعل کا صیغہ ہے اور فصل ہے بمعنی جدا ہونا۔ اصطلاح میں وہ ضمیر جو تنہا مستقل طور پر متعلق ہو یعنی اپنے عامل سے علی ہوتی مستقل ہو پس ضمیر مرفوع منفصل وہ ضمیر جو اپنے عامل سے علیحدہ آتی ہو اور ترکیب میں فاعل امتداد یا خبر ہوتی ہو۔

ر نقشہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ ہو)

ضمیمہ رفوع منقصل

[illegible]

قولہ منقول معنی نصب یا اس اصطلاح میں وہ ضمیر جو مفعول پر واقع ہو کوئی عامل نائب ان وغیرہ کے اول آوے جو کہ مفعول اور عامل نائب کے مفعول کو نصب ہوتا ہے لہذا اسکو منصوب کہتے ہیں جس منصوبہ متصل وہ ضمیر جو اپنے عامل سے ملی ہوئی آئے اور ترکیب میں مفعول ہے ایسی عامل نائب ان وغیرہ کا مفعول واقع ہو قولہ منقول منقول وہ ضمیر جو جس علیہ آئے اور مفعول ہے واقع ہو قولہ مجرور متصل وہ ضمیر جو حرف جریا اسم مضاف سے ملی ہوئی آوے اور ترکیب میں مجرور یا مضاف الہ واقع ہو جو کہ مضاف الیہ اور حرف جر کا مفعول مجرور ہوتا ہے لہذا اسکو مجرور کہتے ہیں۔

ضمیمہ منسوب متصل

[illegible]

قصیدہ منسوب منقصل

[illegible]

ضمیمہ مجرور متصل بحرف جر

ای	ی ضعیف و اضعاف کم ذکر و مؤنث کی	مجموعہ ایک مرد یا ایک عورت کے واسطے
اُنَا	انجیمیشہ تکلفاً مستکم مذکر و مؤنث کی	ہم دو مرد یا دو عورتوں بائیں اسبیت ترکیب کے واسطے
اِنَّ	اِنَّ واحد مذکر حاضر کی	تجدید ایک مرد کے واسطے
اِنَّکُمْ	اِنَّکُمْ تثنیہ مذکر حاضر کی	تجدید دو مرد کے واسطے
اِنَّہُمْ	اِنَّہُمْ جمع مذکر حاضر کی	تجدید سب مردوں کے واسطے
اِنَّکِی	اِنَّکِی جمع مؤنث حاضر کی	تجدید ایک عورت کے واسطے
اِنَّکُنَّ	اِنَّکُنَّ تثنیہ مؤنث حاضر کی	تجدید دو عورتوں کے واسطے
اِنَّھُنَّ	اِنَّھُنَّ جمع مؤنث حاضر کی	تجدید سب عورتوں کے واسطے
اِنَّہَا	اِنَّہَا واحد مؤنث غائب کی	اس ایک عورت کے واسطے
اِنَّھَا	اِنَّھَا تثنیہ مؤنث غائب کی	ان دو عورتوں کے واسطے
اِنَّھُنَّ	اِنَّھُنَّ جمع مؤنث غائب کی	ان سب عورتوں کے واسطے

ضمیمہ مجرور متصل باسم مضاف

عَلَا هِجْ	یو ایک بڑا ایک عشر کا غلام
عَلَا هُنَا	ہم دونوں یہ دونوں کا ہے در
عَلَا لَمَات	بہت خوبصورتوں کا غلام
عَلَا لَمَا	تجہ ایک مرد کا غلام
عَلَا لَمَم	تیر دو مردوں کا غلام
عَلَا لَمَات	تم سب مردوں کا غلام
عَلَا لَمَا	تجہ ایک عشرت کا غلام
عَلَا لَمَا	تم دو عشرتوں کا غلام
عَلَا لَمَا	تم سب عشرتوں کا غلام
عَلَا لَمَا	اس ایک مرد کا غلام
عَلَا لَمَا	ان دو مردوں کا غلام
عَلَا لَمَم	ان سب مردوں کا غلام
عَلَا لَمَا	اس ایک عشرت کا غلام
عَلَا لَمَا	ان دو عشرتوں کا غلام
عَلَا لَمَم	ان سب عشرتوں کا غلام
عَلَا لَمَا	ان سب عشرتوں کا غلام

[illegible]

سوالات :- ان مثالوں میں غیروں کی قسمیں بتاؤ۔ نعرے، آیات، نعرے، مین، جملات، ہذا غلامی، ہما
بالکین، ہما کتاب، ائت غلام، مگر، ضرر بونی، ہذا جملت، ضرر جملت، آیات، تسمیہ۔

وَقَوْمَ السَّمَاءِ أَشَارَاتِ ذَاوِذَانَ وَذَيْنَ وَتَاوَتِي وَتِيهِ وَذَهُ وَذِي

آن یکم در آن دو وزن ۱۳
پیشش بمعنی یک وزن ۱۱

وَذِهِ وَتِيهِ وَنَانَ وَتَيْنِ مَا وَلَا عَمَلٍ أَوَّلِي بِقَصْرِ مَوْمِ اسْمَاءِ مَوْصُولِ

آن دو وزن ۱۲ آن دو وزن

الَّذِي وَالَّذَانِ وَالَّذَيْنِ وَالَّتِي وَالَّتَيْنِ وَالَّتَيْنِ وَاللَّاتِي

معنی اندی بر آن غیر عاقل من بر آن عاقل فکله یک بجای دیگر مستعمل می شود ۱۱

وَاللَّوَاتِي وَمَا وَمَنْ وَأَيُّ وَأَيُّهُ وَالْفِ وَلَا مِ بِمَعْنَى الَّذِي دَرِ اسْمِ فاعِل و مسم

مفعول چوں اَلْقَارِبُ وَالْمُفْرُوبُ وَذُو بِمَعْنَى الَّذِي دَرِ لَعْنَتِ بَنِي طَلْحِ سَخُو

معنی الذي قرین ۱۳ بمعنی الذي قرین ۱۳

جَاءَنِي ذَوْصَبَّكَ بِدَانِكِ أَيْ وَآيَةٍ مُعَرَّبَةٍ

معنی الذي قرین ۱۳

بِرِ وَ قِسْمِ سِتْ أَوَّلِ بِمَعْنَى اِمْرَاضِ چوں رُوَيْدٌ وَبَلَدٌ وَجِهَلٌ وَهَلَمَّ دَوْمِ

اسم خبر همنه السته همنه

الهمزة خبریه الهمزة خبریه

بِمَعْنَى فَعْلٍ ماضٍ چوں هَيْفَاتٍ وَشَتَانِ سَجْمِ اسْمَاءِ اصْوَاتِ چوں أَحْ

الهمزة خبریه الهمزة خبریه الهمزة خبریه

أَحْ وَأَفْ وَبَحْ وَنَحْ وَغَاقِ شَشْمِ اسْمَاءِ طُرُوفِ ظَرْفِ زَمَانِ چوں إِذْ

هنگام حرکت و شادی

وَإِذَا وَتِي وَكَيْفَ وَأَيَّانَ وَأَمْسٍ وَمَنْذُ وَمَنْذُ وَقَطُّ وَقَطُّ وَعَوْضُ وَ

قَبْلُ وَبَعْدُ وَتِيكِهِ مضاف باشد و مضاف الیه محذوف معنوی باشد

و ظَرْفِ مَكَانِ چوں حَيْثُ وَقَدْ أَمَّ وَتَحْتِ وَتَوْقِ وَتِيكِهِ مضاف باشد و مضاف

الیه محذوف معنوی باشد سِفْتَمِ اسْمَا كُنَا يَا چوں كُوْ وَكُنَا كُنَا تِ اَزْ عَدِ وَكُنَا تِ

الهمزة خبریه الهمزة خبریه الهمزة خبریه

کنایت از حدیث: ہشتم مرکب بناتی چوں اَحَدَ عَشَرَ۔

قولہ اسمائے اشارات الخ مرکب اضافی ہے۔ اسما جمع اسم کہی ہے اور اشارات جمع اشارۃ کی ہے لغوی معنی اشارہ کرنے کے اسماء اصطلاح میں اسم اشارہ وہ کہے جو تعین مشارالیه کے واسطے وضع کیا گیا ہو۔ جن اسم سے اشارہ کرتے ہیں اسے اسم اشارہ کہتے ہیں اور جن شی کی طرف اشارہ کیا جائے اسے مشارالیه کہتے ہیں۔ لغوی معنی اس کی طرف اشارہ کیا گیا

ذَا	ذَانِ	ذَیْنِ	ثَاوِقِ وَتِهْ وَذِکَ وَذِیْ وَتِیْ	ثَانِ	ثَیْنِ	اَوَّلِ	اَوَّلِ
یہ ایک مرد	یہ دو مرد	یہ دو مرد	ان سب کے معنی یہ ایک عورت	یہ دو عورتیں	یہ دو عورتیں	یہ دو عورتیں	یہ دو عورتیں
واحد مذکر	ثنیہ مذکر	ثنیہ مذکر	واحد مؤنث	ثنیہ مؤنث	ثنیہ مؤنث	ثنیہ مؤنث	ثنیہ مؤنث

فائدہ۔ اسم اشارہ کے پہلے کسی لفظ حال کا دیتے ہیں۔ اس سے مخاطب کو مشارالیه پر تنبیہ کرنی مقصود ہوتی ہے۔ جیسے هُوَ لَآءِ وَهَذَا وَهَذَا وَهَذَا اِنْ۔ اور کبھی اسم اشارہ کے آخر میں حروف خطاب لے کر وکَمَا وکَمَا وَلِکْ وکَمَا وکَمَا لکارتے ہیں۔ تاکہ مخاطب کے مفرد و ثنیہ و جمع و مذکر و مؤنث ہونے پر دلالت کرے جیسے حسب ذیل نقشہ سے ظاہر ہے۔

(نقشہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ ہو)

جیکر محاط	جیکر مثنیٰ	جیکر جمع	جیکر مثنیٰ	جیکر جمع	جیکر مثنیٰ	جیکر جمع
واحد مذکر ہو	ثانیہ مذکر ہو	جمع مذکر ہو	واحد مؤنث ہو	ثانیہ مؤنث ہو	جمع مؤنث ہو	جمع مؤنث ہو
ذَٰلِکَ	ذَٰلِکَ	ذَٰلِکَ	تَٰلِکَ	تَٰلِکَ	تَٰلِکَ	تَٰلِکَ
ذَٰلِکُمَا	ذَٰلِکُمَا	ذَٰلِکُمَا	تَٰلِکُمَا	تَٰلِکُمَا	تَٰلِکُمَا	تَٰلِکُمَا
ذَٰلِکُمْ	ذَٰلِکُمْ	ذَٰلِکُمْ	تَٰلِکُمْ	تَٰلِکُمْ	تَٰلِکُمْ	تَٰلِکُمْ
ذَٰلِکَ	ذَٰلِکَ	ذَٰلِکَ	تَٰلِکَ	تَٰلِکَ	تَٰلِکَ	تَٰلِکَ
ذَٰلِکُمَا	ذَٰلِکُمَا	ذَٰلِکُمَا	تَٰلِکُمَا	تَٰلِکُمَا	تَٰلِکُمَا	تَٰلِکُمَا
ذَٰلِکُمْ	ذَٰلِکُمْ	ذَٰلِکُمْ	تَٰلِکُمْ	تَٰلِکُمْ	تَٰلِکُمْ	تَٰلِکُمْ

قولہ اسمائے موصولہ اسم موصول وہ اسم ہے جو جملہ کا کامل جز و بغیر صلہ کے نہ ہو اور جملہ کا کامل جز و ہونے سے مراد یہ ہے کہ وہ مبتدایا خبر یا فاعل یا مفعول وغیرہ ہو۔ کافی شرح الحامی کامل جز و اس واسطے کہ اسم موصول بغیر صلہ کے جملہ کا جز و تو ہو جاتا ہے لیکن کامل جز و بغیر صلہ کے نہیں ہوتا جیسے جاء فی الذی ضربت میرے پاس وہ شخص آج اس نے تجھ کو مارا جارہا فعل ماضی ان وقایہ کا ہی ضمیر متکلم مفعول بہ الذی اسم موصول ضرب فعل ماضی اس میں ضمیر متکلم اس کا فاعل جو الذی کی طرف لوٹتی ہے اور کہ ضمیر مفعول بہ ضرب اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر صلہ ہوا موصول کا موصول اپنے صلہ سے مل کر فاعل ہوا جار کا جار اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا اس میں الذی موصول اپنے صلہ ضربت سے مل کر جملہ کا کامل جز و یعنی فاعل ہے لیکن صرف الذی بغیر صلہ کے جملہ کا جز و تو ہو رہا ہے اس لئے کہ جب موصول اور صلہ مجموعہ جملہ کا جز و ہے تو موصول لامحالہ جملہ کا جز و ہوگا لیکن کامل جز و نہیں ہے صلہ کے لغوی معنی لمانا، اعطانا، اصطلاح لغت میں وہ جملہ ہے جو ایسی شئی کے بعد مذکور ہو کہ وہ شئی اس جملہ کے بغیر پوری نہ ہو سکتی ہو لیکن اصطلاح سخا میں وہ جملہ ہے جو موصول کے بعد ذکر کیا جائے اور اس میں ایک ضمیر ہو جو موصول کی طرف لوٹتی ہے اور اس ضمیر کو عاید کہتے ہیں۔ عائد اسم فاعل ہے بمعنی لوٹنے والا۔

معرّب یا مبنی	مرفوع	منصوب	مجرور
معرّب	جَاءَنِي أَيْ هُوَ قَائِمٌ	رَأَيْتُ أَيَا هُوَ قَائِمٌ	مَرَرْتُ بِأَيِّ هُوَ قَائِمٌ
معرّب	جَاءَنِي أَيْ قَائِمٌ	رَأَيْتُ أَيَا قَائِمٌ	مَرَرْتُ بِأَيِّ قَائِمٌ
معرّب	جَاءَنِي أَيْ هُوَ قَائِمٌ	رَأَيْتُ أَيَا هُوَ قَائِمٌ	مَرَرْتُ بِأَيِّ هُوَ قَائِمٌ
مبنی	جَاءَنِي أَيْ هُوَ قَائِمٌ	رَأَيْتُ أَيْ هُوَ قَائِمٌ	مَرَرْتُ بِأَيِّ هُوَ قَائِمٌ
معرّب	جَاءَ ثَنِي أَيْ هُوَ قَائِمٌ	رَأَيْتُ أَيْ هُوَ قَائِمٌ	مَرَرْتُ بِأَيِّ هُوَ قَائِمٌ
معرّب	جَاءَ ثَنِي أَيْ قَائِمٌ	رَأَيْتُ أَيْ قَائِمٌ	مَرَرْتُ بِأَيِّ قَائِمٌ
معرّب	جَاءَ ثَنِي أَيْ هُوَ قَائِمٌ	رَأَيْتُ أَيْ هُوَ قَائِمٌ	مَرَرْتُ بِأَيِّ هُوَ قَائِمٌ
مبنی	جَاءَ ثَنِي أَيْ هُوَ قَائِمٌ	رَأَيْتُ أَيْ هُوَ قَائِمٌ	مَرَرْتُ بِأَيِّ هُوَ قَائِمٌ

قولہ اسمائے افعال الخ انا فت فارسی کے ساتھ مرکب افاتی ہے اور اصطلاح میں اسم فعل ہ
اسم ہے جو باعتبار وضع امر یا فعلی کے معنی میں ہو ان اسماء کا نام اسمائے افعال اسی واسطے رکھا
گیا کہ یہ معنی میں فعل کے ہوتے ہیں قولہ یعنی امر حاضر جیسے قولہ رَوَيْدٌ یعنی اُفعل (دو تہلت دے جیسے
رَوَيْدٌ رَوَيْدٌ) تو زید کو ہلت دے) رَوَيْدٌ اسم فعل یعنی امر حاضر اس میں اَنْتَ مستتر اس کا فاعل
زید (مفعول بہ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر محمل فعلیہ انشائیہ ہوا۔ بلکہ بمعنی دَعِ
دھوڑ تو) جیسے رَوَيْدٌ (چھوڑ دے تو زید کو) حیث فعل یعنی اَنْتَ (دے) جیسے حیث فعل الصلوة
(دے تو نماز کو) ہَلُمَّ بمعنی اَنْتَ (دے) جیسے اللہ تعالیٰ کا قول هَلُمَّ الْيَنَّا (دے تو ہماری طرف) ان
کے علاوہ اور بھی ہمارے اسمائے افعال یعنی امر حاضر ہیں جیسے دَوْنُكَ بمعنی خذ دیکڑ تو جیسے دَوْنُكَ
رَوَيْدٌ (دیکڑ تو زید کو) اور هَا رَوَيْدٌ (دیکڑ تو) جیسے هَا رَوَيْدٌ (دیکڑ تو زید کو) اور اَمِينُ بمعنی
اَسْتَجِبْ (قبول کر تو) اور قَطْ بمعنی بکفی (کافی ہے) یا بمعنی اَنْتَ (دے) رک جاتی اور عَلَيْكَ بمعنی اَلِزِمْ
لازم ہو کر تو صَمَّ بمعنی اَسْكُتْ (خاموش رہ) مَدَّ بمعنی اَلْكُفَّ (دک جاتی)

قولہ بمعنی فعل ماضی جیسے قولہ هَيَمَاتُ بمعنی بَعْدُ (دور ہو) جیسے هَيَمَاتُ رَوَيْدٌ (دور
ہوا زید) شَتَانُ بمعنی اَفْتَرَقَ بمعنی تَفَارَقَ ہے جس کی خاصیت تفرک ہے۔ ہذا شَتَانُ کے بعد
دو اسم آتے ہیں اور ان کے درمیان حرف عطفت ہوتا ہے جیسے شَتَانُ زَوَيْدٌ و عُمَرُو دُورِیدَا و عُمَرُو
جہاں ہوتے (تعریف میں اسم کی قید سے ارادہ ماضی خارج ہو گئے اس لئے کہ یہ اسم نہیں ہیں اور وقت
کی قید سے زَوَيْدٌ مُتَارِبٌ اُنس میں مُتَارِبٌ اُنس خارج ہو گیا اس لئے کہ یہ ماضی پر بقرینہ ولایت

کرتا ہے نہ کہ دفعاً اسمائے افعال امر حاضر اور ماضی (جو اقاسم ثنی اصل سے ہیں) کے معنی میں ہونے کی وجہ سے ثنی ہیں۔ قولہ اسمائے اصوات الم مرکب اضافی ہے اور اصوات جمع صوت کی ہے بمعنی آوازیں اور اسم صوت اصطلاح میں ہر وہ لفظ ہے جس سے کسی آواز کو نقل کیا جائے یا کس چہ جائے وغیرہ کو اس سے آواز دی جائے۔ قولہ اَح (وہ آواز بکھائی کے وقت نکلتی ہے) اَف (وہ آواز جو در کے وقت نکلتی ہے) یَخ (وہ آواز جو خوشی کے وقت نکلتی ہے) یَخ (داوٹ کے مٹانے یا بٹھانے کے وقت کی آواز) غاق (دکڑے کی آواز کی نقل کہہتے ہیں) وئی (تعجب یا ندامت کے وقت کی آواز)

اسمائے اصوات اس وجہ سے ثنی ہیں کہ ان میں ترکیب نہیں ہے جیسے زید و عمرو و بکر ترکیب میں واقع نہ ہوں تو ثنی ہے۔ اگر کوئی کہے کہ جیسا اسمائے اصوات کے ثنی ہونے کی وجہ یہ ہے کہ ان میں ترکیب نہیں ہے تو جب یہ ترکیب میں واقع ہوں تو معرب ہونے چاہئیں جیسے کہ تم کہو کہ قَالَ کَرِيْمٌ غَاقٌ زَيْدٌ نَعْمٌ یا قَالَ کَرِيْمٌ عِنْدًا تَعَجُّبٌ وئی زید نے تعجب کے وقت وئی کہا ان میں غاق اور وئی ترکیب میں ہیں جواب یہ ہے کہ اس وقت بھی ثنی ہیں کیونکہ یہ حکایت کہے گئے ہیں۔

قولہ اسمائے ظروف المضافت فارسی کے ساتھ مرکب اضافی ہے اور ظروف جمع ظرف کی ہے۔ بمعنی برتن اور وہ چیز کہ جس میں کوئی شے رکھی جائے اسمائے ظروف و قسم پر ہیں اول ظرف زمان اور ظرف زمان سے یہاں مراد معنی اصطلاحی نہیں ہیں بلکہ لغوی معنی مراد ہیں یعنی جس میں وقت کے معنی مراد ہوں جیسے قولہ اَذِيْرَ زَمَانٍ مَاضِيٍّ كَلْتِ الشَّمْسِ (میں تیرے پاس آیا جبکہ سورج نکلا) وجہ بنایا ہے کہ اس کی وضع حرف جیسے یعنی جیسے حروف کی وضع دو حروف پر ہے (جیسے ہر) اسی طرح اس کی بھی ہے۔ اِذَا زَمَانٌ مُسْتَقْبَلٌ كَلْتِ الشَّمْسِ اور اگر ماضی پر داخل ہو تو وہ مستقبل کے معنی میں ہر جاتی ہے اور اس میں شرط کے معنی ہوتے ہیں اور وہ مضمون جملہ کا دوسرا پر مرتب ہوتا ہے بمعنی جس وقت جیسے اِذَا أَحْيَاءُ نَفَسُوا لِلَّهِ (جس وقت کہ اللہ کی مدد آئے) یہ معنی حرف شرط کو مستغن ہونے کی وجہ سے ثنی ہے اور یہ کہیں بمعنی ناگاہ بھی آتا ہے اور اس وقت اس میں شرط کے معنی نہیں ہوتے جیسے خُرُوجُ قَادَاتِ بَنِي إِسْرَافِيلَ (میں نکلا کہ ناگاہ زندہ کھڑا ہوا ہے) اِشْتِ زَمَانٍ مَاضِيٍّ اور مستقبل دونوں کے لئے آتا ہے۔ کبھی استفہام پر ہوتا ہے بمعنی کس وقت جیسے مَتَى تَأْتِي دُرُودُكَ (کس وقت سفر کرے گا) اور کبھی شرط پر بمعنی جس وقت جیسے مَتَى تَقُومُ أَصْحَابُكُمْ (جس وقت تو روزہ رکھے گا) میں روزہ رکھوں گا۔ یہ حرف استفہام اور حرف شرط کے معنی کو مستغن ہونے کی وجہ سے ثنی ہے۔ کَيْفَ حالت دریافت کرنے کے لئے آتا ہے بمعنی کیسا حال یا کیسی حالت جیسے کَيْفَ حَالُكَ (تہنہا حال کیسا) کَيْفَ أَنْتَ (تہنہا کیسی حالت ہے)۔

فائدہ ۱۰۔ چاہئے کہ کیف کے ظرف ہونے میں اختلاف شیخ رضی فرماتے ہیں کہ کیف کو ظرف سے شمار کرنا مناسب انقض کی بنا پر ہے اس لئے کہ وہ کیف کو معنی علی بارہ لیتے ہیں اور جار مجرور و متعارف الی المعنی ہونے ہیں پس کیف زید علی حال القیۃ۔ اُم علی حال السقم دیکارید حالت تندرستی یا بیمارئی ہے اور سیویر کے نزدیک اسہ ہے نہ کہ ظرف اور صاحب مفصل کے نزدیک وہ قائم مقام ظرف کہے۔ ایتان زمانہ مستقبل کے لئے آتا ہے اور استفہام کے معنی دیتا ہے معنی کس وقت جیسے آیات یوم الدین اس وقت جزا کا دن ہے یہ حرف تہ کے معنی کو متضمن ہونے کی وجہ سے مبنی ہے اس لئے کہل گذشتہ جیسے جائز زید اس زید کل آیا مڈ و منڈ یہ کہی معنی اول مدت ہوتے ہیں جیسے مارا ایت مڈ یوم الجمعۃ (برفع میم یوم یہ دونوں اسم ظرف ہیں ان کی تقدیر عبارت اس طرح ہوگی اَوَّلُ مَدَّةٍ عَدَمٍ رُوِّیَیْ اَیَاکَ یَوْمَ الْجُمُعَةِ) میر اس کو نہ دیکھنے کی اول مدت جمعہ کا دن ہے ترکیب: اول مدۃ عدم روئی آیاہ مبتدا یوم الجمعۃ خبر مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبر ہو اور کہی معنی تمام مدت جیسے مارا ایت مڈ کو زمان یا مڈ یوم مان یعنی یومیع اَبْرَؤدۃ رمان عَدَمٍ رُوِّیَیْ اَیَاکَ کو زمان میرے اس کو نہ دیکھنے کی تمام مدت دون ہیں۔ یعنی میں نے اس کو پورے دون میں دیکھا یہ دونوں مڈ اور مڈ حروف جار کے طاسا ساتھ مشابہ ہونے کی وجہ سے مبنی ہیں اور مڈ اور مڈ حروف جارہ میں سے بھی ہیں جیسے مارا ایت مڈ یوم الجمعۃ (میں نے اس کو جمعہ کے دن سے نہیں دیکھا) مڈ حرف جار یوم الجمعۃ مرکب اضافی مجرور جار اپنے مجرور سے مل کر ایت فعل کے متعلق ہوا کٹ بفتح قاف و تشدید طام مضمومہ یہ استغراق زمانہ ماضی منفی کے لئے آتا ہے معنی کہی جیسے مارا ایت نقطہ (میں اس کو کہی نہیں دیکھا) یہ لام استغراق کے معنی کو متضمن ہونے کی وجہ سے مبنی ہے غرض حلیقہ معین و ضم ماضی مجزہ یہ استغراق زمانہ مستقبل منفی کے لئے آتا ہے۔ معنی کہی دہرگز جیسے لا احریرۃ غرض میں کہی اس کو نہیں ماروں کا قبل دہلے بعد پرچھے) یہ دونوں مبنی برضم ہیں لیکن ان دونوں کے مبنی برضم ہونے کی شرط یہ ہے کہ ان کا مضاف الیہ لفظ سے محفوظ ہو مگر ذہن میں موجود و مقصور ہو جیسے لَیْسَ اَلَا مَرِیْنٌ قَبْلَ دَیْنٍ بَعْدَ مَعِیْنِ بِن قَبْلَ مَرِیْنِ اس میں مضاف الیہ کل ثنی حذف کر دیا لیکن ذہن میں موجود و مقصور ہے (اللہ ہی کے لئے ہے حکم ہر چیز سے پہلے اور ہر چیز کے بعد یہ مضاف الیہ کی طرف محتاج ہونے کی وجہ سے حروف کے ساتھ مشابہ ہیں حروف دلالت میں تعلق کی طرف محتاج ہیں اور یہ مضاف الیہ کی طرف اور اگر ان کا مضاف الیہ لفظ سے محذوف ہو اور ذہن میں بھی بالکل موجود ہو جیسے رَبُّ بَعْدَ کَانَ خَیْرٌ اَیْنِ قَبْلِ دَہِیْتِ سے بعد پہلے سے بہتر ہوتے ہیں یا ان کا مضاف الیہ لفظوں میں مذکور ہو جیسے چشت قَبْلَ زَہِیْدٍ و بَعْدَ عَمْرٍ و۔ (میں زید سے پہلے اور عمرو کے بعد آیا) اور جیسے چشت مِّنْ قَبْلِ زَہِیْدٍ و مِّنْ بَعْدِ عَمْرٍ و تو ان دونوں

صورتوں میں دونوں معرب ہیں۔ قولہ وقتیکہ مضاف باشد الخ یہ صرف قبل اور بعد سے تعلق رکھتا ہے۔
قولہ منبویٰ بروزن مَرْمَی۔ یہ نوی نوی نہ بمعنی قصد کرنے کے اسم مفعول ہے (بمعنی قصد کیا گیا)
اور نہ اصل میں نیوۃ تھا۔

دوّم ظرف مکان۔ اور ظرف سے بھی مراد یہاں معنی لغوی ہیں یعنی جس میں جگہ کے معنی ہوں۔
جیسے قولہ حیث یہ مکان کے لئے آتا ہے اور ہمیشہ مضاف ہوتا ہے اور اکثر جملہ کی طرف مضاف ہوتا ہے۔
بمعنی جس جگہ جیسے (حیث زید جالس کر بیٹھ تو جس جگہ زید بیٹھنے والا ہے) وجہ بنایا ہے کہ یہ
جملہ کی طرف محتاج ہونے کی وجہ سے حرف کے ساتھ مشابہ ہے۔ قولہ قدّم (اگے) تحت (نیچے) فوق
اور پران تینوں کے مبن ہونے کے لئے بھی وہی شرط ہے جو قبل اور بعد کی ہے۔ یعنی ان کا مضاف الیہ لفظوں
سے محذوف ہو لیکن ذہن میں موجود و مقصود ہواں وقت یہی برض ہو گا۔ اور اگر ان کا مضاف
الیہ لفظوں سے محذوف ہو اور ذہن میں بالکل موجود نہ ہو یا مضاف الیہ لفظوں میں مذکور ہوتا ان دونوں
صورتوں میں یہ معرب ہونے کے قولہ و تمکیکہ مضاف باشد الخ یہ صرف قدّم اور تحت سے تعلق
رکھتا ہے۔

قولہ اسمائے کنایات الخ کنایات جمع کنایہ کی ہے وہ ہیں جو عدّ مبہم یا بات مبہم پر دلالت کریں اور
کنایات سے یہاں مراد کنایات مبنیہ ہیں نہ کہ کنایات معربہ جیسے فلان اور فلانہ۔ اس لئے کہ بحث مبنیات
میں ہے قولہ کم و کذا یہ دونوں عدّ مبہم کے لئے ہیں۔ کم کی دو قسمیں ہیں مآول استفہامیہ یعنی عدد
مبہم سے استفہام کے لئے جیسے کم و کذا (تیرے پاس کتنے درہم ہیں) دوّم خبریہ۔ یعنی عدّ
مبہم سے خبر دینے کے لئے جیسے مال الفقہ (بہت سامان میں نے خرچ کیا) کذا یہ صرف خبریہ آتا ہے
جیسے عدّی کذا (میرے پاس اتنے آدمی ہیں) قولہ کیت و ذیت یہ دونوں حدیث مبہم کے لئے
آتے ہیں (بمعنی ایسا اور ایسا) جیسے سمعت کیت و کیت (میں نے ایسا اور ایسا سنا) قلت ذیت و ذیت
(میں نے ایسا اور ایسا کہا) وجہ بنایا ہے کہ کم استفہامیہ میں ہنوز استفہام کہہ رہا ہے اور کم خبریہ کو اس پر
محول کر لیا اور کذا کافی تشبیہ اور ذال اسم اشارہ سے مرکب ہے اور یہ دونوں مبنی ہیں۔ ترکیب
کے بعد مجبوراً بمنزلہ ایک کلمہ کے (بمعنی کم) ہو گیا۔ اور ترکیبی معنی جلتے رہے اور ذال اپنی اصل پر
جو بنایا ہے باقی ہے۔ قولہ مرکب بنائی الخ اس کا بیان گذر چکا۔

فصل بدائے اسم بردہ ضربت معرّفہ و نکرہ معرّفہ آنست کہ موضوع با
یعنی قسم ۱۱

برائے چیزیں معین آں برہفت نوع است اول مضمر دوم اعلام چوں
 زید و عمرو و شکر اسمائے اشارا چهارم اسمائے موصول و این دو قسم را مہما
 چوں فاعل و غیرہ ۱۲ چوں الای و غیرہ ۱۳
 گویند پنجم معرفہ بہ ندا چوں یا زحل و ششم معرفہ بالف و لام چوں الزحل
 ہفتم مضاف بیکی ازینہا چوں غلامہ و غلام زید و غلام ہذا و غلام الای
 مضاف بہ اسم ۱۴ مضاف بہ ضمیر ۱۵ مضاف بہ ضمیر ۱۶ مضاف بہ اسم اشارہ ۱۷
 عندی و غلام الزحل و نکرہ آنست کہ موضوع باشد برائے چیزی غیر
 مضاف بہ اسم ۱۸ مضاف بہ اسم ۱۹
 معین چوں زحل و قمر ۲۰
 مرد ۲۱ اسپ ۲۲

بدانکہ اسم برد و صنف است مذکر و مونث مذکر آنست کہ در و علا
 تانیث نباشد چوں زحل و مونث آنست کہ در و علامت تانیث باشد
 مرد ۲۳
 چوں ابرۃ و علامت تانیث چہارست تا چوں طلحۃ و الف مقصورہ چوں
 زن ۲۴
 حبل و الف ممدودہ چوں حبل و تائے مقدرہ چوں ارق کہ در اصل ارضۃ
 زن باردار ۲۵ زن سرخ ۲۶ زمین ۲۷
 بودہ است بدلیل ارقۃ زیرا کہ تصغیر اسم را باصل خود برد و این را مونث

سماعی گویند
 از آنکہ تانیث موقوف بر موارِد سماع است ۲۸
 بدانکہ مونث برد و قسم است حقیقی و لفظی حقیقی آنست کہ باز آ
 مقابہ ۲۹

اَوْ حَيَوَانٌ مَذْكُورٌ بِأَشْدٍ حَوْلٍ اِمَّا اَنَّهٗ كِهٖ بَارَزَ اَوْ جُلَّ اَسْتَدْنِیٰ كِهٖ بَارَزَ

اَوْ جُلَّ اَسْتَدْنِیٰ كِهٖ بَارَزَ اَوْ حَيَوَانٌ مَذْكُورٌ بِأَشْدٍ حَوْلٍ فَلَکُمَا دَوَقَةٌ تَارِیخِی ۱۲ تَرَانَاکِی

قولہ یاد رکھو کہ بروقت الخرب اس جگہ یعنی قسم ہے بمعرفۃ مصدر لغت میں بمعنی پہچانا۔ اصطلاح میں وہ اسم ہے جو کسی معین چیز کیلئے بنایا گیا ہو مثلاً زید کہ یہ ذات زید کیلئے جو معین متشخص ہے بنایا گیا ہے مصنف کا قول موضوع باعتبار چیز ہے معرفۃ اور نہ کو شامل ہے اور قول معین سے مکرر مباح ہو گیا اس لئے کہ اسکی وضع کسی معین چیز کیلئے نہیں ہوتی اور اسکی سات قسمیں ہیں۔ اول مضمرات جیسے ہُو وغیرہ۔ جبکہ گذر چکا دہم اعلام یہ علم کی جمع ہے لغت میں بمعنی علامات اصطلاح میں وہ اسم ہے جو ایک معین چیز کے لئے بنایا گیا ہو۔ اور ایک وضع سے اس کے غیر کو شامل نہ ہو جیسے زید دُکمر وغیرہ۔ تعریف میں ایک وضع کی قید اس واسطے بڑھائی ہے تاکہ اس پر یہ اعتراض نہ وارد ہو کہ مثلاً زید جبکہ دُشخص کا نام ہے تو اس وقت یہ غیر کو بھی شامل ہے لہذا یہ علم سے خارج ہو گیا لیکن ایک وضع کی قید سے ایسے اعلام جو مشترک ہیں تعریف علم میں داخل رہیں گے اس لئے کہ مثلاً زید جبکہ ایک شخص کا نام رکھا گیا اور پھر دوسرے شخص کا پس زید ایک وضع سے دونوں کو شامل نہیں ہے بلکہ اس کا دوسرے شخص کو شامل ہونا دوسری وضع سے ہے جو پہلی وضع کے غیر ہے۔ اور ایسے علم کو علم اسی وجہ سے کہتے ہیں کہ وہ ایک علامت ہے جو شخص معین پر دلالت کرتی ہے، انھوں اسمائے اشارہ جیسے وا وغیرہ چہ اسمائے موصولہ جیسے الذی وغیرہ۔ ان کا بیان گذر چکا۔ قولہ کہ مبہات کو زید الخ مبہات یہ مبہاتہ کی جمع ہے بمعنی پوشیدہ باب افعال سے اسم مفعول کا صیغہ ہے مصدر انما ہے پوشیدہ رکھنا مطلب یہ کہ اسمائے اشارات اور اسمائے موصولہ کو مبہات بھی کہتے ہیں۔ اس لئے کہ اسم اشارہ بغیر مثال الیک کے اور اسم موصول بغیر مل کے مخاطب کے نزدیک مبہم رہتا ہے پیچخم معرفہ بند یعنی وہ اسم جس کے شروع میں حرف بیا ہو جیسے یا رجل ال مرد حرف ندا کے آنے سے پیشتر دُجمل عام تھا ہر ایک مرد پر صادق آتا تھا لیکن جب آواز دینے والا اس سے پہلے حرف نمایا لاکر یا رجل کہہ کر کسی خاص مرد کو آواز دے رہا ہے تو اس وقت وہ معرفہ ہو گیا۔ ششم معرفہ بالف لام یعنی وہ اسم جس کے شروع میں الف لام تعریف کا ہو جیسے الرجل (وہ مرد) الف لام کے ساتھ تعریف کی قید اس واسطے ہے کہ الف لام زائد بھی ہوتا ہے جو محض تحین کلمات کے لئے آتا ہے اور تعریف کا فائدہ نہیں دیتا۔ مصنف اعلام اور معرفہ ندا اور معرفہ بالف لام کی مثالیں لائیں اور مضمرات اور اسمائے اشارات اور اسمائے موصولہ کی مثالیں نہیں لائیں۔ اس لئے کہ ان تینوں کی تفصیل گذر چکی ہے۔ ہفتم قولہ مضاف یکی از اینہا یعنی وہ اسم مکرر جو معرفہ ند کے سوا معرفہ کی پانچ معمول ہیں سے کسی ایک کی طرف (انصاف معنویہ کے ساتھ) مضاف

تو وہ بھی معزوفہ معزوفہ بن گیا اور اس واسطے مشتے کیا کہ اس کی طرف اسم مضاف نہیں ہوتا اس واسطے مصنف اس کی مثال
 نہیں لائی۔ علامہ اس اسم نکرہ کی مثال ہے جو ضمیر کی طرف مضاف ہے علامہ مضاف کا ضمیر واحد ذکر غائبہ مضاف الیہ یعنی
 اس کا غلام۔ اضافت سے پہلے ہر ایک شخص کے غلام کو غلام کہہ سکتے تھے اگرچہ ضمیر کی طرف مضاف ہو گیا تو اب خاص شخص کا
 غلام ہو گیا۔ علامہ نزدیک یہ علم کی طرف مضاف ہونے کی مثال ہے (زید کا غلام) غلام مضاف زید مضاف الیہ غلام ہذا
 اسم اشارہ کی طرف مضاف ہونے کی مثال ہے (اس کا غلام) مضاف — ہذا مضاف الیہ غلام الیذی عندی اسم
 موصول کی طرف مضاف ہونے کی مثال ہے (غلام اس شخص کا جو میرے نزدیک ہے) غلام مضاف الیذی موصول
 عندی مرکب اضافی، یہ ثابتہ مقدار کے متعلق ہو کر صلہ ہوا موصول اپنے صلہ سے مل کر مضاف الیہ ہوا۔ غلام الرجل
 معزوفہ بالقدوم کی طرف مضاف ہونے کی مثال ہے (مرد کا غلام) غلام مضاف الرجل مضاف الیہ۔ قولہ ذکرہ آنست الخ
 نکرہ لغت میں معنی نہ پہچانا۔ اصطلاح میں وہ اسم ہے جو غیر معین چیز کے لئے بنایا گیا ہو جیسے زویل (مرد) فرس
 (گھوڑا) ہیں زویل نکرہ ہے ہر ایک مرد کو کہہ سکتے ہیں اسی طرح ہر گھوڑے کو فرس کہہ سکتے ہیں مصنف کا قول
 "موضوع باشد برائے چیز سے معزوفہ اور نکرہ دونوں کو شامل ہے۔ قولہ غیر معین اس سے معزوفہ خارج ہو گیا۔
 نسوالات۔ ان مثالوں میں معزوفہ کے اقسام پہچانو۔ اَنَا عَبْدُ اللَّهِ، أَنْتَ عَبْدِي، هَذَا كَلَامُ اللَّهِ
 هَذِهِ أُخْتِي بَجَاءِ عَمَّالِكِ، هُوَ كَلَامُ عَيْدِي، يَوْمَ سَفَرَيْنِ الْكَلَامُ قَدْ الْقَلُوبِ۔
 قولہ اسم برد مصنف است الخ قاعدہ ہے کہ جب ایک شے کی متعدد بار تقسیم کرتے ہیں تو ہر ایک تقسیم میں
 خاص حیثیت ملحوظ ہوتی ہے جو اس تقسیم کے مناسب ہوتی ہے اور دوسری تقسیم میں وہ معبر نہیں ہوتی جیسا کہ
 اس جگہ کیا گیا ہے پہلے اس کی تقیم باعتبار تعریف و تنکیر کے تھی اور اب اس کی تقیم باعتبار تنکیر و تائید کے ہے
 اور پھر اس کے محل کر اسم کی ایک اور تقیم ہوگی اور وہ اسم کی تقیم باعتبار وحدت و تثنیہ و جمع کے ہے۔ وعلی
 ہذا القیاس۔ قولہ مصنف یعنی قسم جمع اَصْنَافٌ اور صُنُوفٌ ہے قولہ مذکر آنست الخ مذکر باب تفعیل سے اسم
 مفعول کا صیغہ ہے۔ مصدر تذکر ہے۔ انتہی اللارب اور تاج المصادر میں اس کے معنی لکھے ہیں لغت
 کرنا اور نکر کی طرف منسوب کرنا۔ بخلاف تائید اور حرف کو نہ کرنا۔ اس جگہ مراد دوسرے یا تیسرے معنی ہیں۔
 اور اصطلاح میں وہ اسم ہے جس میں تائید کی کوئی علامت نہ ہو جیسے زویل (مرد) قولہ مؤنث آنست الخ۔
 مؤنث باب تفعیل سے اسم مفعول ہے مصدر تائید ہے معنی مؤنث کرنا۔ کنافی تاج المصادر اور اصطلاح
 میں وہ اسم ہے جس میں علامت تائید نہ ہو جیسے امْرَأَةٌ (عورت) اس میں علامت تائید ہے۔ قولہ مآتا
 جوں طَلْحَةُ الخ یعنی وہ تاجور لفظوں میں ہو جیسے طَلْحَةُ میں تا لفظ میں ہے ایک درخت یا ایک مرد کا نام
 ہے۔ قولہ الف مقصورہ معنی وہ الف جو کوتاہ کیا گیا ہو۔ یہ قصر لَفْظٍ مَقْصُورٌ (بمعنی روکنا اور کوتاہ کرنا)
 سے اسم مفعول ہے جو کہ یہ الف کہیں نہ ہو بڑھا جائے تب اس کو مقصورہ کہتے ہیں جیسے جملی میں

الف مقصورہ ہے بمعنی حاد عورت قولہ الف مدورہ بمعنی وہ الف جرد را کیا گیا ہو یہ مدید مدد (بمعنی کھینچنا) اور دراز کرنا ہے اسم مفعول ہے چونکہ الف دراز کر کے پڑھا جاتا ہے لہذا اس کو مدد دہہ کہتے ہیں۔ جیسے خسو آء میں ہمزہ سے پیشتر الف ہے (بمعنی سرخ عودت) ان دونوں الفوں میں لفظ فرق یہ ہے کہ الف مدورہ کے بعد ہمزہ ہوتا ہے اور الف مقصورہ کے بعد نہیں ہوتا اور اسے اسم مؤنث کو جس میں علامات تانیث لفظوں میں ہو مؤنث قیاسی کہتے ہیں۔

قولہ و تائے مقدرہ الخ یعنی وہ تاجو مقدر اور پوشیدہ ہو لفظوں میں نہ ہو جیسے ارض زمین میں تائے تانیث مقدر ہے اس لئے کہ یہ اصل میں ارض تقا اور اس امر کی دلیل کہ اس کی اصل یہی ہے یہ ہے کہ اس کی تصغیر ارضیۃ آتی ہے اور اس میں تاجو موجود ہے لہذا معلوم ہوا کہ اصل میں اس میں تاجو ہے۔ یہ تصغیر کو اس کی اصل کے لئے دلیل قرار دینا اس وجہ سے ہے کہ تصغیر اسم کو اپنی اصل کی طرف لجاتی ہے یعنی اسماء کی تصغیر میں تمام وہ حروف آجاتے ہیں جو باعتبار اصل ان میں موجود ہوتے ہیں اور ایسے اسم مؤنث کو جس میں تانیث مقدر ہو مؤنث سماعی کہتے ہیں۔ سماعی یہ سماع کی طرف نسبت ہے۔ بمعنی سماع والا چونکہ ایسے اسم مؤنث پڑھنے میں قیاس کو کوئی دخل نہیں بلکہ محض اہل زبان سے اس کا نمونہ پڑھنا سنا گیا ہے۔ لہذا اس کو سماعی کہتے ہیں۔

یاد رکھنا چاہیے کہ علامت تانیث میں سے ملفوظ اور مقدر صرف تاجو ہوتی ہے اور باقی صرف ملفوظ ہوتی ہیں۔ بطور مہولت چند مؤنثات سماعیہ کا ہم ذکر کرتے ہیں۔ عین (آنکھ) اذن (کان) نفس (ذات) دار (گھر) دود (دول) سن (دانت) لک (دہشتیلی) جنم (دورخ) سیر (دورخ) عقر (بچو) ارض (زمین) اس (حلقہ ریر) غصہ (بازی) جیمہ (دورخ) ناز (آگ) عجا (لاکھی) ریح (ہوا) لظی (شعلہ) یز (ہاتھ) فر (دوش) دجنت (ملک) ناو (عروش) میزان (تعر) غول (دھوت) ذراع (کسی) ہے انگلیوں تک کے حصے کہتے ہیں قلعہ (دوڑی) لہر (ملک) فاس (کھاڑا) دوش (کولہا) دوش (دکان) مجین (دھینکی) اذن (خوگوش) شراب (بیر دکنواں) عین (چشمہ) زب (سونہ) تبر (سونہ) صر (جوشیدہ) کار (ہوا) سفید (ہو) بیکو (چشمہ) دوش (زرہ) قدم (پاؤں) گبد (دنگ) گرش (دو جڑی) افعی (سانپ) شس (سورج) عوب (ایڑی) فر (دھڑ) کاش (شراب کپالہ) سقر (دورخ) حر (دڑائی) مدی (پستان) عکبوت (کڑی) مؤن (داسو) بین (دواہنا ہاتھ) اصبغ (انگلی) ریل (پاؤں) سرو (پاجامہ) شال (بایاں ہاتھ) فبغ (دفتار کتف) کندھا (ساق) پندلی۔ یہ سب واجب التانیث ہیں۔ سلم (صلح) قدر (ہاتھی) ملک (ملک) —

لہ واجب التانیث سے مراد یہ ہے کہ وہ صرف مؤنث ہی متعلق ہوتے ہیں۔ ۱۲

حال (کیفیت) بیث (گھر) کڑی (راستہ) فوس (خاک نمک) عشق (دردن) ان (زبان) سنا (آسمان) سبیل (راستہ) سختی (چاشت) صلاح (نیک سختی) آکان (گھر) رخس (دبچہ دان) رکتین (دھجری) سیرطان (دیکڑو) یہ سب جائز التائیت ہیں۔ مؤنث سما کی واسطے کوئی قاعدہ کلیہ نہیں ہے۔ صرف سماع اور تتبع محاورات پر منحصر ہے۔ اس جگہ موابط نافعہ لکھے جاتے ہیں۔ اعضاء جسمانی جو جفت ہیں مؤنث ہیں مگر غدر (دھارہ) اور حاجب (ابرو) مذکر ہیں۔ غریب کے تمام نام مؤنث ہیں۔ دور رخ کے تمام نام مؤنث ہیں۔ سوا کے تمام نام مؤنث ہیں۔ وہ الفاظ جن میں تذکرہ تائیت دونوں جائز ہیں یہ ہیں بشہر کے نام بتاویل مؤنث مذکر اور بتاویل ثقیفہ مؤنث ہیں حروف تہجی مثلاً ا ب ت و غیرہ حروف عالم جیسے من والی وغیرہ۔

قولہ حقیقی آنت الخ حقیقی میں یا نسبت ہے بمعنی حقیقت والا۔ اصطلاح میں وہ مؤنث جس کے مقابلہ میں نر جاندار ہو جیسے انراۃ بمعنی عورت کہ اس کے مقابلہ میں رَجُل (مرد) جاندار ہے اسی طرح نائۃ بمعنی اونٹن اس کے مقابلہ میں نر جاندار رَجُل بمعنی اونٹ ہے۔ مؤنث کا حقیقی نام رکھنے کی وجہ اس کی تعریف سے معلوم ہو جاتی ہے اس لئے کہ حقیقتہ مؤنث وہ ہی چیز ہوتی ہے جس کے مقابلہ میں نر جاندار ہو۔

قولہ لفظی آنت الخ لفظی میں یا نسبت ہے بمعنی لفظ والا۔ اصطلاح میں وہ مؤنث ہے جس کے مقابلہ میں جاندار نہ ہو جیسے ظنۃ بمعنی تاریکی کہ اس کے مقابلہ میں اگرچہ نر ہے لیکن وہ جاندار نہیں ہے اسی طرح قوۃ بمعنی طاقت کہ اس کے مقابلہ میں ضعیف ہے لیکن جاندار نہیں ہے چونکہ ان کے مقابلہ میں نر جاندار نہ ہونے کی وجہ سے اس میں معنی تائیت نہیں ہوتے بلکہ صرف باعتبار لفظ ہوتے ہیں اس لئے کہ لفظ میں علامت تائیت ہوتی ہے لہذا اس کو مؤنث لفظی کہتے ہیں۔

بلکہ اسم برکتہ صنف ست واحد وثنیٰ و مجموع۔ واحد آنت کہ دلالت کند بر یکی چوں رَجُل وثنیٰ آنت کہ دلالت کند بر دو و بسبب آنکہ الف یا یای ماقبل مفتوح و نون یکسوہ یا خورش پیوند چوں رَجُلان و رَجُلین و مجموع آنت کہ دلالت کند بر بیش از دو و بسبب آنکہ تغییری درو احدش کردہ باشد لفظاً چوں رَجُلان

قولہ واحد آنت الخ واحد معنی ایک۔ اصطلاح میں وہ اسم ہے جو ایک پر دلالت کرے جیسے رَجُلٌ ایک مرد
 قولہ وثنی آنت الخ ثنی بالرفع معنی دو کیا ہوا مصدر ثنی ہے معنی دو کرنا۔ اصطلاح
 میں وہ اسم ہے جو دو پر دلالت کرے اس سبب کہ مفرد کے آخر میں الف اور نون مکسورہ (بحالت رفعی) یا یاء
 ماقبل مفتوحہ اور نون مکسورہ (بحالت نصبی وجر) لاحق ہے جیسے رَجُلَانِ (دو مرد) حالت رفعی کی مثال ہے
 رَجُلَیْنِ (دو مرد) حالت نصبی وجر کی مثال ہے۔ قولہ بسبب آنکہ الم یہ کلاً وکلاً سے احتراز ہے۔ کیونکہ یہ
 دونوں اگرچہ ثنی پر دلالت کرتے ہیں لیکن ان کے آخر میں الف و نون اور یاء و نون نہیں ہے لہذا ان کو ثنی
 نہیں کہیں گے۔ کلاً بمعنی ہر دو اور کلاً اس کی مؤنث ہے۔ قولہ یا یاء ماقبل مفتوحہ الخ یعنی یا جس کا قبل
 مفتوح ہو اس یا کا ماقبل اس وجہ سے مفتوح ہوتا ہے تاکہ یہ جمع مذکر سالم حالت نصبی وجر سے ممتاز
 ہو جائے اس لئے کہ اس وقت اس میں یاء کا ماقبل مکسور ہوتا ہے جیسے رَجُلَیْنِ (دیکھیں) ثانی قولہ یا آخرش الخ
 ضمیر ضمین سے جو مفرد کی طرف لوٹتی ہے اثنان (دو عورت) سے احتراز ہے اس لئے کہ یہ اگرچہ ثنی پر دلالت
 کرتے ہیں لیکن ان میں الف و نون ان کے مفرد کے آخر میں لاحق نہیں ہوا۔ اس وجہ سے کہ ان کا مفرد نہیں
 آتا۔ قولہ و مجموع آنت الخ مجموع اسم مفعول کا میثاق ہے بروزن مفعول بمعنی جمع کیا ہوا۔ اصطلاح
 میں وہ اسم ہے جو دوسے نام پر دلالت کرے اس سبب کہ اس کے واحد میں یا تو لفظاً تفعیل کیا گیا ہے جیسے
 رَجَالٌ (دہست مرد جمع رَجُلٌ کی ہے۔ یا تقدیراً جیسے فُلُکٌ بمعنی بہت کشتیاں کہ اس کا مفرد بھی فُلٌ ہے
 ہے پس جمع اور مفرد کی شکل میں لفظوں میں کچھ فرق نہیں ہے صرف فرق اعتباری ہے وہ یہ کہ جمع کی صورت
 میں اس کا وزن آسٹ ہوگا۔ جمع آسٹ بفتح تین کی ہے بمعنی شیر اور مفرد کی صورت میں اس کا وزن فُضْلٌ
 ہوگا بمعنی تالا۔ بخلاف رَجَالٌ کے کہ اس کا واحد رَجُلٌ میں لفظوں میں تغیر کیا گیا ہے یاں طور کہ راء کو کسرہ
 دیا اور جیم کو فتحہ اور اس کے بعد ایک الف زاد کیا۔ رَجَالٌ ہو گیا۔

جمع کے متعلق چند قواعد:۔ عکس جمع ملنے وقت مفرد کے الفاظ پر زیادتی کرتے ہیں جس کی وجہ
 حرکتوں میں بھی اختلاف پیدا ہوتا ہے جیسے رَجَالٌ میں کہ جمع رَجُلٌ کی ہے۔ عکس جمع کے حرف اور ہوتے ہیں
 اور واحد کے اور جیسے اِمْرَآۃ کی جمع نِسَاءٌ اور ذُرَّۃ کی جمع اَوْدُودٌ۔ اور ایسی جمع کو اصطلاح میں جمع مثنیٰ
 غیر لفظ کہتے ہیں۔ عکس جمع اور واحد کی شکل میں کچھ فرق نہیں ہوتا مگر فرق اعتباری ہوتا ہے جیسے
 فُلُکٌ کہ اس کا مفرد بھی فُلٌ ہے۔ مفرد کی حالت میں فُلُکٌ کا وزن فُضْلٌ ہوگا اور جمع کی حالت میں اس
 کا وزن آسٹ ہوگا۔ جس کو مصنف نے بھی ذکر کیا ہے۔ عکس جمع جمع کی جمع کی جاتی ہے جیسے فُلُکٌ بمعنی
 کشتیاں کی جمع اَکْثَبُ اَکْثَبُ کی جمع اَکْثَبُ۔ اور ایسی جمع کو جمع الجمع کہتے ہیں (یعنی جمع کی جمع) بعض الفاظ
 حقیقہ جمع نہیں ہوتے بلکہ جمع کے معنی میں ہوتے ہیں۔ اس کی دو قسمیں ہیں۔ اولیٰ اسم جنس کہ اس کا اطلاق

ایک پر بھی دو پر بھی اور اس سے زائد پر بھی آتا ہے۔ زائد پر اطلاق ہونے کے اعتبار سے اس کو معنی میں جمع کے کہا گیا ہے۔ اسم جنس کبھی مفرد کے پہلے لفظ سے بن جاتا ہے جیسے گناہ اسم جنس گناہے جمعنی سانپ کی چھتری، اور کبھی مفرد کے آخر لفظ یا کسی کو حذف کرنے سے بن جاتا ہے جیسے تمر اسم جنس تمرۃ کا ہے اور روم اسم جنس رومی کا ہے۔ دو اسم جمع اس میں جمعیت کے معنی کا لحاظ ہوتا ہے اور اس کا اطلاق ایک یا دو پر نہیں آتا۔ اسم جمع کی دو صورتیں ہیں۔ اول یہ کہ اس کا واحد نہیں ہوگا جیسے قوم و قہر ہٹا۔ دین سے زائد آدمیوں کی جماعت کہتے ہیں (دوم یہ کہ اس کا واحد اس کی ترکیب سے ہوگا لیکن وہ تو اس کی جمع ہوگی اور وہ نہ اس کا مفرد ہوگا اور اس کا وزن جمع کے اوزان سے خارج ہوگا جیسے رکبت بمعنی سواروں کی جماعت اسم جمع رکبت کا ہے لیکن وہ نہ تو زائید کی جمع ہے اور نہ لکب اس کا مفرد لیکن انش کے نزدیک ایسا اسم جمع جن کا واحد اس کی ترکیب اور اس کے مادہ سے ہے جمع ہے نہ کہ اسم جمع جیسے رکب کہ اس کا واحد رکبت اس کے مادہ سے ہے۔

قولہ باعتبار لفظ الخ اور جمع باعتبار لفظ الخ اس اعتبار سے کہ واحد کا وزن جمع میں باقی نہیں۔ دو قسم ہے جمع بکثیر اور جمع تخیل اور جمع تخیل کے لئے وزن تفعیل (معنی توڑنا) اصلاح میں وہ جمع ہے جس میں واحد کا وزن سلامت نہ رہے جیسے رجال جمع رطل کی ہے پس رجال میں نا، پر گھرہ انھیں پرنتیجہ اور اس کے بعد الف جمع آجائے سے واحد کا وزن باقی نہیں رہا اور جیسے مساجد جمع مسجد کی ہے پس مساجد میں سین پر فاعل اور اس کے بعد الف آجائے سے واحد کا وزن سلامت نہیں رہا چونکہ اس جمع میں واحد کا وزن ٹوٹ جاتا ہے لہذا اس کو جمع تخیل کہتے ہیں۔ قولہ وابتدئہ تکمیل الخ ابتداء سے وزن افعال جمع بنا کر کی ہے بمعنی اوزان قولہ قول جعفر الخ جعفر نام ایک مرد کا پانڈی یا نالہ کا جمع بتعاضد سے رہا محی کی مثال ہے۔ تجمر شش بمعنی بہت بڑھیا عورت یا بد شکل عورت جمع تجامیر سے پانچویں حرف یعنی سین کے حذف کے ساتھ خماسی کی مثال ہے اس میں پانچویں حرف کو حذف کرنا مشہور مذہب کی بنا پر ہے۔ بعضے اس حرف کو حذف کرنے میں جو حرف زائد آئیوم تشاہد میں سے ہو جیسے تجمر شش میں سے ہم کو حذف کر کے تجامیر شش یا اس حرف کو حذف کرتے ہیں جو شبہ بزرگ ہو جیسے قرز زرق سے قرزاق کو کو حذف کر دیا جو ت کے مشابہ ہے اور تا حرف زائد میں سے ہے۔ قولہ جمع تصحیح آنت الخ تصحیح بروزن تفعیل بمعنی درست کرنا۔ اصطلاح میں وہ جمع ہے جس میں واحد کا وزن سلامت رہے چونکہ اس میں واحد کا وزن درست اور سلامت رہتا ہے لہذا اس کو جمع تصحیح کہتے ہیں اور اس کو جمع سالم بھی کہتے ہیں۔ سالم بمعنی اسم سالم بروزن فاعل لغت میں بمعنی سلامت رہنے والا اور اس کی دو قسمیں ہیں۔ اول قولہ جمع مذکر آنت الخ جمع مذکر وہ ہے جس کے مفرد کے آخر میں وا و اقبل مضبوط اور وزن مفتوح ہو (یہ حالت رفع میں ہے یا اس کے مفرد کے آخر میں ی اقبل مکسور اور وزن مفتوح ملے یہ حالت نصب اور جری میں ہے) جیسے

مُسَمَّنُونِ حالت رفعی کی مثال ہے جمع مُسَمَّنٌ مَکِیَّہ اور مُسَمَّنٌ یَہُودِیَّہ حالت نصب و جر کی مثال ہے ان میں مفعول کا وزن سلاست ہے دُوم جمع مَوْنُث وہ ہے جس کے مفعول کے آخر میں الف جمع کے طے جیسے مُسَمَّنَاتٌ جمع مُسَمَّنَاتِہ کی ہے اور اور جیسے طَلْحَاتٌ جمع طَلْحَاتِہ کی ہے اور زَیِّنَاتٌ جمع زَیِّنَاتِہ کی ہے قولہ بلا نحو جمع باعتبار معنی الخ جمع کی تقسیم مذکور باعتبار لفظ تھی اب مصنف جمع کی تقسیم باعتبار معنی کے کرتے ہیں پس جمع باعتبار معنی یعنی اس اعتبار سے کہ جمع کسی خاص تعداد پر ہوتی جاتی ہے یا بغیر کسی عین عدد کے دو قسم پر ہے جمع قلت اور جمع کثرت قولہ جمع قلت آنست الخ قلت مصدر ہے لغت میں بمعنی کم ہونا اصطلاح میں وہ ہے جس کا اطلاق دس سے کم پر کریں یعنی تین سے لیکر نو تک لیکن شرح جامی اور رضی وغیرہ میں جمع قلت کا اطلاق تین سے دس تک بتلایا ہے چونکہ اس کا اطلاق قلیل تعداد پر آتا ہے لہذا اس کو جمع قلت کہتے ہیں اس کی دو قسمیں ہیں اول جمع کسرت اس کے چار وزن ہیں اول اَفْعُلْ جیسے اَكْتُبُ جمع کُتِبَ کی ہے اکتا دوم اَفْعَالٌ جیسے اَقْوَالٌ جمع قَوْلٌ کی ہے معنی سخن سوم اَفْعَلْ جیسے اَعْرَبْتُ جمع عَرَبَانِ کی ہے دوسری میان سال ہر چیز سے چہاں اَم فَعْلٌ جیسے غَلِمْتُ جمع غَلَامٌ کی ہے جمع قلت چار است امثلہ اَفْعُلْ، اَفْعَالٌ، فَعْلٌ، اَفْعَلْ، اَفْعَلْ دُوم جمع تصحیح یہ اپنی دو وزن فصول مذکور مَوْنُث کے جبکہ اس پر الف و لام نہ ہو تو جمع قلت کے معنی میں آتی ہے جیسے مُسَمَّنُونِ اور مُسَمَّنَاتٌ لیکن جب ان پر الف و لام جنس کا داخل ہوگا تو جنس مردہ ہوگی اور اگر استغراق کا داخل ہو تو تمام افراد مقصود ہوں گے جیسے آیت اَلْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ وَالْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ الخ پس جمع قلت کے کل چھ وزن ہوں گے قولہ جمع کثرت آنست الخ کثرت مصدر بمعنی زیادہ ہونا اصطلاح میں وہ ہے جس کا دس پر یا دس سے ناند پر اطلاق کریں لیکن شرح جامی اور رضی وغیرہ میں ہے کہ جمع کثرت کا اطلاق گیارہ یا گیارہ سے ناند پر آتا ہے اس کا اطلاق چونکہ کثیر تعداد پر آتا ہے لہذا اس کو جمع کثرت کہتے ہیں یا در کثرت چاہیے کہ کبھی بطریق مجاز ایک کو دوسرے کی جگہ دبا وجود دوسرے پائے جانے کے استعمال کرتے ہیں جیسے آیت ثَلَاثَةٌ قُرْءَانٌ دِینٌ حِیْضٌ یَا مِیْنٌ طَلَسَ اس قُرْءَانٌ جمع کثرت ہے مفرد قُرْءَانٌ ہے یعنی جنس اور طہر یہ لغت اضداد میں سے ہے اور جمع قلت کی جگہ متعل ہوا ہے - حالانکہ اس کی جمع قلت اَفْرَادٌ موجود ہے -

سوالات :- ان مثالوں میں بتاؤ کہ کونسی جمع کسیر اور کونسی جمع تصحیح اور کونسی جمع تصحیح کی کونسی قسم ہے جمع مذکر یا جمع مؤنث اور یہ بھی بتاؤ کہ کونسی جمع قلت ہے اور کونسی جمع کثرت ؟
مَسْلُ، زَیْدٌ، قَائِمَاتٌ، مُصْطَفَوْنَ، عُلَمَاءُ، اَصَالِعُ، اَنْبَاءٌ، مُصْطَفِیْنَ، اَصَالِحَاتٌ، مُتَقَوْنَ، دِرَاهِمٌ، اَعْرَبَہُ، عَزَلَتْ، مُکَوِّنٌ، اَعْلَوْنَ، اَطَارٌ، اَعْنَاءُ۔

فصل ہذا کے اعراب اسم سے است رفع ونصب وجر اسم ممکن باعتبار
 حرکت باشد یا حرف ۱۲
 وجوہ اعراب بر شانزدہ قسم است اول مفرد منصرف صحیح چوں زید و دو مفرد
 منصرف جاری مجرای صحیح چوں دلو سوم جمع مکسر منصرف چوں رجال رفع
 قائم مقام ۱۲ در بیون اعراب ۲
 شان بضم باشد ونصب بفتح وجر بکسر چوں جائز زید و دلو و رجال و
 رأیت زید و دلو و رجال و مررت زید و دلو و رجال چہارم جمع مثنی
 سالم رفعش بضم باشد ونصب وجر بکسر چوں هن ملمات و رأیت
 ملمات و مررت ملمات۔

قولہ اعراب اسم الح اسم کہ تین اعراب ہیں رفع اور نصب اور جر پس رفع اس امر کی علامت ہے کہ متبوع
 مرفوع یا کو فاعل ہے یا ملحق بفاعل ہے اور وہ نائب فاعل ہے اور مبتدا اور خبر اور اسم کان اور خبر لفظی
 جنس اول اسم ماولا متبوع بلین، اور نصب اس امر کی علامت ہے کہ فاعل منصوب مفعول ہے یا ملحق بمفعول
 اور وہ تمیز ہے اور حال اور خبر کان اولان کے امثال جو منصوب ہوتے ہیں اور جر اس امر کی علامت ہے
 کہ متبوع مجرور مضاف الیہ ہے اور مجرور جر ہی حقیقت میں مضاف الیہ ہے لیکن مجرور جر کو عرف
 میں مضاف الیہ نہیں کہتے بلکہ مجرور کہتے ہیں اور رفع وہ حرکت اور وہ حرف ہے جو فاعل یا ملحق بفاعل کے
 آخر میں ان کے معمول ہونے کے وقت ہو۔ اور نصب وہ حرکت اور وہ حرف ہے جو مفعول یا ملحق بمفعول
 کے آخر میں ان کے معمول ہونے کے وقت ہو۔ اور جر وہ حرکت اور وہ حرف ہے جو مضاف الیہ کے آخر میں اس
 کے معمول ہونے کے وقت ہو۔

اسم ممکن کی باعتبار وجوہ اعراب طور تقسیم ہیں جن کے اعراب تو قسم کے ہوتے ہیں جاتا چاہیے کہ اعراب کبھی لفظی
 ہوتا ہے اور کبھی تقدیری چونکہ ان دونوں میں اصل اعراب لفظی ہے لہذا مصنف پہلے اس کے عمل کا بیان فرماتے ہیں
 اور اعراب لفظی کبھی بکسر ہوتا ہے یعنی پیش اندر برابر زیر سے کبھی بحرف یعنی طاء الف اور یا سے۔ اور

پھر ان دونوں میں اصل اعراب بحرکت ہے لہذا مصنف^{۲۲} پہلے اعراب لفظی بحرکت کا مکمل بتلاتے ہیں۔ قولہ منفرد منفرد
 صحیح الخ یعنی وہ اکم جو منفرد ہو تنہا اور جمع نہ ہو منفرد ہو غیر منفرد نہ ہو دان دونوں کی تعریفیں آگے آتی
 ہیں صحیح ہو غیر صحیح نہ ہو اور صحیح اصطلاح کلمات میں وہ لفظ ہے جس کے لام کلمہ میں حرف علت نہ ہو، نایا
 عین کلمہ میں ہو یا نہ ہو جیسے قولہ ^{۲۳}رُئِدَ کہ یہ منفرد بھی ہے اور منفرد بھی اور صحیح بھی قید صحیح سے اس لئے سہ مکرر
 میں ہے سوائے قسم کے سب خارج ہو گئے اس لئے کہ یہ اگرچہ منفرد منفرد ہیں لیکن صحیح نہیں ہیں اور ان کا اعراب
 جبکہ یہ آیت متکلم کی طرف مضاف ہو کر حرف ہوتا ہے جیسا کہ آگے آئے ہیں۔ رہا ثم کہ اس کا اعراب بھی اگرچہ
 بحرف ہوتا ہے لیکن چونکہ یہ باصطلاح کلمات صحیح ہے لہذا وہ اس قید سے خارج نہیں ہو گا اور یہ اصل میں
 فوہ مضاف۔ قولہ جاری مجزائے صحیح الخ جاری اکم فاعل ہے جزئی تجزی جزی یا بمعنی چلنا اور مجزئی اس
 سے اکم ظرف ہے معنی یہ ہیں کہ چلنے والا عکس میں چلنے صحیح کے یعنی قائم مقام صحیح کے۔ اور اصطلاح کلمات
 میں اس لفظ کو کہتے ہیں جس کے لام کلمہ میں واو یا یا ہو اور اس کا ماقبل ساکن جیسے قولہ رُوِ دُ وُل
 اور فُلُکُی (دہر) اور یہ قائم مقام صحیح کے اس وجہ سے ہیں کہ یہ صحیح کی طرح تعلیل کو قبول نہیں کرتے۔
 اس لئے کہ اس حرف علت پر جس کا ماقبل ساکن ہو حرکت ثقیل نہیں ہوتی۔ قولہ جمع کسر منفرد الخ یعنی
 وہ جمع جو کسر ہو صحیح نہ ہو اس لئے کہ جمع دو قسم کی ہوتی ہے کسر صحیح اور صحیح کا اعراب اور ہے جیسا کہ
 آگے آئے ہیں اور منفرد ہو غیر منفرد نہ ہو کہ چونکہ جمع کسر دو قسم پر ہوتی ہے اول منفرد جیسے رُوِ دُ وُل غیر
 منفرد جیسے سَاجِد۔ اور جمع کسر غیر منفرد کا اعراب اور ہے جیسا کہ عنقریب آئے گا جیسے قولہ رِجَالُ
 جمع رَجُل کا ہے جمع کسر بھی ہے اور منفرد بھی۔

قولہ رفع شان لقمہ باثما الخ پس ان تینوں قسموں کے اسماء کا رفع یعنی اس حالت میں جبکہ رفع
 دینے والا عامل ان کو رفع دے نہ سمجھے کے ساتھ ہو گا اور ان کا نصب یعنی اس حالت میں کہ نصب دینے
 والا ان کو نصب دے فقہ کے ساتھ ہو گا اور ان کا جر یعنی اس حالت میں جب کہ جر دینے والا عامل ان کو جر
 دے کہو کے ساتھ ہو گا جیسے جائِزِی زُیْد و رُوِ دُ وُل رِجَالُ عین زُیْد اور رُوِ دُ وُل رِجَالُ کو جان فعل نے بنا برزاعلیت
 رفع دیا پس اس وقت یہ حالت رفع میں ہیں لہذا ان کا اعراب منعم کے ساتھ ہے۔

تو کیب۔ ۱۔ جائِزِی ان وقایہ کا، حتی متکلم مفعول بہ، زید اس کا فاعل فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ
 سے مل کر جملہ فعلیہ غیر بہ ہوا زید میرے پاس آیا اس طرح جائِزِی زُیْد و رُوِ دُ وُل رِجَالُ کی بھی ترکیب
 اور رَأِیْتُ زُیْد اَوْدُ وُل اَوْدُ وُل رِجَالُ عین زُیْد اور رُوِ دُ وُل اَوْدُ وُل رِجَالُ کو رَأِیْتُ فعل نے بنا بر مفعولیت نصب
 دیا پس یہ اس وقت حالت نصب میں ہیں لہذا ان کا اعراب فتح کے ساتھ ہے۔

ترکیب۔ رَأِیْتُ فعل، ضمیر اس کا فاعل زُیْد اس کا مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ

ن کر حملہ فعلیہ خیرہ ہوا۔ (میں نے زید کو دیکھا) اس طرح کُرِایت دُئُوا اور اَیْتُہ رَجَالُ کی ترکیب ہے اور مَرَرْتُ
بَزُرْدٍ دُؤِو اور جَعَلُ مِنْ زُیْدٍ دُؤِو اور رَجُلٌ کُوبَا حَرْفِ جَرِّ نے جو رویا پس اس وقت یہ حالت جبر میں ہیں۔
لہذا ان کا اعراب کسروے کے ساتھ ہے۔ ترکیب: مَرَرْتُ فعل، مَ فَعِیْرُ مَرْفُوعِ مُتَّصِلِ اس کا فاعل، ب حرف
جاء زید مجرور و جارا اپنے مجرور سے ن کر فعل کے متعلق ہوا، فعل اپنے فاعل اور متعلق سے ن کر حملہ فعلیہ
خیرہ ہوا (میں نے زید کے پاس سے گزرا) اسی طرح مَرَرْتُ بِدُؤِو اور مَرَرْتُ بِرَجَالٍ کی بھی ترکیب ہے۔

قوله جمع مؤنث سالم الخ یعنی وجمع چونت سالم ہوئے کہ مذکر سالم۔ اس لئے کہ اس کا عراب اور ہے جیسا کہ آگے آتا ہے پس اس کی حالت رفعی نہیں کہ ساتھ ہوگی اور حالت نصب و جری کسر کے ساتھ ان میں نصب تابع جس کے ہے کیونکہ جمع مؤنث سالم فروع جمع مذکر سالم کی ہے اور جمع مذکر سالم میں نصب تابع جس کے ہذا اس کی فروع میں بھی ایسا ہی کیا۔ قوله هُنَّ مُسْلِمَاتٌ دو مسلمان عورتوں میں مشکلمات جمع مُسْلِمَاتٌ یعنی ہے حالت رفع کی مثال ہے ہُنَّ ضمیر جمع مؤنث غائبہ کی مبتدا، مُسْلِمَاتٌ خبر مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا اس میں مُسْلِمَاتٌ مبتدا کی خبر ہونے کی وجہ سے حالت رفع میں ہے اس لئے کہ مبتدا کی خبر ہمیشہ مرفوع ہوتی ہے۔ کَایُنَ مُسْلِمَاتٌ (میں نے مسلمان عورتوں کو دیکھا) حالت نصب کی مثال ہے مَرْئُوتٌ مُسْلِمَاتٌ (میں مسلمان عورتوں کے پاس سے گذرا) حالت جری کی مثال ہے۔

پنجم غیر منصرف و آل سبی است که دو سبب از اسباب منع مهر در و باشد. ابتناع
فهرته است عدل و وصف و تائید و معروف و عجم و حج و ترکیب و زن فعل و الف و زن
زاندان چهل عمر و واحد و طلحه و زینب و ابراهیم و مساجد و معبدی دیگر
و احمد و عثمان و نفیضه باشد و نسب بر بقعه چهل جاء عمر و کایت عمر و مارت عمر
نام شخصی ۱۲

قولہ غیر منفرد الخ بمعنی نہ پھرنے والا اور لفظ منفرد اسم فاعل ہے مصدر انفرأف ہے بمعنی پھرنا اصطلاح میں وہ اسم معرفت جس میں اسباب منع حرف میں سے (یعنی ان اسباب میں سے جو اسم کو منفرد ہونے سے روکتے ہیں) دو سبب ہوں۔ یا ایک سبب وجود و سبب کا محقق اسم ہو اور منع حرف کے لغوی معنی پھرنے اور متغیر ہونے سے روکنا اور اصطلاحی معنی اسم کو منفرد ہونے سے روکنا اور غیر منفرد کا حکم اور اثر یہ ہے کہ اس پر کسرو اور تنوین

نہیں آتی پس بحالت جبر وہ مفتوح ہوتا ہے جیسے جابر بنی اُمید وراثت اُخذ (دونوں بغیر تینوں) وراثت
 یا اُخذ (بفتح والی بغیر تینوں) اور منفرد اسم معرفت جس میں نہ تو اسباب منع صرف میں سے دو سبب ہوں
 اور نہ ایک جو دو کے قائم مقام ہو یا اور اس کا حکم اور اثر یہ ہے کہ اس پر کسرا در تینوں آتی ہے جیسے زید اور
 متقدمین نے ان دونوں کی تعریف اس طرح کی ہے کہ غیر منفرد وہ اسم معرفت جس پر کسرا در تینوں نہ آتے
 ہوں اور منفرد وہ اسم معرفت جس پر کسرا در تینوں آتے ہوں۔ منفرد اسم فاعل ہے لغت میں بمعنی پھرنے
 والا چونکہ تینوں حرکتوں اور تینوں کی طرف پھرنے کا حکم اور اثر یہ ہے کہ اس کو منفرد کہتے ہیں۔ اور پہلا چونکہ
 تینوں حرکتوں اور تینوں کی طرف نہیں پھرتا بلکہ صرف ضمہ اور فتح کی طرف پھرتا ہے لہذا اس کو غیر منفرد کہتے ہیں
 اور اسباب منع صرف (یعنی وہ اسباب جو اسم کو منفرد ہونے سے روکتے ہیں) انہیں اول عدل لغت میں بمعنی
 پھیرنا لیکن یہاں عدل مصدر جمع ہے یعنی معد و لیت اسم بمعنی اسم کا معدول ہونا اور معد و لیت اصطلاح
 میں اسم کے اس کے اصلی صیغہ سے بغیر کسی قاعدہ صرفی کے نکلنے کو کہتے ہیں اس کی رقعہ میں ہیں اول عدل تحقیق
 وہ ہے جس میں غیر منفرد ہونے کے علاوہ دوسری اور بھی دلیل اس کے اصلی صیغہ سے نکلنے کی موجود ہو جیسے
 ثلث و مثلث ہر ایک کے معنی تین تین کے ہیں اور قیاس یہ تھا کہ ان کے معنی صرف تین ہوتے اس لئے کہ لفظ
 مکر نہیں لیکن چونکہ معنی کا مکر لفظ کے تکرار پر دلالت کرتا ہے اس لئے کہ قاعدہ ہے کہ معنی کا مکر ار بدون
 مکر لفظ نہیں ہوتا۔ لہذا معلوم ہوا کہ اصل میں ثَلَاثٌ ثَلَاثٌ ثَلَاثٌ ملتے اور اس سے ثلث و مثلث بنائے گئے ہیں
 ان میں پہلا سبب عدل ہے اور دوسرا سبب صف۔ دو قسم عدل تقدیری وہ ہے جس میں سوائے غیر منفرد
 استعمال ہونے کے کوئی اور دلیل اس کے اصلی صیغہ سے نکلنے کی موجود نہ ہو۔ جیسے عمر سو کہ یہ عرب میں غیر
 منفرد استعمال ہوتا تھا اور سوائے علمیت کے کوئی اور دوسرا سبب منع صرف کا اس میں نہ تھا لہذا
 انہوں نے اس کو فرضاً غایر سے معدول مان لیا اس میں ایک سبب عدل ہے اور دوسرا سبب علم
 دو قسم وصف اسم کا کسی ایسی ذات پر دلالت کرنے والا ہونا جس میں کسی صفت کا لحاظ ہو لیکن منع صرف کے سبب
 بننے کے لئے اس میں وصف کا اصل وضع میں ہونا شرط ہے جیسے اُخضر بمعنی وہ ذات مرد جس میں صفت حرمت ہو۔
 یعنی سرخ رنگ کا مرد اس میں ایک سبب وصف ہے اور دوسرا سبب وزن فعل اور چونکہ اس میں وصف اصلی
 مقبر ہے نہ کہ وصف عارضی لہذا ترتیب ثَلَاثٌ ثَلَاثٌ ثَلَاثٌ میں ثَلَاثٌ منع صرف ہوگا اور اس وقت اس میں وصف اور
 وزن فعل پائے جا رہے ہیں اس لئے کہ ثَلَاثٌ ثَلَاثٌ ثَلَاثٌ اصل میں عدد کے لئے وضع کیا گیا ہے نہ کہ وصفیت کے لئے اور اس
 ترکیب میں اگرچہ وہ ثَلَاثٌ کی صفت واقع ہے لیکن یہ صفت عارضی ہے نہ کہ اصلی۔
موتوم قول تانیث اسم کا مؤنث ہونا، پس اگر تانیث تائے لفظ کے ساتھ ہے تو اس وقت اس کا منع صرف
 کے سبب بننے کے لئے اسم مؤنث کا علم ہونا شرط ہے جیسے طَلْحٌ (ایک مرد کا نام ہے) اس میں دوسرا سبب علمیت

اور اگر تائید معنوی ہے تو اس میں اسم مؤنث کا علم ہونا اور سہرا میں معنی اس کا یا تو تین حرف سے زائد ہونا جیسے تائید
(ایک صورت کا نام ہے) یا اس کے درمیانی حرف کا متحرک ہونا اگر وہ سہرا میں ہے جیسے سفر مردوزخ کے ایک طبقہ کا
نام ہے یا اس کا عجز ہونا جیسے ماہ اور حور دوشہرول کے نام ہیں) شرط ہے۔ دوسرا سبب علمیت ہے۔ اور اگر
تائید الف مؤنثہ یا الف مقصورہ کے ساتھ ہے تو اس وقت اس کے لئے منع صرف کے سبب بننے کیلئے کوئی شرط نہیں
اور یہ دونوں تائید دو سبب کے قائم مقام ہوتی ہیں جیسے ضم آراء درسخ رنگ کی عود اور جملی (حامل عود)
جہاں ہم معرف یعنی اسم کا معزف ہونا بشرطیکہ وہ علم کے ضمن میں پایا جائے جیسے زینب اس میں ایک سبب معزف
مع اپنی شرط علمیت کے ہے اور دوسرا سبب تائید معنوی ہے۔

پہلے نمبر ۱۔ لفظ کا ان الفاظ میں سے ہونا جن کو غیر عربی وضع کیا ہو لیکن اس میں ہم عجمی کا لغت عجم میں
ہونا اور یا اس کا یا تو تین حرف سے زائد ہونا جیسے انراہینیم یا درمیانی حرف کا متحرک ہونا اگر وہ سہرا میں
ہے جیسے شترسرا ایک فلج کا نام ہے) شرط ہے۔ پہلا یہ کہ اس میں ایک سبب عجمی مع اپنی شرط علمیت کے اور زیادت بر
سہ حرف کے پایا جاتا ہے اور اس میں دوسرا سبب علمیت ہے۔

ششم نمبر ۲۔ سبب دو سبب کے قائم مقام ہوتا ہے لیکن اس کے دو سبب قائم مقام ہونے کے لئے یہ شرط
ہے کہ وہ لغتیں مجموع کا صیغہ ہو۔ اور اس کے آخر میں تائید تائید نہ ہو جو حالت وقف میں آہو جاتی ہے۔
اور صیغہ تہنہ الجمع وہ ہے جن کا پہلا اور دوسرا حرف مفتوح ہو اور تیسرا الف اور چوتھا حرف محکوم ہو اور
اس کے بعد پانچواں حرف آخری ہو جیسے ہما جناد اصابا غم اور فتواریب یا پانچواں حرف بائے ساکن ہو اور
اس کے بعد چھٹا حرف آخری ہو جیسے مضارح اور فتکدیل صلیب خراذ نہ جو جمع فزان کجرا کی ہے (یعنی
شترخ جو ذریر ہوتا ہے) اور اٹھارہ صغیر منفرد ہیں اس لئے کہ ان کے آخر میں تائید مذکورہ ہے۔

ہفتم نمبر ۳۔ ترکیب دو بار سے زائد کلموں کا بغیر کسی حرف کے جزد ہونے کے ایک ہونا ہے لیکن منع صرف کے
سبب بننے کے لئے اس کا علم ہونا اور اس کا ترکیب اضافی اور اسنادی نہ ہونا شرط ہے جیسے معونی کریم (ایک مکان کا نام)
(ہے) معنی اور کریم اس میں ان کو ایک کر لیا گیا ہے اس میں دوسرا سبب علمیت ہے بغیر کسی حرف کے جزد ہونے
کی قید سے بغیر کسی جبکہ کسی کلمہ ہو خارج ہو گیا اس لئے کہ یہ لغت اسم اور حرف سے مرکب اور ہی اس کا
جزد ہے ورنہ اگر قید نہ ہو تو ترکیب کی تعریف مع اپنی شرطوں کے اس پر صادق آتی اور غیر منفرد ہونا
حالانکہ یہ منفرد ہے۔

ہشتم نمبر ۴۔ فعل اسم کا فعل کے وزن پر ہونا لیکن منع صرف کے سبب بننے کے لئے اس میں دو شرطوں میں
سے کسی ایک کا پایا جانا ضروری ہے۔ یا تودہ وزن لغت عرب میں فعل کے ساتھ خاص ہو اور اس میں نہ پایا جاتا
برعکس وقت کہ وہ فعل سے اسم کی طرف نقل کیا گیا ہو جیسے شترسرا یا تفعیل سے ماضی کا صیغہ ہے اور یہ

وزن فعل کے ساتھ مصدر تغییر ہے بمعنی دامن اسٹانا اس کو فعل سے اسم کی طرف نقل کر کے گھوڑے کا نام رکھ دیا۔ اس میں ایک سبب وزن فعل ہے اور دوسرا علمیت۔ یا وہ اگر وزن فعل کے ساتھ خاص نہیں ہے بلکہ اسم اور فعل مشترک ہے تو اس کے ادا میں حروف مضارع یعنی آئین میں سے کوئی ایک حرف ہر دو رہے۔ اور بزرگہ وزن فعل آخر میں تاہ کو نہ قبول کرتا ہو جیسے اُتَمَدُ (ایک مرد کا نام ہے) اور تَغَلَبَ (ایک قبیلے کا نام ہے) اور تَغَلَبَ (ایک قبیلے کا نام ہے) اور تَغَلَبَ (ایک قبیلے کا نام ہے) ان میں دوسرا سبب علمیت ہے اور فعل میں اگرچہ ایک سبب وصف اور دوسرا سبب وزن فعل بھی ہے اس لئے کہ اس کے ادا میں حرف آئین میں یا رہے لیکن چونکہ وہ تائید ثابت کو قبول کرتا ہے چنانچہ کہا جاتا ہے کہ تَائِدٌ يَغْلِبُهُ (دائمی جو بار بار راسی اور چلنے میں قوی ہو) لہذا وہ منصرف ہے۔

نہم قولہ الف وزن زائدان دالہ اور لون زائد ہونے والے) اگر یہ اسم کے آخر میں ہوں (اور اسم ہے یہاں مراد وہ ہے جو صفت کے مقابل میں واقع ہوتا ہے وہ جو فعل اور حرف کے مقابل میں آتا ہے تو اس وقت ان کا منع صرف کے سبب بننے کے لئے یہ شرط ہے کہ وہ علم کے آخر میں ہوں جیسے عَمْرَانُ اس میں دوسرا سبب علمیت ہے اور اگر یہ صفت کے آخر میں ہوں تو اس وقت شرط یہ ہے کہ اس صفت کے متون میں نہ آتی ہو جیسے سَكْرَانٌ دئے وال مرد اس میں دوسرا سبب وصف ہے اس کا مؤنث سَكْرَانِي آتا ہے اور زائدان بمعنی صاحب اور ہم نشین منصرف ہے لیکن اس کا مؤنث زائدانہ آتا ہے لیکن زائدان بمعنی پشیمان غیر منصرف ہے اس لئے کہ اس کا مؤنث زائدانہ آتا ہے اور اس میں نہ نہیں ہے۔ قولہ رَمَضٌ بغير ما يشاء الخ اسم غیر منصرف کی حالت رسمی منصف کے ساتھ ہوگی جگہ عمر بغير ما يشاء الخ بغير تنوين) جابر فعل ماضی ممراس کا فاعل فعل اپنے فاعل سے مل کر حمل فعلیہ خبرتہ ہوا قولہ و فَعْلٌ جَرِيْفَةٌ الخ اور حالت نصبی و جری فخر کے ساتھ اس میں جری تالیف نصبی جیسے رَأَيْتُ عَمْرًا بفتح راء حالت نصبی کی مثال ہے۔ برائت فعل بافاعل، عمر مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر حمل فعلیہ خبرتہ ہوا۔ و مَرَرْتُ بِعَمْرٍ بفتح راء حالت جری کی مثال ہے مررت فعل بافاعل، ب حرف جار اپنے مجرور سے مل کر متعلق ہوا فعل کے فعل اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر حمل فعلیہ خبرتہ ہوا۔

فانكلا: غیر منصرف پر جب الف ولام آدے یا مضاف واقع ہو تو اس وقت اس پر کسرو آ جاتا ہے جیسے زَيْبَتٌ اِنِّیْ سَابِعٌ کَمُ وَاوَدُ زَيْبَتٌ اِنِّیْ سَابِعٌ۔

ششم اسمائے مکتبہ و تکیہ مضامین تغیریہ کے متکلم چوں اَبٌ وَاخٌ وَحَمٌ وَهْنٌ وَفَمٌ
دو مال رفع شایاں ہوا و باشد نصب بالف بحر یا چوں جاء ابون و رأیت ابانک و

مَرَرْتُ بِأَيْلِكَ هَفْتَم مَثْنِي^{۱۱} چوں رَجُلَانِ هَشْتَم^{۱۲} كَلَامًا مَعْنَاهُ بِمَقْصَرِ هَفْتَمِ اِثْنَانِ وَاِثْنَانِ
 رَفَعِ شَالٍ بَالِفٍ بَاشِدْ وَنَصْبٍ جَرِّ بَيَايَ مَا قَبْلَ مَفْتُوحِ چوں جَاءَ رَجُلَانِ وَكَلَامُهُمَا وَاثْنَانِ
 وَرَأَيْتُ رَجُلَيْنِ وَكَلِمَتُهُمَا وَاثْنَيْنِ وَمَرَرْتُ بِرَجُلَيْنِ وَكَلِمَتُهُمَا وَاثْنَيْنِ وَهَمْ مَجْمَعٌ مَذْكُورٌ سَالِمٌ
 چوں مُسْلِمُونَ يَارِ هَفْتَمِ اُدْوَرِ وَاَزْ هَفْتَمِ عَشْرُونَ تَارَةً رَفَعِ شَالٍ بَوَاوِ مَا قَبْلَ مَفْتُوحِ
 بَاشِدْ وَنَصْبٍ جَرِّ بَيَايَ مَا قَبْلَ مَكْسُورِ چوں جَاءَ مُسْلِمُونَ وَادْوَنَ مَالٍ وَعَشْرُونَ رَجُلًا وَرَأَيْتُ
 مُسْلِمِينَ وَادْوَنَ مَالٍ وَعَشْرِينَ رَجُلًا وَفَرَزْتُ بِمُسْلِمِينَ فَادْوَنَ مَالٍ وَعَشْرِينَ رَجُلًا سَيَرِ هَفْتَمِ
 اِسْمٌ مَقْصُورٌ آلِ سَهْمِي^{۱۳} كِهْ دَرِ آخِرِ شَالِ لَفِ مَقْصُورِهِ بَاشِدْ چوں مُوسَى^{۱۴} چِهَارِ هَفْتَمِ غَيْرِ
 جَمْعِ مَذْكُورِ سَالِمِ مَصَابِيحَ^{۱۵} مُنْكَلَمِ چوں غُلَامِي^{۱۶} رَفَعِ شَالٍ بِتَقْدِيرِ ضَمِّهِ بَاشِدْ وَنَصْبِ
 بِتَقْدِيرِ فَتْحِهِ وَجَرِّ بِتَقْدِيرِ كَسْرِ^{۱۷} وَدَرِ لَفْظِ هَمِيشَه^{۱۸} يَكَا^{۱۹} بَاشِدْ چوں جَاءَ مُوسَى^{۲۰} وَغُلَامِي^{۲۱}
 وَرَأَيْتُ مُوسَى^{۲۲} وَغُلَامِي^{۲۳} وَفَرَزْتُ بِمُوسَى^{۲۴} وَغُلَامِي^{۲۵} پَا نَزْدِ هَفْتَمِ اِسْمٌ مَقْصُورٌ آلِ سَهْمِي^{۲۶}
 كِهْ آخِرِ شَالِ يَكَا^{۲۷} مَا قَبْلَ مَكْسُورِ بَاشِدْ چوں تَافِي^{۲۸} رَفْعِش^{۲۹} بِتَقْدِيرِ ضَمِّهِ بَاشِدْ وَنَصْبِش^{۳۰} بِفَتْحِهِ
 لَفْظِي جَرِّش^{۳۱} بِتَقْدِيرِ كَسْرِ^{۳۲} چوں جَاءَ اَلْقَافِي^{۳۳} وَرَأَيْتُ اَلْقَافِي^{۳۴} وَفَرَزْتُ بِاَلْقَافِي^{۳۵} شَا نَزْدِ هَفْتَمِ
 جَمْعِ مَذْكُورِ سَالِمِ مَقَابِيحَ^{۳۶} مُنْكَلَمِ چوں مُسْلِمِي^{۳۷} رَفْعِش^{۳۸} بِتَقْدِيرِ وَاوِ بَاشِدْ وَنَصْبِ جَرِّش^{۳۹}
 بَيَا^{۴۰} مَا قَبْلَ مَكْسُورِ چوں هُوَ^{۴۱} لَآ مُسْلِمِي^{۴۲} كِهْ دَرِ اَصْلِ مُسْلِمُونَ^{۴۳} بُوَدَنُونَ بِاَضَافَتِ سَاقَطِ شَدِ
 وَادْوَا جَمْعِ شَدِ بُوَدَنُ وِسَالِقِ سَاكِنِ بُوَدِ وَاوَرَا بَيَا بَدَلِ كَرْدَنُ دِيَارِ وَاوَرَا اِدْعَامِ كَرْدَنُ
 مُسْلِمِي^{۴۴} شَدِ ضَمِّهِ مِيمِ رَا كَسْرِ بَدَلِ كَرْدَنُ دَرِ اَيْتِ^{۴۵} مُسْلِمِي^{۴۶} وَمَرَرْتُ بِمُسْلِمِي^{۴۷}
 شَالِ مَالَتِ جَرِّ^{۴۸} نَصْبِ^{۴۹}

[illegible]

مؤنث کے لئے وضع کئے گئے ہیں اور ان میں تا تائینت کی جیس ہے اس لئے کہ تا تائینت وسط کلمہ میں نہیں آتی۔
 قولہ رفع شال بالف باشد الخ یعنی غنی اور کلا اور کلتا مضارع بمضمر اور اثنان اور اثنان کا رفع الف
 کے ساتھ ہوگا جیسے جائز و کلبان و کلبا و اثنان اور نصب وجر یا ما قبل مفتوح کے ساتھ جیسے رأیت و مملکت
 و کلبا و اثنان و مؤنث بر صفتیں و کلبا و اثنان قولہ او کو، یہ قدو کی جمع بغیر نقطہ ہے۔ قولہ رفع شال ہوا و ان
 جانا چاہیے کہ اعراب کے حرف تین ہیں دا و الف اور یا تے ثنیہ اور اس کے طعقات کلا و کلتا اور اثنان اور
 اثنان اور جمع مذکر سالم اور اس کے طعقات او کو اور مؤنث ثنائی و مؤنث کے اعراب میں ہیں۔ رفع و نصب
 وجر۔ اگر واؤ وضعی حالت میں دونوں کو دیتے یا الف نفسی حالت میں دونوں کو دیتے تو البتہ اس ہوتا۔ لہذا دونوں
 پر حرف اعراب تقسیم کر دیئے گئے۔ داؤ وضعی حالت میں جمع اور اس کے طعقات کو دیدیئے اور الف وضعی حالت میں
 ثنیہ اور اس کے طعقات کو دیدیا اور جری حالت میں دونوں کو یا دیدی اور البتہ اس دور کرنے کے لئے ثنیہ کی
 سی سے پہلے فتح دیدیا اور جمع میں کسرو اور دونوں میں نصب کو جر پر رکھا۔ رفع پر کیونکہ نصب اور جر دونوں
 فصل ہیں۔

قولہ سیر دم اسم مقصور الخ یہاں سے مصنف اعراب تقدیری کا محل تبتلہ ہیں اور یہ بھی بکرت ہوتا ہے
 اور کبھی بکری اور چونکہ اعراب بکرت اصل ہے لہذا مصنف پہلے اعراب تقدیری بکرت کا محل تبتلہ ہیں۔
 اسم مقصور وہ اسم ہے جس کے آخر میں الف مقصورہ ہو۔ بلا یہ کہ وہ لفظ میں موجود ہو جیسے مؤنث اور انفعلاً
 دہلام تعریف یا التقات سائین کی وجہ سے محذوف ہوگا ہو جیسے غصا و ستون قولہ چار دہم غیر محذوف
 سالم الخ یہ جمع مذکر سالم سے جو یا تے شکل کی طرف منافی ہوا ہے۔ کیونکہ اس کا اعراب آگے آئے گا۔ قولہ
 بتقدیر ضمہ الخ تقدیر کے یہ معنی ہیں کہ اعراب کی علامت لفظوں میں نہ ہو اور اعراب کا تقدیر ہی ہونا بلکہ تعذر
 لفظی کے ہے کیونکہ الف حرکت کو قبول نہیں کرتا۔ اور یا اپنے ماقبل کسرو چاہتی ہے۔

قولہ پانزدہم اسم مقصور الخ مقصور ثنائی مجرور سے اسم مفعول کا مینہ ہے۔ لغت میں معنی آنکھ در آن نقصان
 واقع شود اصطلاح میں وہ اسم ہے جس کے آخر میں یا ہو اور اس کا ماقبل مکسور خواہ وہ یا ثابت ہو جیسے
 القاضی دہلام تعریف ہیں۔ یا التقات سائین کی وجہ سے محذوف ہوگئی ہو جیسے قاضی (بغیر لام تعریف)
 حالت دفعہ جر میں قولہ رفعت بتقدیر ضمہ باشد الخ چونکہ اس پر ضمہ اور کسرو ثقیل ہوتے ہیں نہ فتح۔
 لہذا یہ دونوں اعراب تقدیری ہوں گے جیسے قولہ جائز انقاضی دلمسکون یا جائز انقاضی فاعل اور
 رأیت القاضی دفعیہ یا رأیت فعل یا فاعل القاضی مفعول بہ اور مؤنث بالقاضی (بکون یا)
 مردت فعل یا فاعل بجا والقاضی مجرور یا جار اپنے مجرور سے مل کر متعلق ہوا فعل مردت کا اور جیسے
 جائز قاضی اور رأیت قاضی اور مؤنث بالقاضی۔

قولہ شانزدہم جمع مذکر سالم مضاف الخ۔ یہاں سے مصنف اعراب تقدیری بحرف کا محل بتلاتے ہیں۔ یعنی مذکر سالم جو یا ہے مکمل ظرف مضاف ہوا اس کی حالت رفعی تقدیر واؤ کے ساتھ ہوگی اور حالت نصبی و جری یا کے اقبل محسوس کے ساتھ ہیں اس میں تقدیر اعراب بجات رفع ہوگی نہ کہ بجات نصب جہر جیسے قولہ ہوؤ لہ ^{مستثنیٰ}۔ یہ حالت رفع کی مثال ہے نہ ہوؤ لہ ابتدا، مستثنیٰ خبر یہ اصل میں مستثنیٰ ہی تھا۔ نون پر جوہ اضافت گر گیا مستثنیٰ ہی ہوا، واو اور یا، ایک کلمہ میں جمع ہونے پہلا ساکن تھا واو کو کر کے ی میں ادغام کر دیا۔ مستثنیٰ ہوا۔ پھر ہم کے ضمہ کو کسر کے بدل کہا مستثنیٰ ہوا۔ پس اس میں علامت رفع جو واو تھی باقی نہیں رہی لہذا اس کا اعراب بجات رفع بتقدیر واؤ ہوگا۔ قولہ نہ ایت مستثنیٰ حالت نصب کی مثال ہے مَرَّتْ ^{مستثنیٰ} حالت جہر کی مثال ہے۔ یہ دونوں اصل میں مستثنیٰ ہی تھے۔ نون پر جوہ اضافت گر گیا۔ مستثنیٰ ہوا۔ ادیا، ایک کلمہ میں جمع ہوئیں۔ ی کو ی میں ادغام کر دیا۔ مستثنیٰ ہوا۔ پس ان میں علامت نصب و جہر جیائے ساکن ہے باقی ہے اس کی صورت گوتینوں حالتوں میں ایک سی ہے۔ لیکن واو دفع میں اپنی حقیقت سے خارج ہو گیا۔ لہذا اس حالت میں اعراب تقدیر ہوا، بخلاف حالت نصب جہر کے کہ ان میں یا جہر علامت نصب و جہر ہے اگرچہ سی میں مدغم ہو گئی ہے لیکن وہ اپنے حال پر باقی ہے اور اپنی حقیقت سے خارج نہیں ہوتی لہذا ان دونوں حالتوں میں اعراب لفظی ہوگا۔

سوالات ذیل کی مثالوں میں سے ہر اسم کو بتلاؤ کہ وہ ام معرب کی سولہ قسموں میں سے کونسی قسم ہے اور دفع و نصب جہر میں سے کونسی حالت میں ہے؟ اور اگر وہ غیر منفرد ہے تو نو اسباب میں سے کون کون سے دو سبب اس میں پائے جاتے ہیں؟

اَنْفِكَوْهُ اسْمُ لَآبٍ، اَرْأَيْتَ عُمَانٌ، هَذَا اِبْرَاهِيْمُ، ذَهَبَ اَحْمَدُ، سَيِّدَةُ السَّاءِ طَائِفَةٌ، اَبُوْنَا اَدَمٌ، اَحُوْنَا كَرِيْمٌ، هَذَا طَعَامٌ ذُوْ مِلْجٍ، فَكَرِهْتُ سَرَجَلِيْنَ، اَرْسَلْتُ اَلِيْهِمْ دَرَانَتَيْنِ هَذَا اِنْ سَاحِدَانِ، كَرِهْتُ ذُوْقَهُمْ، هُوَ عَبْدِي، اَللّٰهُ وَلِيُّ الْمُؤْمِنِيْنَ، هَذَا اِكْرَافٍ - سَيِّدَةُ الشَّهْرِ اَوْ كَحْنَرَةٌ هُوَ رَافِعٌ عَنْكَ، هُمْ اَوْ لَوْ دَقُّهُمْ، ضَرْبٌ يَحْيَىٰ۔

فصل بدانکہ اعراب مضارع ثلثہ است رفع و نصب جہر فعل مضارع باعتبار وجوہ اعراب بر چہار قسم است اول صحیح خبر از ضمیر باز مر مفعول برائے شننے و جمع مذکر و برائے واحد مؤنث عنای طبع رفعش بضمہ باشد و نصب بفتح و جزم بسکون چوں ہو یضرب و کن یضرب و کم یضرب و دوم اسم مفرد مطلق واوی چوں یفزد و ویائی چوں یزدی رفعش بتقدیر ^{مستثنیٰ} ضمہ باشد نصب بفتح لفظی و جزم بحذف لام چوں ہو یفزد و یزدی و کن یفزد و کن یزدی

وَلَمْ يُغْرِزْ وَلَمْ يُزِمْ بِسُوءِ مَقَرٍّ مَقَرٍّ لَمْ يَحْلُفْ يُوْخِرُ رَفْعُشْ بِتَقْدِيرِضِهِ بِأَشَدِّ نَفْسٍ بِتَقْدِيرِ
فَتْحٍ وَجَزْمٍ بِحَذْفِ لَامٍ حَوْلَ هُوَ يُوْخِرُ وَنَنْ يُوْخِرُ وَنَنْ يُوْخِرُ وَنَنْ يُوْخِرُ وَنَنْ يُوْخِرُ وَنَنْ يُوْخِرُ
نَوْبَاهُ مَذْكُورُهُ رَفْعُ شَالٍ بِأَشَدِّ نَفْسٍ نَوْنٍ بِأَشَدِّ نَفْسٍ نَوْنٍ بِأَشَدِّ نَفْسٍ نَوْنٍ بِأَشَدِّ نَفْسٍ
كَوْنٌ تَنْثِيهِ جَمْعٌ وَفَرْقٌ طَبَقٌ ۱۲
وَيُزِمِيَانِ وَيُزِمِيَانِ وَدَرَجِجٍ مَذْكُورُ كُوفِي هَمْ يَغْرِزُ وَنَنْ يَغْرِزُ وَنَنْ يَغْرِزُ وَنَنْ يَغْرِزُ وَنَنْ يَغْرِزُ
مَوْنُتٌ حَاضِرُ كُوفِي أَنْتَ تَغْرِزُ بَيْنَ وَتَغْرِزُ بَيْنَ وَتَغْرِزُ بَيْنَ وَتَغْرِزُ بَيْنَ وَتَغْرِزُ بَيْنَ
وَرَتْنِيهِ كُوفِي كَنْ يَغْرِزُ يَادَنْ يَغْرِزُ يَادَنْ يَغْرِزُ يَادَنْ يَغْرِزُ يَادَنْ يَغْرِزُ يَادَنْ يَغْرِزُ يَادَنْ
وَلَمْ يُوْخِرُ يَادَنْ يَغْرِزُ يَادَنْ يَغْرِزُ يَادَنْ يَغْرِزُ يَادَنْ يَغْرِزُ يَادَنْ يَغْرِزُ يَادَنْ يَغْرِزُ يَادَنْ
وَلَمْ يَغْرِزُ يَادَنْ يَغْرِزُ يَادَنْ يَغْرِزُ يَادَنْ يَغْرِزُ يَادَنْ يَغْرِزُ يَادَنْ يَغْرِزُ يَادَنْ يَغْرِزُ يَادَنْ
وَلَنْ تَغْرِزُ يَادَنْ يَغْرِزُ يَادَنْ يَغْرِزُ يَادَنْ يَغْرِزُ يَادَنْ يَغْرِزُ يَادَنْ يَغْرِزُ يَادَنْ يَغْرِزُ يَادَنْ

قوله جزم، یعنی ده سکون جو مال کے سبب پیدا ہوا ہو پس ہر سکون جو وقف کی وجہ سے ہو، خارج ہو جائے گا
اس لئے کہ وہ ماضی میں بھی جو ماضی الاصل ہے جائز ہے۔ قولہ صحیح مجرداً لہ مخیول کی اصطلاح میں صحیح وہ ہے جس کے
آخر میں حرف علت نہ ہو لیکن ماضیوں کی اصطلاح میں صحیح وہ ہے جس کے حرف واصلیہ میں سے کوئی حرف علت اور
ہمزہ اور تضعیف نہ ہو اور یا تفعیل سے ام مفعول ہے یعنی خالی کیا ہوا، مصدر تخریج ہے یعنی خالی کرنا یعنی
مضارع صحیح جو تثنیہ غائبہ حاضر اور جمع مذکر غائبہ حاضر اور واحد مؤنث حاضر کی ضمیر بارز مرفوعہ سے خالی ہو،
اس کا رفع نمبر کے ساتھ ہوگا اور نصب فتح کے ساتھ اور جزم سکون کے ساتھ۔
تفصیل یہ ہے کہ مضارع کے کل جودہ صیغے ہیں جن میں سے دو تفریق اور تفریق ہیں اور بار
مغرب جن میں سے سات میں نون اعزالی ہے اور ضمیر بارزنا اور بانج میں ضمیر ستر ہے میں مصنف فرماتے ہیں کہ
بانج صیغہ جو ضمیر بارز سے خالی ہیں یعنی تفریق و تفریق و تفریق و تفریق و تفریق و تفریق و تفریق و تفریق و تفریق و تفریق
ضمہ کے ساتھ ہے اور نصب فتح کے ساتھ اور جزم سکون کے ساتھ ہے ہو تفریق و تفریق و تفریق و تفریق و تفریق و تفریق و تفریق و تفریق و تفریق
ہو مبتدا اور تفریق جو فعلیہ ہو کہ خبر مبتدا اپنی خبر سے ملے اس کے خبر ہو۔
قوله کَنْ تَغْرِزُ (بفتح با) حالت نصب کی مثال ہے اس میں کَنْ حرف ناقصہ قولہ کَنْ تَغْرِزُ (سکون با)

حالت جرم کی مثال ہے اس میں لم حرف جائز ہے تو لم مفرد مطلق واوی الخ یعنی مضارع جو مفرد ہو نہ کہ تثنیہ اور جمع ہا و اس کے آخر میں وا وای ہو جیسے نَفَرُوا یہ غزائے غزواً یعنی جنگ کرنا سے ہے باب نَفَرَ اور جیسے یُرْمُوں یہ رَمَى یُرْمُو رَمًیاً بمعنی تیر پھینکا سے ہے باب فَرَمَ تو لم مفرد مطلق الف الخ یعنی مضارع مفرد جس کے آخر میں الف ہو جیسے یُرْمُوں مصدر یُرْمُوں بمعنی خوش ہونا اور راضی ہونا باب سَمِعَ یہ اصل میں یُرْمُوں تھا واد تیسری جگہ میں کتابا جو تھی جگہ میں تھے ہوا اور اقبل کی حرکت واد کے مخالف تھی واد کو ی کیا، بعد میں قاعہ ہا پایا گیا کہ یائے متحرک اس کا اقبل مفتوح۔ اس یا کو الف سے بدل لیا یُرْمُوں بالف ہوا۔

تو اور فحش بتقدیر ضمیر باشد الخ چونکہ الف ہمیشہ ساکن ہوتا ہے اور حرکت کو قبول نہیں کرتا۔ لہذا اس کا رفع و نصب تقدیری ہو گا یہاں تک کہ موصف کے مفارغ کے پانچ صیغوں مفرد مذکر غائب، مفرد مؤنث غائب، مفرد مذکر حاضر، واحد متکلم اور متکلم مع الغیر کا اعراب بتایا ہے اور اب مفارغ کے سات صیغوں چار تثنیہ اور جمع مذکر غائب اور جمع مذکر حاضر اور واحد مؤنث حاضر کا اعراب جبکہ یہ صحیح ہوں یا ان کے لام کلمہ میں واو یا ی یا الف ہو تبتلا ہے ہیں کہ صحیح یا معتل یا ضمائر الخ یعنی مفارغ صحیح ہو یا معتل جبکہ وہ ضمیر بارز نون اعرابی کے ساتھ ہو (یعنی وہ کل سات صیغے ہیں جن میں یہ ضمیر اور نون ہوتا ہے) (جیسا کہ گزر چکا) تو اس وقت اس کا رفع اثبات نون کے ساتھ ہو گا اس لئے کہ نون اعرابی رفع کے عوض میں ہوتا ہے لہذا اس کو حالت رفع میں ثابت نہ کہیں گے اور حالت نصب جزم میں حذف کر دینگے جیسے ہُنا یُفْرِیَان تثنیہ صحیح کی مثال ہے ہُنا مبتدا یفْرِیَان جملہ فعلیہ ہو کر ضمیر مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ ہوا یُفْرِیَان تثنیہ معتل واوی کی مثال ہے یُفْرِیَان تثنیہ معتل یا ی کی مثال ہے یُفْرِیَان تثنیہ معتل الفی کی مثال ہے یہ اپنے واحد کے اعتبار سے جو یرضیٰ (الف) ابے معتل الفی ہے۔ قولہ یُفْرِیَان تثنیہ صحیح مذکر غائب کی مبتدا یُفْرِیَان جملہ فعلیہ ہو کر خبر قولہ اَنْتَ تَقْرِیْبُ الخ اَنْتَ ضمیر واحد مؤنث حاضر کی مبتدا تَقْرِیْبُ جملہ فعلیہ ہو کر خبر یہ سب بحالت رفعی ہیں اور ان میں نون ثابت ہے قولہ کُنْ یُفْرِیَان تثنیہ واوی یُفْرِیَان الخ یہ چاروں حالت نصب کی مثالیں ہیں جن میں سے پہلا صحیح ہے دوسرا معتل واوی تمیزاً معتل یا ی اور چوتھا معتل الفی کے اعتبار سے معتل الفی ہے ان میں کُنْ حرف نامبتدئہ جس کی وجہ سے ان میں سے نون تثنیہ گر گیا قولہ کُنْ یُفْرِیَان الخ یہ چاروں حالت جزم کی مثالیں ہیں جن میں سے پہلا صحیح ہے دوسرا معتل واوی تمیزاً معتل یا ی اور چوتھا معتل الفی۔ ان میں کُنْ جازم ہے جس کی وجہ سے ان میں نون گر گیا جمع مذکر اور واحد مؤنث حاضر کی مثالوں کو بھی ان پر قیاس کر لو۔

سوالات۔ ذیل کی مثالوں میں مفادع کی قسمیں مع اعراب بتاؤ۔

لَا تَضْرِبْ زَيْدًا، هُمْ لَا يُؤْمِنُونَ هُوَ يَدْعُو، أَنْتَ لَا تَدْعِي عَيْنٌ، أَلَمْ يَجْعَلْنِي جَبَّارًا
اللَّهُ هَدَى، هُمْ كُنْ يَدْعُو زَيْدًا، لَا تَحْزَنْنِي، أَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ -

فصل بدانکه عوارض اعراب برد و قسم است لفظی و معنوی و لفظی بر سه قسم است

حُرُوفٌ وَأَعْمَالٌ وَاسْمَاءٌ، وَإِسْرَادُ رِسَالَةٍ بِأَبْيَرِ بَابٍ يَأْتِيهِمْ أَنْشَاءُ اللَّهِ تَعَالَى -

باب اول در حروف عالم و در و و فصل ست

فصل اول در حروف عالم در اکم، و آن پنج قسم است اول حروف جرم و آن ہفتہ است بَا و مِمْ و اِی و حَتّٰی و نِی و لَام و رُبُّ و وَاوِ قَسْم و تَائِ قَسْم و عَنّ و عَلّ و کَا تَشْبِیہ و مَدّ و مُنَدّ و حَاشَا و خَلَا و عَدَا، این حروف در اسم روند و آخرش را بجز کنند چوں اَلْمَالُ لِرَبِّیْد۔

قولہ احوال جمع عالم کی ہے۔ قولہ لفظی یہ لفظ کا منسوب ہے بمعنی لفظ والا جو عالم کہ لفظ میں ہوا سے عالم لفظی کہتے ہیں قولہ معنوی یہ معنی کا منسوب ہے بمعنی معنی والا جو عالم کہ عقل سے پہچانا جائے اور لفظ میں نہ ہوا سے عالم معنوی کہتے ہیں قولہ حروف جرم الحریہ اضافت فارسی کے ساتھ مرکب اضافی ہے اور جرمشہید لام مصدر کا لغت میں بمعنی کھینچنا، باب نصر اصطلاح میں وہ حروف ہیں جو فعل یا شجر فعل کو اپنے مدخول تک پہنچانے کے لئے وضع کئے گئے ہوں اور ان کو حروف جرم یا تو اس وجہ سے کہتے ہیں کہ یہ فعل یا شجر فعل کو اپنے مدخول کی طرف کھینچتے ہیں یا اس وجہ سے کہ یہ اپنے مدخول کو جبر دیتے ہیں یہ ستر حروف ہیں جو ہمیشہ اسم پر داخل ہوتے ہیں اور اس کے آخر کو جبر دیتے ہیں اور وہ یہ ہیں۔

بَا و تَا و کَا و لَام و اُو و مَدّ و مُنَدّ و حَاشَا و خَلَا و عَدَا و اِی و عَنّ و عَلّ و حَتّٰی و نِی و اِی و اِلٰی جیسے اَلْمَالُ لِرَبِّیْد میں لام حرف ہے اور اس نے اپنے مدخول زَبَد کو جبر یا ترکیب۔ المال مبتدأ لام حرف جزم زید مجرور جار اپنے مجرور سے مل کر متعلق ہوا ثابت مقدار کا، ثابت اپنے متعلق سے مل کر خبر ہوتی مبتدأ کی، مبتدأ اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبر ہوا، قولہ بایہ فعل لازم کو متعدی کرنے کے لئے آتی ہے جیسے قَمْتُ زَبَد میں زید نے زید کو کھرا کیا اب جارہ داخل ہونے سے پیشتر یہ لازم تھا جیسے قائم زَبَد زید کھرا ہوا جب فعل لازم کے فاعل پر بت داخل ہوتی تو آئے فعل کو متعدی کر دیا اور استقانت کے لئے آتی ہے اور استقانت لغت میں بمعنی مدا چاہنا لیکن یہاں مراد یہ ہے کہ فاعل کا مجرور با سے مدد و فعل میں مدد چاہنا جیسے کَتَبْتُ بِالْقَلَمِ دین نے قلم سے لکھا یعنی قلم کی مدد سے لکھا اور مقابلہ کے لئے یعنی اس بات کا فائدہ دینے کے لئے کہ با، کا مجرور کسی دوسری چیز کے مقابلہ میں ہے جیسے اِشْرَیْتُ الْفَرَسَ بِأَمْرٍ دینا دین نے گھوڑے کو سودینا میں خرید یعنی سودینا کے مقابلہ میں خریدا یا دوسری کئی معنوں کے لئے آتی ہے جیسا کہ تم کو آئندہ کتاب میں معلوم ہو جائے گا قولہ بئٰیہ ابتداء فعل کے لئے ہے یعنی اس کا مجرور وہ محل ہوتا ہے جس سے اس فعل کی ابتدا ہوتی ہے کہ جس کے ساتھ

کلمہ میں مع اپنے مجرور کے متعلق ہے جیسے *سِرْتُ مِنَ الْبُقْعَةِ* میں بعوض سے چلا، اس میں نے یہ بتلادیا کہ تکلم کے چلنے کی ابتدا بعوض سے ہوئی ہے اور جیسے *فَمَنْتُ مِنْ نَوْمِ الْجَمْعَةِ* میں نے جمعہ کے دن سے روزہ رکھا اور بعض کے لئے یعنی اس بات کا فائدہ دینے کے لئے فعل مجرور با کے بعض کے ساتھ متعلق ہے *أَخَذْتُ مِنَ الدَّرَاهِمِ* میں نے کچھ درہم لئے یہ اور معنی کے لئے بھی آتا ہے جیسا کہ آئندہ کتاب میں تم کو معلوم ہو جائے گا۔ قولہ *إِنِّي يَهْأَنَابُ فَعَلُ* کے لئے آتا ہے جیسے *سِرْتُ مِنَ الْبُقْعَةِ* *إِنِّي نَعَزَادُ* میں بعوض سے بغداد تک چلا اور جیسے *أَتَمَوُا الْعِصَامَ* *إِنِّي أَلِيلُ* تم روزہ کو رات تک پورا کرو قولہ حقی۔ یہ بھی *إِنِّي* کی طرح آتا ہے کہ آتا ہے جیسے *نَزَلْتُ الْبَارِئَةَ* حقی البصائر میں گذشتہ رات صبح تک سویا لیکن یہ صرف اسم ظاہر پر داخل ہوتا ہے اولام مفعول پر داخل نہیں ہوتا بخلاف *إِنِّي* کے کہ وہ اسم ظاہر اور اسم مفعول دونوں پر داخل ہوتا ہے پس متاہ نہیں کہہ سکتے اور الیہ کہہ سکتے ہیں ان دونوں میں اور بھی کئی چیزوں سے فرق ہے جیسا کہ آئندہ تم کو کتاب میں معلوم ہو جائے گا، جانتا چاہیے کہ حقی عاطفہ بھی ہوتا ہے اور اس وقت وہ اپنے مدخل کو جڑ نہیں دیتا جیسا آخر کتاب میں تم کو معلوم ہو جائے گا۔

قولہ *وَفِي* یہ ظرفیت کے لئے آتی ہے یعنی اپنے مدخل کو کسی چیز کا ظرف بنانے کے لئے جیسے *أَلَمَّا فِي الْكُونِ* (پانی کو زہ میں ہے) قولہ *لَام* یہ انحصار کے لئے آتا ہے یعنی اپنے مدخل کے لئے کسی چیز کو ثابت کرنے کے لئے۔ خواہ بطریق ملکیت ہو جیسے *أَلَمَّا لِمِلْزُيْدٍ* مال زید کا ہے یعنی زید کی ملکیت ہے اس میں *لَام* نے مال کو زید کے لئے بطریق ملکیت ثابت کیا ہے خواہ بطریق استحقاق ہو جیسے *أَلَمَّا لِنَفَرٍ* (جھول گھوڑے کے لئے ہے) اس میں *لَام* نے جھول کو گھوڑے کے لئے بطریق استحقاق ثابت کیا ہے نہ کہ بطریق ملکیت، یعنی جھول خال گھوڑے کے لئے ہے اور وہ ہی اس کا مستحق ہے اور تعلیل کے لئے آتا ہے یعنی یہ بیان کرنے کے لئے کہ اس کا مجرور کسی چیز کی علت ہے جیسے *فَرَسْتُهُ لِنَفَرٍ* (میں نے اس کو ادب دینے کے لئے مارا) اس میں تا ادب علت ضرب کی ہے اور جیسے *شَرَحْتُ لِنَفَرٍ* (میں تیرے خوف کی وجہ سے نکلا) اس میں خوف علت خروج کی ہے۔

جانتا چاہیے کہ *لَام* جارہ جبکہ اسم مظہر پر داخل ہو تو مفسر ہوتا ہے جیسے *لَزَيْدٍ* میں لیکن منادی میں وہ مفتوح ہوتا ہے جیسے *يَا لَزَيْدٍ* اور جبکہ اسم مفعول پر داخل ہو تو مفتوح ہوتا ہے جیسے *كُرْتُ* اور لگت لیکن جب وہ ضمیر مجرور واقع تکلم پر داخل ہو تو مفسر ہوتا ہے جیسے *إِنِّي* اس لئے کہ یا اپنے ماقبل پر کسرہ چاہتی ہے قولہ *وَرُبَّ* یہ اصل وضع میں انشاء سے تقلیل کے لئے آتا ہے اور تقلیل (یعنی کم کر دن و کم نمودن) جیسے *رُبَّ* رجب کریم لقیثہ (میں نے حبز بزرگ آدمیوں سے ملاقات کی) لیکن یاد رکھنا چاہیے کہ *رُبَّ* اصل میں معنی تقلیل کے لئے وضع کیا گیا ہے لیکن اب زیادہ تر معنی تکثیر میں مستعمل ہوتا ہے جیسے *رُبَّمَا يُوَدُّ الَّذِينَ يُكْفَرُونَ* بسا اوقات آرزو کریں گے وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا اور کبھی کبھی معنی تقلیل میں۔ اور *رُبَّ* میں *أَلَمَّا* لفت

الْمَاضِيَةِ دینے اس کو سال گذشتہ سے نہیں دیکھا یعنی میرے اس کو نہ دیکھنے کی ابتدا سال گذشتہ سے اور میرا اس کو نہ دیکھا اب تک جاری ہے اور جب کہ یہ زمانہ حاضر پر داخل ہوں تو ظرفیت فعل کے لئے آتے ہیں یعنی یہ بتلانے کیلئے کہ فعل کا تمام زمانہ ہی زمانہ حاضر ہے جس کو زمانہ حاضر اعتبار کیا گیا ہے اگرچہ اس کا بعض حصہ گذر چکا ہے جیسے مَا زَيْدٌ مُّذْ شَرِبْنَا (میں نے اس کو اس مہینہ میں نہیں دیکھا یعنی میرا اس کو نہ دیکھنے کا پورا زمانہ موجودہ مہینہ ہے) قولہ حاشا و علا و عدا یہ تینوں استثناء کے لئے آتے ہیں یعنی اپنے مابعد کو یا قبل کے حکم سے نکلنے کے لئے جیسے جَاءَ فِي الْقَوْمِ حَاشَا زَيْدٌ وَعَلَا زَيْدٌ (میرے پاس زید کے سوا تمام قوم آئی) اور اراد میں یہ اس وقت معنی سوا اور علا وہ ہیں جانتا چاہیے کہ یہ تینوں فعل بھی ہوتے ہیں پس جب کہ تم ان حروف سے جرد کے لئے حرفی جار ہوں گے اور جب کہ نصب دو گے تو افعال ہوں گے اور اس وقت ان میں ضمیر فاعل پوشیدہ ہوگی پس حاشا معنی استثنایا۔ اور تاج المصا در میں ہے کہ اَلْحَاشَاَ معنی استثناکہ دل ناقص یا نئی ہے اور شرح جامی میں ہے کہ حاشا معنی بُرّی کیا اور علا معنی تجاوز کیا عَلَا يَخْلُوْهُ اَخْلُوْهُ لَسَ۔ اور عدا معنی تجاوز کیا عَدَا يَعْدُوْهُ عَدُوْهُ لَسَ۔

سوالات ۱۔ ان اشعار میں حرف بتاؤ اور ان کے عمل اور تعلق میں خود کہ وہ اَنْفَعْتُ عَلَيْهِمْ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰی دِيْنٍ، اَلْجَنَّةُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ، رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ لَا تَقْلُ حَقِّيْ تَتَوَضَّأُ، رَبِّّ عَلٰمْ لَقِيْتُ، اَوْفَلَوْ اِنِّيْ اَلَدَارُ اَنَا لَشِدِّ لَا كَلْ مَهْزَيْدٌ عَلٰی الشَّجَرِ، قُرْأَتِ الْكِتَابَ بِنِ اَوَّلِهِ وَاٰخِرِهِ، مَا رَأَيْتُ مُذْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ، قُرْبَ اَنْفَعُوْهُ عَمْرًا حَاشَا زَيْدًا۔

دوئم حروف مشبہ بفعل وَاَشْشَ سِتْ اِنَّ وَاَنْ وَاَنَّ وَاَنَّ وَلَكِنْ وَلَيْتُ وَفَعْلُ
 ایں حروف بلا اسمی باید منصوب و خبری مرفوع چوں اِنَّ زَيْدًا اَقَاتِمُ زَيْدًا
 اسم اِنَّ گویند و قائم را خبر اِنَّ، بدانکہ اِنَّ وَاَنْ اَنْ حروف تحقیق ست وَاَنَّ
 حرف تشبیه وَلَكِنْ حرف استثناء اَكْب وَلَيْتُ حرف تمنی و فَعْلُ حرف ترجی،
 سَتُمْ مَا وَلَا اَلْمُسَبَّحَتَيْنِ يَلْكُنْ وَاَلْ عَمَلْ لَيْسَ مِی کُنْد چنانکہ گوئی مَا زَيْدٌ
 قَاتِمًا زَيْدًا اسم ماست و قَاتِمًا خبر او،

قولہ حروف مشبہ بفعل اَلْمُسَبَّحَتَيْنِ بَابِ اَفْعِل سے اسم مفعول کا مسبق ہے۔ در تشبیه ہے معنی مانند کہنا پس معنی یہ ہوں گے کہ حرفی جو فعل کے ساتھ تشبیه دیتے گے ہیں چونکہ یہ حرف چند وجوہ سے فعل کے ساتھ ثابت رکھتے ہیں لہذا ان کا یہ نام رکھا گیا اور ان حروف کی فعل کے ساتھ مشابہت کی چند وجوہ ہیں جیسے

فعل سر حرفی اور چار حرفی اور بیچ حرفی ہوتا ہے۔ اسی طرح یہ بھی سر حرفی چار حرفی اور بیچ حرفی ہیں۔ دو دم فعل کی طرح یہ بھی ماضی بر فتح ہیں، سو دم فعل کے معنی میں آتے ہیں جیسے اِنَّ اَوْ اَنَّ کہیں حَقَّقْتُ وَاَكْثَرْتُ اور اَنَّ کہیں شَبَّهْتُ اور لَنْ کہیں اِسْتَدْرَكَتْ اور لَيْتَ کہیں تَشَبَّهْتُ اور تَعَلَّى کہیں تَرَحَّيْتُ، یہ حروف مبتداء اور خبر پر داخل ہوتے ہیں اور مبتداء کو نصب اور خبر کو رفع دیتے ہیں جیسے زَيْدٌ قَائِمٌ میں زید مبتداء ہے اور قائم خبر پس منطاب حرف اِنَّ ان پر آیا تو اس نے زید کو نصب دیا اور قائم کو رفع دیا جیسے اِنَّ زَيْدًا قَائِمٌ بٌ،

تو کیوں :- اِنْ حرفِ مشبہ بفعل زید اِس کا اسم قائم اِس کی خبر اِنْ اپنے اسم اور خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبر ہے
ہو (محقق زید کھڑا ہے) قولہ اِنْ دَا نْ حروفِ تحقیق اِنْ اِنْ اور اُنْ مبین تحقیق دے شک یہ دونوں مضمون
جملہ کی تحقیق کے لئے آتے ہیں اور مضمونِ جملہ سے مراد خبر کا معدر و جواہم کی طرف منقاد ہوا ہے جیسے اِنْ زید اُف اُف
میں اِنْ نے اِس بات کا فائدہ دیا کہ مضمونِ جملہ جو قیام زید سے (زید کا کھڑا ہونا) بلا شک و شبہ ثابت و محقق ہے
قولہ کَا نْ الحزب حرفِ تشبیہ ہے اور اُنْ اُنْ تشبیہ کے لئے آتا ہے معنی گویا جیسے کَا نْ زید بن اَلْاَسَد (زید گویا اسد)
قولہ لَکِنْ حرفِ استدراک اِنْ لَکِنْ میں ہمیں مافات کا کسی چیز سے متاد رک کرنے کے لئے آتا ہے مثلاً زید
اور عمر کس مقام میں موجود ہیں اور کس نے اُس کو خبر دی کہ ذہب زید دُزید چلا گیا پس اِس کلام سے شبہ پیدا
ہوتا تھا کہ شاید عمر وہی چلا گیا ہو پس اِس کے بعد لَکِنْ عَمْرٌ اَمْ یُذِہِبْ لیکن عمر وہیں گیا کہنے سے یہ شبہ
دور ہو گیا۔ قولہ فِی نِ اِنْ الحزب حرفِ تمثیل ہے اُنْ اُنْ تمثیل کے لئے آتا ہے اردو میں معنی کاش جیسے کِی نِ اِشْبَابُ
یَعُوذُ کاش جوان لوٹ آئی قولہ تَعْلُ اِنْ الحزب حرفِ ترجمہ ہے اُنْ اُنْ ترجمہ کے لئے آتا ہے اردو میں معنی امیدوار
مثلاً جیسے تَعْلُ عَمْرٌ اَغَابَ (شاید کہ عمر غائب ہے)

اور جیسے ایس کے معنی نفی کے ہیں اسی طرح ان کے بھی، ان دونوں میں فرق یہ ہے کہ ما معروفہ اور مذکورہ دونوں پر ماضی ہوتا ہے جیسے قول مصنف "ما زیدٌ قائمٌ مذکورہ لفظ کا نہیں ہے"۔

ترکیب :- ما حرف مشبہ بلیس، زید اس کا اسم، قائم اس کی خبر اپنے اسم اور خبر سے مل کر جملا اسمیہ خبریہ ہوا اور جیسے "ما زیدٌ قائمٌ" کوئی مرد چلنے والا نہیں ہے اور لا ہمیشہ نکرہ پر آتا ہے جیسے "ما زیدٌ قائمٌ"۔
مثلاً (کوئی مرد تم سے بہتر نہیں ہے)۔

چہاں ہم لائے نفی جنس اسم میں لا اکثر مضاف باشد منصوب خبرش مرفوع چوں لا
عَلَامٌ رَجُلٌ ظَرِيفٌ فِي الدَّارِ واگر نکرہ مفردہ باشد مبنی باشد بر فتح چوں لا رَجُلٌ
الدَّارِ واگر بعدا و معرفہ باشد تکرار لا با معرفہ دیگر لازم باشد ولا المثنیٰ باشد یعنی عمل
نہ کند و آل معرفہ مرفوع باشد با تبدل چوں لا زَيْدٌ عِنْدِي وَلَا عَمْرُو، واگر بعداں لا
نکرہ مفردہ باشد مکرر بانکرہ دیگر در و پنج وجہ رواست لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا
بِاللّٰهِ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا
بِاللّٰهِ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ۔
بنائے اول بر فتح و ثانی بر تنوین مرفوع ۱۲ اول بر تنوین مرفوع و ثانی مبنی بر فتح
بنائے اول بر فتح و ثانی بر تنوین منصوب ۱۳

قول لای نفی جنس لا جو جنس کی نفی کے لئے ہے، یہ لامی جنس اسم نکرہ کی نفی کے لئے آتا ہے جیسے لَا عَلَامٌ
رَجُلٌ ظَرِيفٌ فِي الدَّارِ (کسی مرد کا علم عقلمند گھریں نہیں ہے)۔
ترکیب ۱۔ لامی جنس کا عَلَامٌ مضاف رَجُلٌ مضاف الیه، مضاف اپنے مضاف الیه سے مل کر اسم ہوا
لا کا ظَرِيفٌ صیغہ صفت کا خبر اول لا کی ماضی خبر الدَّارِ مجرور جار اپنے مجرور سے متعلق ہوا ثبات مقدر
کے ثبات اپنے متعلق سے مل کر خبر ثانی ہوئی لا کی لاپنے اسم اور خبر اول اور خبر ثانی سے مل کر جملا اسمیہ خبریہ ہوا
قول واگر نکرہ مفردہ باشد لا اور اگر لا تکرر کا اسم نکرہ مفردہ ہو یعنی نکرہ ہو اور مضاف نہ ہو وہاں مفردہ مقابل میں مضاف
کے ہے نہ کہ تثنیٰ اور جمع کے نہ کہ تثنیٰ اور جمع کے مقابل میں) تو اس وقت وہ مبنی بر فتح ہو گا جیسے قول لا رَجُلٌ فِي
الدَّارِ (کوئی مرد گھر میں نہیں ہے) ترکیب ۱۔ لامی جنس کا رَجُلٌ اس کا اسم، لا اپنے اسم اور خبر سے مل کر جملا اسمیہ خبریہ ہوا
ہوا ثبات مقدر کے ثبات اپنے متعلق سے مل کر خبر ہوئی لا کی لاپنے اسم اور خبر سے مل کر جملا اسمیہ خبریہ ہوا۔

قولہ اگر بعد او معروض باشد الخ یعنی اور اگر اس کے بعد معروض واقع ہو تو اس وقت لا کو دوبارہ دوسرے معروض کے ساتھ لانا ضروری ہے اور لا لنگی ہوگا یعنی بیکار کچھ عمل نہیں کر لیا لنگی باب افعال سے اسم مفعول ہے بمعنی بیکار کیا ہوا مصدر انشاء ہے بمعنی باطل کرنا اور بیکار کرنا اس وقت اس کے عمل نہ کرنے کی وجہ یہ ہے کہ لائے لنگی جنس معروض میں کوئی اثر نہیں کرتا، کیونکہ یہ جنس کی نفی کے لئے وضع کیا گیا ہے اور یہاں جنس نہیں ہے اور اس وقت معروض بنا بر مقدار فرع ہوگا جیسے قولہ لا زید عنیدنی ولا عمر مؤدین پہلا لا معروض پر داخل ہے۔ لہذا لا دوبارہ مع دوسرے معروض کے لایا گیا۔ اور وہ لا عمر مؤدین (میرے پاس نہ زید ہے اور نہ عمر) ترکیب۔ لا لنگی یعنی بیکار کچھ عمل نہیں کر لیا، زید معطوف علیہ واو حرف عطف لا لنگی، عمر معطوف معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر مبتدا ہے عند، مضاف، ہی متکلم مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر ظرف ہوا ثابتان مقدار کا، ثابتان اپنے فاعل ضمیر الف اور متعلق ظرف سے مل کر خبر ہوئی مبتدا کی مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبرت ہوا۔

قولہ اگر بعد لال الخ یعنی جب کہ لائے لنگی جنس بطریق عطف کر واقع ہوا ومان دولوں کے بعد ان کا اسم مکرم مفرد بلا فصل واقع ہو جائے لا حول ولا قوۃ الا باللہ میں کہ اس میں لائے لنگی جنس ہوا ہے ایک حول پر ہے اور دو قوۃ پورا دران کے درمیان واو عطف ہے اور پھر ان دونوں کا اسم مکرم مفرد بلا فصل واقع ہے پہلے کا حول ہے اور دوسرے کا قوۃ، تو ایسی صورت میں ان دولوں کے اسم میں پانچ وجہیں جائز ہیں۔ اول یہ کہ دولوں میں زیر فتح ہوں اور دولوں ملکہ لا لنگی جنس کا جیسے قولہ لا حول ولا قوۃ الا باللہ اگر دو جملے ملنے جائیں تو تقدیر عبارت اس طرح ہوگی کہ لا حول عن المعصیۃ ثابت باحد الا باللہ، ولا قوۃ علی الطاعة ثابت باحد الا باللہ واللہ کی مدد کے سوا کسی کی مدد کے ذریعہ گناہ سے نہیں بچ سکتے اور اللہ کی مدد کے سوا کسی کی مدد سے طاعت پر قوت نہیں ہے)

ترکیب۔ لا لنگی جنس کا حول مصدر عن حرف جار المعصیۃ مجرور جار اپنے مجرور سے مل کر متعلق ہوا، حول اپنے متعلق سے مل کر اسم ہوا لا کا، ثابت صیغہ اسم فاعل، ب حرف جار، احد مجرور جار اپنے مجرور سے مل کر متشی اند ہوا، الأ حرف استثناء ب حرف جار اللہ مجرور جار اپنے مجرور سے مل کر متشی ہوا، متشی اپنے متشی سے مل کر متعلق ہوا ثابت کے ثابت اپنے متعلق سے مل کر خبر ہوئی لا کی، لا اپنے اسم اور خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبرت علیہا ہوا، واو حرف لنگی جنس کا قوۃ مصدر علی حرف جار الطاعة مجرور جار اپنے مجرور سے مل کر متعلق ہوا قوۃ کے قوۃ اپنے متعلق سے مل کر اسم ہوا لا کا، ثابت صیغہ اسم فاعل، ب حرف جار احد مجرور جار اپنے مجرور سے مل کر متشی ہوا، متشی اپنے متشی سے مل کر متعلق ہوا ثابت کے۔ ثابت اپنے متعلق سے مل کر خبر ہوئی لا کی، لا اپنے اسم اور خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبرت علیہا ہوا۔

اور اگر ایک جملہ انا جائے تو لاقوۃ مفرد کا عطف لاقول مفرد پر ہوگا اور دونوں کی ایک خبر محمد بن ہوگی اور
تقدیر عبارت اس طرح ہوگی کہ لَا تُحَوِّلْ وَلَا تَوَلَّ وَلَا تَنْتَابِ اِلَّا بِالْبَدِّ دَوِّمٌ یہ کہ دونوں کا نفع ہو اور دونوں جملہ لاقوۃ
نازدا اور رفیعان کے مبتدا ہونے کے سبب سے جیسے لَا تُحَوِّلْ وَلَا تَوَلَّ اِلَّا بِالْبَدِّ اور اگر ایک جملہ انا جائے تو تقدیر
عبارت اس طرح ہوگی کہ لَا تُحَوِّلْ وَلَا تَوَلَّ وَلَا تَنْتَابِ اِلَّا بِالْبَدِّ

ترکیب اول معنی، تحول معطوف علیہ، وا حرف عطف، لافعی، قوۃ، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر مبتدا، تابان اسم فاعل، باء جار مجرور مستثنیٰ منہ، الاحرف استثناء، بالباء جار مجرور مستثنیٰ منہ اپنے مستثنیٰ سے مل کر متعلق ہو، تابان کے تابان اپنے متعلق سے مل کر خبر ہوئی مبتدا کی، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا، اور اگر دو جملے مانے جائیں تو تقدیر عبارت اس طرح ہوگی کہ لا تحول عن المعصیۃ ثابت باحد الا بالبدل ولا قوۃ علی الطاعة ثابت باحد الا بالبدل۔

سوم یہ کہ حَوْلٌ یعنی رفقہ اور سیلا لقی جنس کا اور قَوْءُ مرفوع مع تنوین اور دوسرا لازمہ جلیے قولہ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ ایک جملہ کی صورتیں تقدیر عبارت اس طرح ہوگی کہ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ مُنْجِزْدَانِ بِأَمْرِ
إِلَّا بِاللّٰهِ۔

ترکیب اللفظی جنس کا، حَوَّلَ معطوف علیہ، وَاَوْحَرَ عطف، لَا زَائِدَ اِذْ رَقَّ محل حَوَّلَ پر معطوف ہے کیونکہ محل حقیقت میں بتدریج محکمہ فروغ، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر اسم ہوا لاکا، مَوْجُودَانِ بِأَحَدٍ اِلَّا بِالسَّيْرِ خبر لاپنے اسم اور خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

یہاں ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ خول میں برکت اور پہلا لائق جنس کا اور قوت منسوب مع تنوین اور دوسرا ناسد ہے کہ لا خول
و لا قوت الا باللہ ایک جملہ کی صورت میں تقدیر عبارت میں ہو گی کہ لا خول و لا قوتہ موجود ان باحد الا باللہ،
لائی جنس کا، خول معطوف علیہ، و آخر حرف عطفت، المازائد قوتہ خول کے لفظ پر معطوف ہے، معطوف علیہ اپنے معطوف
سے مل کر اسم ہوا لاکا، موجود ان باحد الا باللہ خبر لائے اسم اور خبر سے مل کر جملہ سمیر خبر یہ ہوا تیسری اور چوتھی مثالیں حضور
دو جملہ تقدیر میں اس طرح ہو گی کہ لا خول و لا قوتہ موجود ان باحد الا باللہ و لا قوتہ علی اللہ موجود ان باحد الا باللہ

پہنچ کر پہلا لغوی اور خول مرفوع مع توبین اور دوم بالرفع جنس کا اور قوۃ بنی بر فتح حبیبیہ لاء خول و لا قوۃ الا باللہ ایک
جملہ کی صورت میں تقدیر عبارت اس طرح ہوگی کہ لا خول و لا قوۃ موجود ان با بعد ال اللہ اور دو جملوں کی صورت میں اس طور
پر ہوگی کہ لا خول عن المعصیۃ موجود با بعد ال اللہ و لا قوۃ علی الطاعة موجود با بعد ال اللہ

سوالات۔ ان مثالوں میں بتاؤ کہ اولاد نہ لے سکیں گے ہیں اور لائے نفی جنس کو نہ لائے، اولاد کو نہ لے سکیں۔
لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، لَا دَرِسْمَ وَلَا دِيَارَ لِكَبْرٍ وَلَا قَهْمَ كَلْفِ الدِّينِ، اَنْتَ بِشَا عِرْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَوْمَ لَا يَبِيعُ نَفْسَهُ وَلَا
شَفَاعَةَ اِلَّا رَجُلٌ اَعْلَمَ مِنْكَ، مَا لَكُمْ عِنْدِي زَادٌ وَلَا رَاجِلَةٌ،

پنجم حروف ندا و آن پنج ست یا دایا و ہیا یا کئی و ہمزہ مفتوحہ و ایں حروف
منا و ذی مضاف لا بنصب کنند چوں یا عَبدُ اللہ و مشابہ مضاف را چوں یا طَالِعًا
جَبَلًا و مکرمہ غیر معین را چنانکہ اعمی گوید یا رَجُلًا خَذُّ بَیْدِی و منا و ذی مفرد معر
بنی باشد بر علامت رفع چوں بازید و یا زید و یا مُسْلِمُونَ و یا مُوسٰی و یا
قَاضِی بدانکہ ائی و ہمزہ برائے نزدیک ست و یا د و ہیا برائے دور و یا عام ست

قولہ ثانویہ ناوی کا مصدر ہے لغت میں معنی آواز دینا اصطلاح میں کسی کی توجہ کو اس حرف سے طلب کرنا
جو ادعوئے کے قائم مقام ہو، منا و ذی باب مفاعلت سے اسم مفعول ہے معنی آواز دیا گیا اصطلاح میں وہ اسم ہے
جس کے متوجہ ہونے کو حرف ندا لفظاً یا تقدیراً کے ذریعے سے طلب کیا جائے جیسے یا زید مراد معنی اے زید! ایں
یا حرف ندائے اور زید منا و ذی ہے جس کے متوجہ ہونے کو یا حرف ندائے جو لفظاً ہے۔ قولہ منا و ذی مضاف الہا اور یہ
حروف منا و ذی مضاف کو نصب دیتے ہیں جیسے قولہ یا عَبدُ اللہ میں یا حرف ندائے بعد منا و ذی مضاف کو نصب دیا اے عبد اللہ
فائدہ:۔۔۔ جانا چاہیے کہ منا و ذی یا تو لفظاً منصوبہ ہو گا جیسے یا عبد اللہ میں یا غلبہ جیسے یا زید میں دا و اسکا
بیان مخفوق آئے گا اور منا و ذی کا نصب بنا بر مفعول ہے اختلاف صرف ایں ہے کہ اس کا نصب کون ہے سبویہ
اور محمدریخت اس طرف گئے ہیں کہ اس کا نصب فعل مقربے مثلاً یا زید! اصل میں ادعوئے زید! تھا ایں زید کو بتا
ہوں اکثریت شمال کیوہ سے ادعوئے فعل کو حذف کر دیا اور حرف ندا کو جو مفید معنی فعل ہے اور وہ معنی طلب ہیں
اس کے قائم مقام کر دیا تاکہ کلام میں حقار پیدا ہو جائے یا زید! ہوا اس مذہب پر حملہ کے دو قول جزو فعل و فاعل مقدر
اور تبرہ اس طرف گئے ہیں کہ حرف ندا فعل کے قائم مقام ہونے کیوہ سے خودی اس کا نصب اور فعل مقدر کو عمل میں
کوئی دخل نہیں ہے مصنف کا مسلک بھی یہی معلوم ہوتا ہے اسلئے کہ ان کے کلام "ایں حروف منا و ذی مضاف لا بنصب
کنند" سے یہی بات معلوم ہوتی ہے اور اس مذہب پر حملہ کے دو جزو میں سے ایک جزو یعنی فعل کے قائم مقام حرف ندا
اور دوسرا جزو فاعل مقدر ہے نتیجہ کلام سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ سبویہ اور ہمزہ دو قول حرف ندا کو قائم مقام ادعوئے
مانتے ہیں فرق اس قدر ہے کہ سبویہ کے نزدیک منا و ذی کا عامل نا نصب ادعوئے فعل مقدر ہے اور حرف ندا کو اس عمل
میں کوئی دخل نہیں ہے بخلاف ہمزہ کے کہ ان کے نزدیک اس کا عامل نا نصب خود حرف ندا جو قائم مقام ہونے فعل کے ہے
اور فعل کو اس عمل میں کوئی دخل نہیں اور ابوعبی کے نزدیک حروف ندا اسما سے افعال میں معنی ادعوئے اور اس مسلک کے
جملہ کے دو جزو میں سے ایک جزو اسم عمل اور دوسرا جزو ضمیر فاعل ہے جو اسم فعل میں مستتر ہے لیکن ہمزہ پر

کہ مضارع کو مصدر کے معنی میں کر دیتا ہے جیسے اُریدُ اَنْ تَقُوْمَ میں اَنْ نے تقوم کو نصب دیا اور اس کو مصدر یعنی قیام کے معنی میں کر دیا ہے اُریدُ قیام تک میں تیرے کھڑے ہونے کا ارادہ کرتا ہوں۔

ترکیب: اُریدُ فعل بافاعل، قیام مصدر مضارع، کہ ضمیر مجرور متصل مضارع فاعل مضارع اپنے مضارع الیر سے ملکر مفعول بہ ہوا فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

قولہ کن: اس کا فاعلی عمل یہ ہے کہ آخر مضارع کو نصب دیتا ہے اور نون اعرابی کو گرد دیتا ہے اور معنوی عمل یہ ہے کہ مضارع سے معنی حال کو دور کر کے اس کو مستقبل منفی ہو کر کہے معنی میں کر دیتا ہے جیسے قولہ کن تجزئ مع زید ذریعہ رزق نہیں بکھے گا قولہ کی بمعنی تاکہ۔ یہ آخر مضارع کو نصب دیتا ہے سببیت کیلئے آتا ہے یعنی اس کا اقبل سبب مابعد کیلئے ہو جیسے اُسْمَعْتُ کِی اَدْخُلُ الْجَنَّةَ دین میں سلام لایا تاکہ میں جنت میں داخل ہو جاؤں اس میں سلام سبب دخول جنت کے لئے ہے۔

ترکیب: اُسْمَعْتُ فعل اپنے فاعل غیرت سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا اَدْخُلُ فعل بافاعل الجنتہ مفعول فیہ۔ برنہ سبب مع۔ اور بعض کے نزدیک مفعول بہ ہے فعل اپنے فاعل اور مفعول فیہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ قولہ اِذْنُ بمعنی اس وقت۔ آخر مضارع کو نصب دیتا ہے اور کسی کے جواب جزا کیلئے آتا ہے اور مضارع مستقبل پر داخل ہوتا ہے اس لئے کہ جواب جزا زمانہ مستقبل میں پائے جائیں گے لہذا اس کا دخول بھی مضارع مستقبل ہو گا جیسے کوئی شخص کہے کہ اَنَا اِشَيْتُ عَمَّادِیْنِ تِیرَے پاس کل آؤں گا اور پھر تم اس کے جواب میں کہو کہ اِذْنُ اُکْرِمْتُ دین اس وقت ترا اکرام کروں گا۔

ترکیب: اَنَا مبتدا، اِشَيْتُ فعل بافاعل، اُکْرِمْتُ مفعول فیہ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ اور مفعول فیہ سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر خبر ہوئی مبتدا کی، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ اَنْ وَکُنْ پس کی اِزَلْ اِسْ چار حرف مضمر: نصب مستقبل کنندہ این جملہ دائم اتقصار۔

قولہ یا کُ اَنْ بعد از شنن الخ جاننا چاہیے کہ اَنْ کبھی مفعول ہوتا ہے اور فعل مضارع کو نصب دیتا ہے جیسے اُریدُ اَنْ تَقُوْمَ میں اَنْ مفعول ہے اور کبھی مقدر ہوتا ہے اور فعل مضارع کو نصب دیتا ہے اور اس کا مقدر ہونا چوم حرفوں کے بعد ہے اَوَّلَ حَتّٰی کے بعد جیسے مَرَرْتُ حَتّٰی اَدْخُلُ الْبَلَدَ دین گذرنا یہاں تک کہ شہر میں داخل ہوا، یہ حتی خبر کے بعد اَنْ مقدر ہوتا ہے دو معنی کے لئے آتا ہے تاکہ، یا یہاں تک کہ۔

ترکیب: مَرَرْتُ فعل بافاعل، حتی حرف جار، اَدْخُلُ فعل بافاعل منصوب اَنْ مقدمہ اَلْبَلَدَ مفعول فیہ فعل اپنے فاعل اور مفعول فیہ سے مل کر جملہ ہو کر متاویل مصدر مجرور ہوا جار کا، جار اپنے مجرور سے ملکر متعلق ہوا فعل کے فعل اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

دَوَّمَ لام جمع کے بعد حمد کے لغوی معنی اُتار کرنا، اصطلاح میں لام حمد وہ ہے جو نفی کی تاکید کے واسطے

آئے اور نفی کان کے بعد متصل ہو جیسے قول ما کان اللہ یُعَذِّبُہُمْ والبتہ اللہ ان کو عذاب نہیں کرے گا
 ترکیب : ما نافیہ کان فعل ناقص اللہ اس کا اسم لام حرف جار یعذب فعل مضارع منصوب بان مقدم
 اس میں ضمیر مؤخر راجع طرف اللہ کے اس کا فاعل ضم مقعول فعل اپنے فاعل اور مقعول سے مل کر بنا وں مصدر مجرور
 ہو ا جار کا جار اپنے مجرور سے مل کر متعلق ہوا قاصدا مقدر کے قاصدا اپنے متعلق سے مل کر خبر ہوئی کان کی کان اپنے
 اسم اور خبر سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

معلوم اس آؤ کے بعد جوائی ان یا اللہ ان کے معنی میں ہو یعنی الی یا اللہ کے معنی میں ہو جو ان مقدرہ پر داخل ہوتے
 ہیں نہ یہ کہ ان بھی ان دونوں کے مقبوم میں داخل ہے ورنہ اگر ان کے بعد ایک اور ان مقدرہ میں تو کر لائن لازم
 آئیگا اور یہ ناجائز ہے جیسے قول لا تَزِنُکَ اَوْ تَعِیْنُ وَحَقِّ دالبتہ لازم پکڑ دو گنا میں تجھ کو سنا تک تو میرے حق کو عطا کر
 ترکیب : لا لازم فعل با تا اعل کے ضمیر مقعول : اَوْ بمعنی الی ان الی حرف جار ان حرف نائب تعین فعل با تا اعل
 ان وقایہ کا متکلم مقعول با اول حق مضافی متکلم مضاف الیہ مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر مقعول بہ ثانی ہوا فعل اپنے
 فاعل اور دونوں مقعولوں سے ملکر بنا وں مصدر مجرور ہوا الی حرف جار کا جار اپنے مجرور سے مل کر متعلق ہوا فعل
 کے فعل اپنے فاعل اور مقعول با وں متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا اگر اَوْ بمعنی اِنَّا ان ہو تو تقدیر عبارت اس طرح
 ہوگی کہ لا تَزِنُکَ فی کل وقت الا فی وقت اَنْ تَعِیْنُ وَحَقِّ دالبتہ لازم پکڑ دو گنا میں تجھ کو سنا تک تو میرے حق کو عطا کر
 میں کر عطا کرے تو مجھ کو میرا حق یعنی البتہ میں ہر وقت تیرے ساتھ رہوں گنا جب تک تو میرا حق نہ دے گا
 ترکیب فی کل وقت متشتمل نہ الا حرف استثناء فی حرف جار وقت مضاف ان تعین حق با وں مفرد مضاف
 الیہ مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر مجرور ہوا جار کا جار اپنے مجرور سے ملکر متعلق ہوا متشتمل نہ اپنے متشتمل سے ملکر
 متعلق ہوا ان لازم کے فعل اپنے فاعل اور مقعول با وں متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

چہارم واذا حرف کے بعد صرف کے نفوی معنی باز رکھنا اور اس کو دا والجمع بھی کہتے ہیں اور اس کے بعد ان مقدرہ
 ہونے کی روشنی میں اول یہ کہ ما قبل اور بعد دونوں کے مضمون کا حصول ایک نامذ میں ہو۔ دوم یہ کہ وہ امر نفی
 نفی، استفہام نفی اور عرض کے بعد واقع ہوا امر کی مثال جیسے رَزَقْنِیْ وَ اَکْرَمْکَ دینصب یم انہی کی مثال جیسے لا تا کل
 السَّمْکَ وَ تَرْبِ اللبَنَ نفی کی مثال جیسے ما تاتینا فتحہ شانی بھی ان کے حکم میں ہے اس لئے کہ جس طرح اشار
 جواب کو چاہتا ہے اس طرح نفی بھی جواب کو چاہتا ہے، استفہام کی مثال جیسے ہَلْ عِندَکُمْ مَاءٌ وَ اَسْرَہُ تَمَنی کی
 مثال جیسے لَیْسَ لَیْ مَالًا وَ اَلْفُفْقَ عرض کی مثال جیسے اَلَا تَنْزِلُ بِنَا وَ تَعِیْبُ خَیْرًا ان میں واؤ کے بعد ان کو مقدرہ
 اس وجہ سے مانا جاتا ہے کہ ان میں پہلا جملہ ان یہ ہے اور دوسرا جملہ خبریہ اور قاعدہ ہے کہ خبریہ کا عطف ان
 پر ناجائز ہے لہذا ان کو مقدرہ مانا تا کہ مضارع مصدر کی تاویل میں ہو کہ اس مصدر پر معطوف ہو جو ما قبل ان سے
 سمجھا جاتا ہے پس ان کی تقدیر عبارت اس طرح ہوگی کہ لَیْجَمْعُ بِنَا ذِیَارَہُ وَ اَکْرَمْکَ مِیْ دِیَارَہُ چاہئے کہ تجھ سے

زیادت اور مجھ سے اکرام جمع ہوں یعنی تو میری زیادت کر میں تیرا اکرام کر لے گا اس میں اکرام مصدر کا عطف زیارت مصدر پر ہے لا یجئ جمع نکت اکل الشبک و شرب اللبن (جمع ہونے سے مجھ سے بھلی کا کھانا اور دودھ کا پینا) اس میں شرب اللبن کا عطف اکل الشبک پر ہے لا یجئ جمع نکت اشیان و تحذیشک اشیان انا تیرا انا اور تیل ہم سے بات چیت کرنا جمع ہوں اور ہل جمع نکت و وجود ما و شرب مٹی دیکھا ہمتکے پاس پانی کا ہونا اور میرا بیابان جمع ہو گا (نیت یجئ مٹی شرب مال و انفاق مٹی دکان میں میرے پاس مال کا ہونا اور میرا اس کو خرچ کرنا جمع ہوتے) لا یجئ جمع نکت نزول و افا خیر مٹی تیرا انا اور میرا غیر کہ بچنا ناکوں جمع نہیں ہوتے

پیچم لام کے بعد یعنی وہ لام جو معنی کی سبب کے آتا ہے جیسے اُسْتُفْتُ لَدْخُلُ اَنْجُو (میں اسلام لایا تاکہ میں جنت میں داخل ہو جاؤں) لام اور لام کہیں فرق لفظی اور معنوی دونوں طرح سے ہے لفظی تو یہ ہے کہ لام جمع ہونے نفی کا ہے بعد اس کے بخلاف لام کہ کہ وہ ایسا نہیں ہے اور معنوی یہ ہے کہ لام کی تعلیل کے لئے آتا ہے اور اگر لفظ سے گرجائے تو معنی مقصود میں خلل آجاتا ہے بخلاف لام جمع کے کہ وہ محض تاکید نفی کیلئے آتا ہے۔

ششم فلک بعد اور اس کے بعد ان کے مقدار ہونے کی دو شرطیں ہیں اول یہ کہ اس کا ماقبل بالہ کیلئے سبب ہو۔ دوم یہ کہ وہ امر نہیں نفی، استفہام، تمہنی اور عرض کے بعد ہو جیسے زُرْنِی فَاکْرَمْکَ دو میری زیادت کر تاکہ میں تیرا اکرام کر دوں (خاک کے بعد میں اُن مقدار ملنے کی وہی وجہ ہے جو او میں گذر چکی تقدیر عبارت اس طرح ہو گی کہ لَکِنْ نَبْکَ زِمَارَةٌ فَاکْرَمْکَ نہیں کی مثال جیسے لَاشْتِیْنِی فَاکْرَمْکَ تو مجھ کو گالی مت دے تاکہ میں تجھ کو ماروں ای لا یجئ نکت شتم و فخر مٹی نفی کی مثال جیسے اَیَا یُنَا نَحْوُ شَدَا تو سناجے پاس نہیں آتا تاکہ تو ہم سے گفتگو کرے ای نکت نکت اشیان و تحذیشک اشیان استفہام کی مثال جیسے ہَلْ عِنْدَکُمْ مَاءٌ فَاخْرِیْہُ دیکھا ہمتکے پاس پانی ہے تاکہ میں اس کو بیوں ای ہَلْ یُکُونُ مَعْکُمْ مَاءٌ فَاخْرِیْہُ مٹی تمہنی کی مثال جیسے نِیتْ لَیْ اَلَا فَاَنْفَقَہُ دکان میں میرے پاس مال ہو تاکہ میں اس کو خرچ کر تا، ای نِیتْ لَیْ یُکُونَتْ مَالٌ فَاَنْفَقَہُ مٹی عرض کی مثال جیسے اَلَا تَنْزِلُ بِنَا فَعَصِبَ خیر اذ تو ہمارے پاس کہوں نہیں اتر تاکہ تو بھلائی کو پہنچے ای لا یجئ مٹی نکت نزول و افا خیر مٹی۔

تنبیہ۔ غالباً کتابت کی غلطی کی وجہ سے متن میں واو الف و ارفا کے درمیان لام کی واقع ہوا ہے مناسب اصل معلوم ہوتا ہے کہ لام کی واو الف و ارفا، کہ در جواب الخ ہو اس لئے کہ فلک کی طرح واو الف کے بعد ان کے مقدار ہونے کی بھی دو شرطیں ہیں سے ایک شرط یہ ہے کہ وہ امر اور نہیں اور نفی اور استفہام اور عرض کے جواب میں ہو بخلاف لام کہ اس میں یہ شرط نہیں ہے۔

قسم دوم حرفیکہ فعل مضارع را بجزم کنند و آل پیچ ست لَکَدْ و لَکَا و لَکَا امر

فعل اپنے فاعل اور مفعول پر سے ملکر جملہ فعلیہ ہو کر شرط۔ ق۔ جزائیہ اگر مفعول یا فاعل ہضمیر مفعول پر فعل اپنے فاعل اور مفعول سے ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ ہو کر جزا شرط اپنی جزا سے مل کر جملہ فعلیہ شرطیہ ہوا۔ قولہ ان انا ان لا اکریم ہے اس جملہ کے خواص کی اہانت کہ ان حرف شرط آتا فعل کہ ضمیر منصوب متعلق مفعول بہ ہوا و فاعل فعل اپنے فاعل اور مفعول پر سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر شرط۔ ق۔ جزائیہ لا آہن فعل اس میں ضمیر انشائیہ متعلق فاعل، ضمیر منصوب متعلق مفعول بہ فعل اپنے فاعل اور مفعول پر سے مل کر جملہ انشائیہ ہو کر جزا شرط اپنی جزا سے مل کر جملہ فعلیہ شرطیہ ہوا۔

قولہ ان اکریم فی الخ اگر تم مرا اگر کم کر گئے تو تجھ کو اللہ تعالیٰ ایک جزا ہے ان حرف شرط اگر متعلق فعل اس میں ضمیر اس کا فاعل ان و فاعل کا ہی مستلزم مفعول بہ فعل اپنے فاعل اور مفعول پر سے مل کر جملہ ہو کر شرط۔ ق۔ جزائیہ جزا فعل کہ ضمیر مفعول بہ اکریم اللہ فاعل خیر مفعول بہ ہوا۔ اس میں دروزوں مفعول متعلق جملہ فعلیہ انشائیہ ہو کر جزا شرط اپنی جزا سے مل کر جملہ فعلیہ شرطیہ ہوا۔
تسبیح۔ جاتا یا بیسے کہ دعا بھی ان کے اقسام میں سے ہے۔

باب دوم در عمل افعال

بدانکہ پہنچ فعل غیر عامل نیست و افعال در عمل بر دو گونه است قسم اول فعل معلوم منفرد باشد یا غیر منفرد چون عمل و کلام و تمام باشد یا ناقص چوں کان و مدار ۱۲

بدانکہ فعل معلوم و خواہ لازم باشد خواہ متعدی فاعل را بر فتح کن چوں قائم زید و ضرب عمرو۔
یعنی تعلیکہ منسوب باشد یا فاعل علی یا ماضی یا قاضی یا مضمر و از معلوم ہم گویند ۱۳

و شش اسم را بنصب کنند اول مفعول مطلق را چوں قائم زید قیام و ضرب زید ضرب زید۔
مثال فعل متعدی ۱۲

دوم مفعول فیہ را چوں صمت یوم الجمعۃ و جئت فوقک۔ سوم مفعول معہ را چوں روزہ و ایتیم بر دوزم و فیہ ۱۴ ششم بالائے تو ۱۵

جاء البرود و انجباتی مع الحبات چہارم مفعول لہ را چوں صمت اکر اما لوی زید و ضربتہ۔
بیاد سرائق و انجبات ۱۲

تاریب۔ پنجم حال را چوں جاء زید را کبک۔ ششم تمیز را و قتیکہ در نسبت فعل یا فاعل یا مفعول ۱۶

ابہامی باشد چوں طاب زید نفسا اما فعل متعدی مفعول بہ را بنصب کنند چوں پوشیدگی ۱۷ خوش شد یا از روی نفس ۱۸ سپر مفعول بہ بنی خواہ ۱۹

ضرب زید عمرو و او این عمل فعل لازم را بنصب شد۔

قول فعل معروف الخ: فعل معروف وہ ہے جسکی نسبت فاعل کی طرف ہو۔ اور اسکو فعل معلوم بھی کہتے ہیں چونکہ اسکا فاعل معلوم
 و معروف ہے تو ایسے ابتدا اسکا یہ نام رکھا گیا جیسے **فَرَبُّ زَيْدٍ** فَرَبُّ فعل معروف ہے کیونکہ اسکی نسبت زَیْدٌ فاعل معلوم کی طرف کی زید نے
 مارا۔ قول لازم الخ: فعل لازم وہ فعل ہے جو صرف فاعل پر تمام ہو جائے اور مفعول پر کو نہ پہلے جیسے **قَامَ زَيْدٌ** میں قَامَ زید نے کھڑا
 ہوا۔ لازم اسم فاعل ہے لغت میں معنی لیٹنے والا چونکہ یہ فعل بھی لیٹنا رہتا ہے اور مفعول پر کو نہیں جاتا ابتدا اسکا یہ نام رکھا گیا۔
 قول متعدی الخ: فعل متعدی وہ فعل ہے جو فاعل کے علاوہ مفعول پر کو بھی پہلے جیسے **فَرَبُّ زَيْدٍ عَمْرُو** میں فَرَبُّ زید نے
 عمرو کو مارا۔ متعدی باب لفعل سے اسم فاعل ہے لغت میں معنی تجاؤ کر کرنا والا چونکہ اس فعل کا اثر فاعل سے تجاؤ کر کے مفعول پر
 تک پہنچتا ہے لہذا اس کو متعدی کہتے ہیں جیسے مثال مذکور میں کہ **زَيْدٌ** کا اثر زید فاعل سے تجاؤ کر کے عمرو مفعول پر تک پہنچتا ہے۔
 قول قائم زید یہ فعل لازم کی مثال ہے اس میں قائم فعل لازم نے زید کو جو اس کا فاعل ہے رفع دیا۔ قول **فَرَبُّ زَيْدٍ** یہ فعل متعدی کی
 مثال ہے اس میں **فَرَبُّ** فعل متعدی نے زید کو جو اس کا فاعل ہے رفع دیا۔

قرنہ شش ام را الخ خلاصہ یہ ہے کہ فعل خواہ لازم ہو خواہ متعدی فاعل کو رفع دیتا ہے اور وجہ اسوں میں مفعول مطلق، مفعول غیر، مفعول کہ، مفعول معہ، حال اور ضمیر کو نصب دیتا ہے، رہا مفعول بہ اس کو نصب صرف فعل متعدی دیتا ہے نہ کہ فعل لازم اس لئے کہ وہ مفعول بہ کہیں چاہتا۔ قولہ قام زید قیام کا (کھڑا ہوا) زید کھڑا ہوا یا قام فعل، اضی، زید اس کا فاعل، قیام، مفعول مطلق، فعل لانے کا فاعل اور مفعول مطلق سے ملکر فعل خبریہ ہوا یہ فعل لازم کی مثال ہے اور ضرب زید ضربنا دارا زید نے مارنا، اس میں ضربنا مفعول مطلق ہے یہ فعل متعدی کی مثال ہے۔ قولہ صمت یوم الجمعۃ دین نے جمعہ کے دن دوزہ رکھا، صمت فعل، اضی، امیں، صمت و جمعہ اس کا فاعل، یوم، مضاف، الجمعۃ مضاف الیہ۔ مضاف اپنے مضافی الیہ سے ملکر مفعول فیہ ظرف زمان ہوا، فعل اپنے فاعل اور مفعول فیہ ظرف زمان سے مل کر فعل خبریہ ہوا۔

قولہ جلست فوقک الخ میں تیرے اوپر بٹھا اجلس فعل با فاعل فوق مضاف کے ضمیر مجرب متصل مضاف الیہ۔
 مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مفعول فی ظرف مکان ہوا، فعل اپنے فاعل اور مفعول فی ظرف مکان سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔
 قولہ جار البرزخ الخ الجلیات دجاء و متبل کے ساتھ آیا ہوا فعل اضرائیہ کے فاعل والجلیات مفعول معہ فعل اپنے فاعل اور
 مفعول معہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ قولہ الجلیات یہ جنت کی جمع مؤنث سالمہ سے لہذا انہیں حالت کفر کے ساتھ ہے۔
 قولہ تم الخ میں زبیکے اگر اکرا کے لئے کھڑا ہوا اقت فعل با فاعل اکرا اکرا مفعول لام حرثی جازہ زید مجرور جار اپنے مجرور
 سے ملکر متعلق ہوا اکرا انکے اکرا اکرا مفعول اپنے متعلق سے مل کر مفعول لہ سو فعل اپنے فاعل اور مفعول لہ سے مل کر
 جملہ فعلیہ خبریہ ہوا قولہ قرئہ الخ میں نے اس کو ادب دینے کے لئے انما قرئت فعل با فاعل قرئہ ضمیر مفعول بہ تارینا
 مفعول لہ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ اور مفعول لہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ قولہ جار زید را کذا زید آیا اس حالت
 میں کہ وہ سوار تھا جباً زید فاعل ذو الحال، را کذا اس سے حال ہے ذو الحال اپنے حال سے مل کر فاعل ہوا۔ فعل
 اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

قول تمیز را وقتیکہ از تمیز یا تفعیل سے مصدر ہے لغت میں بمعنی اٹھانا اصطلاح میں وہ کہہ ہے جو کسی بہن میں سے ایہام کو دھندلے کو دور کرے اور وہ بہن میں یا تو مفرد ہوگی اور اس وقت تمیز ایہام کو مفرد سے دور کرے گی جیسے غندی رطلی زنیٹا جینے رطل غندی ایہام کو دور کیا میرے پاس ایک رطل ہے از روئے نیتوں کے (رطل ایک وزن ہے سات چٹانک کا زنیٹا کہنے سے پیشتر رطل میں ایہام تھا کہ نہ معلوم کھلم کے پاس رطل گئی کہے یا زنیٹوں کا یا کسل درجیز کا جب زنیٹا کو ذکر کیا تو یہ ایہام دور ہو گیا اور معلوم ہو گیا کہ کھلم کے پاس زنیٹوں کے رطل کا ایک رطل ہے نسبت ہوئی خواہ محل میں یا افتاد میں اور اس وقت تمیز نسبت سے ایہام کو دور کرے گی جیسے طاب زنیٹ نفث میں زنیٹا از روئے نفس کے اچھلے نفس کہنے سے پیشتر طاب فعل کی نسبت میں جو زنیٹ فاعل کی طرف ہے ایہام تھا کہ نہ معلوم زنیٹ جو اچھلے وہ از روئے علم کہے ہے نفس کے پاس اور اعتبار سے جب نفسا تمیز کو ذکر کیا تو اس نے اس ایہام کو جو نسبت فعل بفاعل میں تھا دور کر دیا اور معلوم ہو گیا کہ زنیٹا از روئے نفس کے اچھلے ہیں تفعیل سے محکوم بات معلوم ہو گئی کہ تمیز دو چیزوں (یعنی مفرد و نسبت) سے ایہام کو دور کرتی ہے پس قول مصنف "تمیز را وقتیکہ از کمال مطلب ہے کہ فعل جو تمیز کو نسبت دیتا ہے صرف اس تمیز کو دیتا ہے جو نسبت سے ایہام کو دور کرتی ہے جیسے قول مصنف "طاب زنیٹ نفث میں طاب فعل نے نفسا تمیز کو نسبت دیتا ہے بخلاف اس تمیز کے جو مفرد سے ایہام کو دور کرتی ہے اس کو نسبت نہیں دیتا بلکہ اس کو نسبت وہی مفرد دیتا ہے جس سے ایہام دور ہوا ہے اور اس مفرد کو اسم نام کہتے ہیں جیسے مثال مذکور غندی رطل زنیٹا میں زنیٹا اسم نام نے نسبت دیتا ہے۔

فصل بدانکہ فاعل اسمی است کہ بیش از فی فعلی باشد مستند بدان اسم بر طریق قیام فعل

بدان اسم چوں زنیٹ در ضمر زنیٹ مفعول مطلق مصدر نسبت کے واقع شود بعد از فعلی و اس
 مصدر بمعنی آن فعل باشد چوں خبر یا در خبریث خبر یا در قیام اور نسبت قیام اور مفعول فیہ اسمی
 کہ فعل مذکور در و واقع شود اور اطرف کو نید و ظرف برد و کو ناست ظرف زمان چوں یوم
 در صمت یوم الجمعة و ظرف مکان چوں عند درجکت عندک و مفعول مع اسمی کہ مذکور
 باشد بعد از و بمعنی مع چوں و الجبات درجاء البرد و الجبات ای مع الجبات و مفعول لا اسمی
 کہ دلالت کند بر چیز سے کہ سبب فعل مذکور باشد چوں انکوائد رقت انکوائد زنیٹ و حال
 اسمی مکرر کہ دلالت کند بر نسبت فاعل چوں را کبکاء درجاء زنیٹ را کبکاء یا بر نسبت مفعول

چوں مُشَدُّدٌ ادر ضَرْبُ زَيْدٌ اِسْتَدَّوْا۔ یا برہنہات ہر وچوں زاکین در لقیٹ زید
 زاکین۔ و فاعل و مفعول اذوالحال گویند کہ آن غالباً معرّفہ باشد و اگر نکرہ باشد حال را
 مقدم دار ہر چوں جائزنی زاکباز جمل۔ و حال جملہ نیز باشد چنانچہ رَأَيْتُ الْاَمْنُو وَهُوَ زَاكِبٌ
 دریں مقام رابطہ و اذ و ضمیر ضرورت و کلمہ و اوتہنا نیز رابطہ
 و تمیز است کہ رفع ابہام کند از عدد چوں عِنْدِي اَحَدٌ عَشَرَ دُرِّهْمًا یا از وزن چوں عِنْدِي
 رِبْطٌ زَيْتٌ یا الکیل چوں عِنْدِي قَفِيزَانِ مِثْرًا یا از مساحت چوں نَافِي السَّمَاءِ قَدْرٌ رَحِيحَتِ
 روغن زیتون ۱۳ پیمانہ ۱۴ دو قفیز ۱۵ گندم ۱۶
 سَحَابًا۔ و مفعول بہ اسمی است کہ فعل فاعل بر و واقع شود چوں ضَرْبُ زَيْدٌ عَمْرًا۔ بدلہ
 زید زید عمر را ۱۷
 ایں ہمہ منصوبات بعد از تمامی جملہ باشند و جملہ بفعل فاعل تمام شود و بدین سبب
 گویند کہ اَلْمَنْصُوبُ فَخَصْلَةٌ۔

قولہ فاعل اسمی است الخ۔ فاعل لغت میں معنی کر نوالا اصطلاح میں وہ اسم ہے جس کے پہلے فعل ہو یا شبہ فعل جو اسم کی طرف منسوب
 اس طرح سے کہ وہ فعل اس کے ساتھ قائم ہو جیسے ضَرْبُ زَيْدٍ میں زید ایک اسم ہے جس کے پہلے ضَرْبُ فعل ہے جو زید کی طرف منسوب ہے اور
 اس کے ساتھ قائم ہے اور اس پر واقع نہیں ہے (زید نے مارا) شبہ فعل کی مثال جیسے زَيْدٌ نَافِيٌ اَمْنُو دُرِّدِ کَابِ کَلَّا
 ہونے والہ ہے) اسمیں قائم شبہ فعل ہے اور ابوہریرہ کہنا صافی اس کا فاعل ہے قولہ مند بان اسم۔ اس قید سے سب مفعول خارج
 ہو گئے۔ البتہ مفعول مالم یسم فاعل جس کو نائب فاعل بھی کہتے ہیں داخل رہا کیونکہ فعل اس کی طرف بھی منسوب ہے جیسے ضَرْبُ
 زَيْدٍ میں دار الگیا زید ہذا طریق قیام فعل ہاں اسم کی قید لگائی یعنی وہ فعل اس اسم کی طرف منسوب اس طرح سے ہو کہ فعل
 کا قیام اس اسم کے ساتھ ہو۔ پس اس قید سے مفعول مالم یسم فاعلہ خارج ہو گیا اس لئے کہ فعل اس کے ساتھ قائم نہیں ہوتا
 ہے بلکہ اس پر واقع ہوتا ہے۔

قولہ قیام فعل الخ۔ فعل کے اسم کے ساتھ قائم ہونے کی دو صورتیں ہیں یا تو فعل اس اسم سے صادر ہو جیسے ضَرْبُ زَيْدٍ
 میں ضرب زید سے صادر ہوتا ہے یا صادر نہ ہو جیسے اَتَتْ زَيْدٌ زَيْدٌ مَرَّتًا اور طَالَ عَمْرٌ و لَمَّا ہو گیا۔ قولہ مفعول
 مطلق وہ مصدر ہے جو فعل کے بعد آئے اور اس فعل کے معنی میں ہو جیسے ضَرْبُ زَيْدٍ ضَرْبُ زَيْدٍ مطلق ہے جو مصدر
 ہے اور ضَرْبُ زَيْدٍ فعل کے بعد ہے اور اس فعل کے معنی میں ہے (مارا میں نے مارنا) مصدر کا فعل کے معنی میں ہونے سے یہ مراد
 نہیں ہے کہ جو فعل کے معنی میں وہ بعینہ اس کے معنی ہوں اس لئے کہ فعل میں معنی پرستل ہوتا ہے۔ اول معنی مصدری دوم
 زمان اور سوم فاعل کی طرف نسبت۔ اور مصدر میں معنی نہیں پائے جلتے بلکہ مراد یہ ہے کہ مصدر اس فعل کے مصدر کے معنی

ہو غلام یہ ہے کہ معنی مصدری دونوں کے ایک ہوں اور جیسے قرئتاً میں قرأتاً مفعول مطلق ہے (کھڑا ہوا میں کھڑا ہوا)
 قول بعد از فعلی الخ اس قید سے اس مصدر سے احتراز ہے جو فعل کے بعد نہیں ہے پس وہ مفعول مطلق نہیں ہوگا جیسے انقرض
 واقعہ مکی زید میں انقرض مصدر ہے لیکن مفعول مطلق نہیں ہے۔ قول یعنی آل الخ اس قید سے اس مصدر سے احتراز ہے
 جو فعل کے بعد نہیں ہو لیکن فعل کے معنی میں نہ ہو جیسے قرئتہ تبارک میں تبارک کے معنی قرئتہ کے معنی کے غیر ہیں مفعول
 مطلق کبھی باعتبار لفظ اپنے فعل سے معارض ہو سکتا ہے خواہ یہ مغایرت باعتبار مادہ ہو جیسے قدرت جگوشا میں رہیٹھا
 میں رہیٹھا اس میں جلو شام مفعول مطلق کا مادہ اور ہے اور قدرت فعل کا مادہ اور لیکن وہ اس کے معنی میں فرد ہے۔
 یا باعتبار باب جیسے اُنْبَتَ اللہ نباتاً میں (اگایا اس کو اللہ تبارک نے) اگانا اس میں نباتاً مفعول مطلق کا مادہ اور
 اُنْبَتَ فعل کا مادہ تو ایک ہی ہے لیکن باب دونوں کے مختلف ہیں اس لئے کہ اُنْبَتَ باب افعال سے ہے اور نباتاً مصدر
 باب نقرس کے معنی کے اعتبار سے وہ ہمیشہ فعل مذکور کے مراد ہوگا اس واسطے مصنف نے معنی کی قید لگائی ہے۔
 فاعلاً مفعول مطلق میں طرف سے مستعمل ہوئے اول فعل کی تائید کے واسطے جیسے قرئت قرأتاً۔ انقرض قرأتاً
 نہ کہتا تو سننے والا خیال کرتا کہ شاید جازاً قرئت کہیاد و حقیقت میں مالانہ ہو اور زجر وغیرہ کیا ہو جب قرأتاً کہا تو
 معلوم ہو گیا کہ قرئت حقیقی مراد ہے۔ دوم بیان نوع کے لئے جیسے جَلَسْتُ جَلَسْتُ انقاری (بکسر جیم) میں قاری کا سا
 بیٹھا بیٹھا سوم بیان عدد کے لئے جیسے جَلَسْتُ جَلَسْتُ (بفتح جیم) بیٹھا میں ایک دفعہ بیٹھا ہے
 الْفَعْلَةُ لِلْمَرْءِ وَالْفَعْلَةُ لِلْحَالَةِ ۖ وَالْفَعْلَةُ لِلْقَدَرِ وَالْفَعْلَةُ لِلْأَلَةِ

قول مفعول نہ اس کی سزا مفعول قرءہ ام ہے جس میں فعل یعنی قرئتہ مذکور واقع ہوا اور اس کو ظرف بھی کہتے ہیں اور فعل سے پہلے مفعول انقرض یعنی
 مصدر مفعول جیسے کہ ہم نے اس کی تائید کر دی ہے کہ مطلقاً اور یہ صحت کبھی تو صراحتہ مذکور ہوگا جیسے انجیہ قرئتہ یوم الجمعہ جمعہ کے دن
 تیرے مارنے نے مجھے تعجب میں ڈالا اس مثال میں یوم الجمعہ مفعول قرئتہ سے جس میں صحت یعنی قرئتہ صراحتہ مذکور ہے واقع ہوتی ہے اور
 کبھی فعل کے متعلق نہ مذکور ہوگا جیسے قرئتہ یوم الجمعہ دیں نے جمعہ کے دن مالانہ میں یوم الجمعہ مفعول قرئتہ سے جس میں صحت یعنی قرئتہ
 اس قید سے تمام وہ اسمے زمان و مکان مل گئے جن کا وہ فعل جو ان میں کیا گیا ہے مذکور نہ ہو جیسے یوم الجمعہ یوم
 طیب (جمعہ کا دن) اجماعاً دن ہے اس م الجمعہ مرکب اضافی مبتدایہ اور یوم طیب مرکب توصیفی خبر پس یوم الجمعہ
 میں کوئی نہ کوئی فعل فرد کر کیا جاتا ہے لیکن یہاں وہ مذکور جس سے لہذا یہ ظرف بمعنی اصطلاحی نہیں ہے۔ البتہ وہ ظرف
 معنی ہر وہ چیز جو زمان یا مکان پر دلالت کرنے کے اعتبار سے ظرف ہے قول ظرف زمان الخ یعنی وہ زمانہ جس میں فعل
 مذکور واقع ہو۔ قول ظرف مکان الخ یعنی وہ مکان جس میں فعل مذکور واقع ہو۔ ظرف کے لغوی معنی برتن کے ہیں جیسے
 برتن میں چیز رکھی جاتی ہے اسی طرح زمان و مکان میں فعل واقع ہوتا ہے۔

قول مفعول مع اسمی است الخ مفعول معہ وہ اسم ہے جو واسطے مع کے بعد فاعل یا مفعول کی مصاحبت کے
 لئے آئے جیسے قول جاء المرء والیاء (جاءہ جیوں کے ساتھ آیا) اس میں والیاء مفعول معہ کی مصاحبت

یوم جمعہ یوم طیب

اُزید فاعل کے ساتھ ہے اور جیسے گفتگ و زید اور زید کا بیٹہ محمد کو مع زید کے ایک درہم اس میں وزید مفعول کی نسبت
 کہ مفعول کے ساتھ ہے۔ قول بعد از داوا الخ اس قید سے وہ اسم خارج ہو گیا جو غیر داو کے بعد ہو۔ مثلاً قایا لفظ مع کے بعد
 ہو پس وہ مفعول نہ نہیں ہو گا جیسے جائز زید فاعل و زید آپس عمداً آیا اور جنت مع زید میں زید کے ساتھ آیا
 قول مفعول لہا کسی مست الخ مفعول لہ وہ اسم ہے جو اس چیز پر دلالت کرے جو فعل مذکور کا سبب ہو۔ دوسرے
 الفاظ میں اس طرح سمجھو کہ وہ اسم ہے جس کی وجہ سے فعل مذکور واقع ہو جیسے قمت زید فاعل و زید میں زید کے اکرام کی وجہ
 سے کھڑا ہوا اس میں اکرام مفعول لہ قمت کا ہے۔ اکرام کی وجہ سے قیام واقع ہوا ہے وہ اکرام کے ساتھ مذکور ہے۔
 قول حال اس مست الخ حال وہ اسم مکرہ ہے جو فاعل یا مفعول بہ یا دونوں کی ہیئت پر دلالت کرتا ہے جیسے قول
 ہذا فاعل زید فاعل یا مفعول بہ۔ دوسرے پاس زید آیا اس حال میں کہ وہ سوار تھا۔ اردو محاورے میں اس طرح
 کہیں گے کہ زید سوار ہو کر آیا اس میں راگینہ فاعل کی ہیئت و حالت کو بیان کیا ہے کہ زید کا نام سوار ہونے کی حالت
 میں تھا۔ اور جیسے قول قمت زید فاعل و قمت نے زید کو مارا اس حال میں کہ وہ بندھا ہوا تھا۔ حال نے زید مفعول کی
 حالت کو بیان کیا ہے اس کا پٹا بندھے ہوئے ہونے کی حالت میں تھا۔

ترکیب: خبر مبتدئ فعل با فاعل زید مفعول بہ ذوالحال، مشدوذا صیغہ اسم مفعول حال، ذوالحال اپنے
 حال سے مل کر مفعول بہ ہوا فعل اپنے فاعل اور مفعول سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ اور جیسے قول یقینت زید فاعل
 (میں زید سے ملا اس حال میں کہ ہم دونوں سوار تھے) اس میں راگینہ خبر فاعل اور زید مفعول بہ دونوں
 سے حال ہے۔

ترکیب: لقی فعل، ضمیر فاعل ذوالحال، زید مفعول بہ ذوالحال، راگینہ دونوں سے حال ہے
 ذوالحال اپنے حال سے ملکر فاعل ہوا زید اپنے حال سے مل کر مفعول بہ ہوا فعل اپنے فاعل و مفعول سے ملکر جملہ فعلیہ
 خبریہ ہوا۔

قول فاعل و مفعول را الخ فاعل اور مفعول بہ کو ذوالحال کہتے ہیں اس لئے کہ ذوالحال لغت میں معنی حال
 والا۔ چونکہ ان کی حالت بیان کی جاتی ہے لہذا یہ حال والے ہوتے۔

قول وآل غالباً مفرد باشد الخ یعنی ذوالحال اکثر مفرد ہوتا ہے جیسا کہ تم نے اشد مذکورہ میں دیکھا اور اگر ذوالحال مکرہ
 ہو تو اس وقت حال کو ذوالحال سے مقدم لانا واجب ہے تاکہ نفس حالت میں صفت سے التباس نہ ہو جیسے راگینہ
 زید راگینہ میں نے ایک مرد کو دیکھا اس حال میں کہ وہ سوار تھا اس مثال میں راگینہ جملہ کی صفت بھی ہو سکتا ہے
 اور حال کی صورت میں حال کو اس پر مقدم نہ کہتے ہیں اور راگینہ راگینہ کہتے ہیں اور اس صورت میں صفت
 سے التباس نہیں ہو گا اس لئے کہ صفت اپنے موصوف سے مقدم نہیں ہوتی اور بحالت رفع کو التباس نہیں ہوتا
 لیکن طرذالباب مقدم رکھتے ہیں۔

قولہ جانی الخ۔ ترکیب :- جانی فعل ناقص کا، تہی حکم مفعول بہ تاکلیف حال مقدم، رحملاً ذوالحال مؤخر ذوالحال مؤخر اپنے حال مقدم سے مل کر فاعل ہوا، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔
 قولہ و حال جملہ نیز باشد الخ۔ اور کبھی حال جملہ خبریہ ہوتا ہے بخلاف جملہ انشائیہ کے کہ وہ حال نہیں ہوتا جیسے قولہ رأیت الذمیر مؤخر اکبٹ دیں نے امیر کو دیکھا۔ اس حال میں کہ وہ سوار تھا، رأیت فعل با فاعل، الامیر ذوالحال، واؤ حالیہ، ہوتا، اکبٹ خبر مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر حال ہوا ذوالحال اپنے حال سے مل کر مفعول بہ ہوا، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ خبریہ ہوا۔

قولہ تمیز اسمی ست الخ تمیز وہ اسم ہے جو کسی بہم چیز سے ایہام و پوشیدگی کو دور کرے اور وہ چیز جس سے تمیز ایہام کو دور کرتی ہے یا تو مفرد ہوگی یا نسبت۔ جیسا کہ گذر چکا اور وہ چیز جس سے ایہام دور ہوتا ہے اس کو تمیز (بمعنی اسم مفعول) کہتے ہیں۔ مصنف مفرد اس تمیز کی مثالیں لائے ہیں جو صرف مفرد سے ایہام کو دور کر رہی ہے اور صہ مفرد بہم یا تو مقدار ہوگی یا غیر مقدار مصنف مفرد میں سے بھی مفرد مقدار کی مثالیں لائے ہیں پس مفرد مقدار یا تو عدد ہوگا جیسے قولہ عنیدی اعد عشر درہم میرے پاس کیا دو درہم ہیں اس میں درہم تمیز نے احد عشر سے (جو کہ عدد ہے) ایہام کو دور کیا ہے۔

ترکیب :- عند مضاف، الیہ متکلم مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مفعول فیہ ہوا ثابت مقدار کا ثابت اپنے مفعول فیہ سے مل کر خبر مقدم ہوئی، احد عشر نیز درہم تمیز درہم ایہامی تمیز سے مل کر مبتدا مؤخر ہوئی، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ یا وزن ہوگا جیسے قولہ عنیدی رطل زرہ میرے پاس ایک رطل ہے اذن وزن زرہ رطل کے اس میں زرہ لائے رطل سے (جو کہ وزن ہے) ایہام کو دور کیا ہے۔

ترکیب :- عندی مرکب اضافی ظرف ہے ثابت مقدار کا ثابت اپنے مفعول فیہ سے مل کر خبر مقدم ہوئی رطل نیز، زرہ تمیز نیز ایہامی تمیز سے مل کر مبتدا مؤخر ہوئی، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ یا کلیل ہوگا یعنی پیانا جیسے قولہ عنیدی قفیران برآ (میرے پاس دو قفیران) (دو گھوڑے) (گے) قفیران تنہیہ قفیر کا ہے اور ایک پیانا ہے۔ ۵۷۰ مثال کا جو لکھتے کہ سیر کے حساب سے تخمیناً ۲۸ سیر کا ہوتا ہے۔ اس میں برآ تمیز نے قفیران سے (جو کلیل ہے) ایہام کو دور کر دیا ہے۔

ترکیب :- عندی مرکب اضافی مفعول فیہ ہوا ثابت مقدار کا ثابت اپنے مفعول فیہ سے مل کر خبر مقدم ہوئی قفیران نیز، برآ تمیز نیز ایہامی تمیز سے مل کر مبتدا مؤخر ہوئی، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ یا مساحت دیکھیں مساحت میں یعنی زمین کا اپنا ہوگی جیسے قولہ لانی السماء قدرنا حجة سحابا آسمان میں متعلی کے انداز کے مانند بر نہیں ہے اس میں سحابا تمیز نے قدرنا حجة سے (جو کہ مساحت ہے) ایہام کو دور کر دیا ہے۔

ترکیب :- آئنبہ بلیس، فی السماء جار مجرور متعلق ثابتاً مقدار کے۔ ثابتا اپنے متعلق سے مل کر خبر مقدم

ہوئی۔ قدرِ راحت مرکب اضافی میں سبب یا تمیز، مبتلا بنی تیز سے ل کر اسم مؤخر ہوا، لپٹا سم مؤخر اور خبر مقدم سے مل کر جملہ اسید خبریہ ہوا۔

اولاس تمیز کی مثال جو مفرد غیر مقدار سے ابہام کو دور کرتی ہے جیسے 'بنا خاتم مدینہ' ادیہ انکوٹھی ہے از روئے لوبہ کے، اس میں خدینا تمیز نے خاتم سے جو کہ مفرد غیر مقدار ہے، ابہام کو دور کیا ہے۔ خاتم میں ابہام تھا کہ نہ معلوم انکوٹھی چاندی کی ہے یا لوبہ کی یا کسی اور چیز کی، خدینا نے اس ابہام کو دور کر دیا ہے۔ لیکن مفرد غیر مقدار کی تمیز میں جبراً اضافت زیادہ ہے اور خاتم خدینا میں خاتم صدید زیادہ مستعمل ہے۔

قولہ مفعول بہ اس میں مست الحذف مفعول بہ وہ اسم ہے جس پر فاعل کا فعل واقع ہو۔ جیسے 'قرب زید عمر' فاعل زید نے عمر کو مارا، اس میں عمر و مفعول بہ ہے جس پر زید فاعل کا فعل جو کہ ضرب ہے واقع ہوا ہے۔ قولہ بدایں ہمہ الحذف جانا چاہیے کہ جملہ فعلیہ فعل اور فاعل سے تمام ہو جاتا ہے اور اس وقت جملہ فعلیہ کے جملہ ہونے کے لئے کسی اور چیز کی ضرورت نہیں، اس لئے کہ جملہ کے تمام ہونے کے لئے مسند الیہ اور مسند کا ہونا کافی ہے اور اس میں یہ دونوں موجود ہیں لہذا جملہ میں منصوبات کا ذکر جملہ کے تمام ہونے کے بعد ہو گا۔ اسی وجہ سے کہ یہ جملہ زائد ہوتے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ 'المفعول فاعلہ' و 'مفعول زائد پیر ہے' اور 'فعلہ' بفتح فار یعنی زیادہ ماندہ از چیز ہے۔

سوالات :- ان مثالوں میں فاعل اور مفعول اور مفعول کی قسمیں اور حال اور تمیز کو بتاؤ۔
جَلَسَ زَيْدٌ أَمَامَ الْأُمِّيرِ، ضَرَبْتُ زَيْدًا أَجَالَئًا، أَذْكَرُكُمْ وَاللَّهِ، ذَكَرْتُ أَكْثَرُكُمْ، إِيَّاكَ
رَأَيْتُ أَحَدَ عَشَرَ كَوْبًا، أَنَا أَكْثَرُ مِنْكَ مَالًا، لَا تَقْتُلُوا أَيُّوسَ، أَجَاءَ الْبُرْدُ
وَالطَّيْلُ السَّيْرِ، أَتَى زَيْدٌ بَاكِيًا، صُنْتُ يَوْمَ الْحَمْدِ، جَلَسْتُ قَوْلَكَ، جَلَسْتُ يَوْمًا
بِزِيَارَتِهِ، جَلَسَ زَيْدٌ جِلْسَةَ الْوُدِّ، ضَرَبْتُ زَيْدًا تَادِيًا، فَازَ قُوْنَا عَظِيمًا.

فصل بدانکہ فاعل بر دو قسم است منظر چوں ضرب زید۔ و مضمر بار چوں

ضربت و مضمر مستتر یعنی پوشیدہ چوں زید ضرب کہ فاعل قرب ہواست

در ضرب مستمر

بدانکہ چوں فاعل مونس حقیقی باشد یا ضمیر مونس علامت تانیث در

فعل لازم باشد چوں قامت دهند و دهند قامت ای ہی۔ و در منظر مونس غیر حقیقی

و در منظر جمع نکمیر و وجہ روا باشد چوں طَلَعَتِ الشَّمْسُ وَ طَلَعَتِ الشَّمْسُ
وَقَالَ الرَّجَالُ وَ قَالَتِ الرَّجَالُ۔

قولہ فاعل بر دو قسم است الخ۔ فاعل کی دو قسمیں ہیں۔ اول منظر، جیسے عَبَّ زَيْنٌ میں زَيْنٌ فاعل منظر ہے۔ دوم مفعول پھر مفعول کی دو قسمیں ہیں اول بارز، جیسے ضَرَبْتُ میں ت فاعل مفعول بارز ہے۔ بارز اسم فاعل ہے بمعنی ظاہر ہونے والا، چونکہ ضمیر ظاہر لفظوں میں ہوتی ہے لہذا اس کا یہ نام رکھا گیا۔ دوم مستتر، جیسے زَيْنٌ ضَرَبَ کہ ضَرَبَ فعل کا فاعل ہو ضمیر اس میں مستتر ہے جو زید کی طرف لوٹتی ہے۔ مستتر اسم فاعل کا صیغہ ہے بمعنی چھپنے والا، مصدر استعارہ ہے اور اسْتَيْتَرَ لازم ہے لہذا مُسْتَتَرٌ بمعنی اسم مفعول جیسا کہ اکثر زبان زحمہ۔ حتیٰ کہ شرح مائتہ عامل کلاں مطبوعہ نظامی کے غشی نے بھی مفعول کو صیغہ بتلایا ہے صحیح نہیں ہے۔ قولہ چوں فاعل الخ۔ فعل کا فاعل اگر مفرد منظر مؤنث حقیقی بغیر فصل سے متصل ہو یا وہ ضمیر جو مؤنث حقیقی یا غیر حقیقی کی طرف لوٹتی ہے تو ان تینوں صورتوں میں فعل میں علامت تانیث واجبہ ہے، جیسے قَامَتْ هُنْدٌ (ہندہ کھڑی ہوئی) اس میں هُنْدٌ مفرد منظر مؤنث حقیقی قَامَتْ کا فاعل ہے اور اپنے فعل سے ملی ہوئی ہے۔ وَ هُنْدٌ قَامَتْ اس میں قَامَتْ کا فاعل ضمیر رہی ہے جو ہندہ مؤنث حقیقی کی طرف لوٹتی ہے۔ اور الشَّمْسُ طَلَعَتْ (آفتاب طلوع ہوا) اس میں طَلَعَتْ کا فاعل ضمیر رہی ہے جو سورج غیر حقیقی کی طرف لوٹتی ہے اور یہ وجہ ہندہ مؤنث حقیقی کی صورت میں تو اس لئے ہے کہ اس کی تانیث لفظاً اور معنی دونوں اعتبار سے ہے۔ لہذا یہ دوسروں سے زیادہ قوی ہے۔ پہلے اس نے اپنی قوت کی وجہ سے فعل میں اثر کیا۔ اور ضمیر مؤنث حقیقی اور غیر حقیقی کی صورت میں اس لئے ہے کہ ان کا مرجع مؤنث ہے اور ضمیر مرجع کے موافق ہوا کرتی ہے۔

قولہ در مؤنث الخ۔ یعنی فعل کا فاعل اگر منظر مؤنث غیر حقیقی ہو یا مفرد منظر مؤنث حقیقی یا فصل ہو یعنی اپنے فعل سے فاعل سے واقع ہو، بائیں طور کہ ان کے درمیان کوئی اور چیز آگئی ہو جس سے ان میں فصل واقع ہو گیا ہو تو ان دونوں صورتوں میں علامت تانیث کا فعل میں لگنا جائز ہے واجب نہیں۔ جیسے طَلَعَتِ الشَّمْسُ وَ طَلَعَتِ الشَّمْسُ۔ اس میں الشَّمْسُ مؤنث غیر حقیقی ہے جو طلوع فعل کا فاعل ہے۔ اور جیسے حَقَرْتُ الْقَافِيَّ امْرَأَةً کہ عورت قافیہ کے پاس حاضر ہوئی اس میں امْرَأَةً مؤنث حقیقی ہے جو حَقَرْتُ کا فاعل ہے الْقَافِيَّ مفعول بہ۔ یہ پیچ میں آجانے کی وجہ سے اپنے فعل سے فاعل سے واقع ہوئی ہے اور یہ جواز تانیث پہلے میں اس لئے ہے کہ اس کی تانیث باعتبار لفظ

ہے نہ کہ باعتبار معنی۔ لہذا تذکرہ تائید کے جواز میں لفظ اور معنی دونوں کی طرف نظر ہے اور دوسرے میں اس وجہ سے ہے کہ فعل کی وجہ سے تائید فاعل فعل میں اثر نہیں کرتی۔ قولہ ودر مظہر جمع الخ اور فعل کا فاعل اگر مظہر جمع تکثیر ہو یا جمع مؤنث سالم تو اس وقت بھی فعل میں علامت تائید کا لگنا ناجائز ہے۔ جیسے قَالَ الرَّجُلُ قَالَ الرَّجُلُ آدَمِیوں نے کہا، اس میں الرَّجُلُ جمع تکثیر ورجل کی ہے یہ جمع تکثیر مذکر کی مثال ہے اور جیسے قَالَ نِسْوَةٌ وَاَلَتْ نِسْوَةٌ جمع تکثیر امراۃ کی ہے یہ جمع تکثیر مؤنث کی مثال ہے اور جیسے جَاءَ الْمُؤْمِنَاتُ وَجَاءَتْ الْمُؤْمِنَاتُ (ایمان والی عورتیں آئیں) یہ جمع مؤنث سالم کی مثال ہے

قسم دوم مجہول، بدانکہ فعل مجہول بجائے فاعل مفعول بہ را بر رفع

کند و باقی را بنصب چوں ضَرَبَ زَيْدٌ يَوْمَ الْجُمُعَةِ أَمَامَ الْأَمِيرِ ضَرْبًا ^{باقی مفعولات را ۱۲} ^{مفعول فی ظرف زمان ۱۳} ^{ظرف مکان ۱۴}
 نَشَدَ يَدَاكَ اِرْقَاكَ تَادِيَةً وَحَشْبَةً - ^{مفعول مطلق ۱۲} ^{جاء مجرور متعلق بضرِبَ ۱۳} ^{مفعول مدہ ۱۴} ^{مفعول مطلق ۱۵}
 گویند و مرفوعش را مفعول ماکم دَلِیْمٌ فاعلہ گویند۔ ^{ای فعل مفعول یکہ ذکر نہ کر دہ شد} ^{جہ ۱۵}

قولہ فعل مجہول الخ فعل مجہول وہ فعل ہے جس کا فاعل حذف کیا گیا ہو اور مفعول کو اس کے قائم مقام کر دیا گیا ہو جیسے ضَرَبَ زَيْدٌ یُنْیٰ ضَرْبًا فاعل مجہول ہے جس کا فاعل حذف کر کے زید مفعول بہ کہ اس کے قائم مقام کر دیا، دوسرے الفاظ میں یوں سمجھو کہ فعل مجہول وہ ہے جس کی نسبت مفعول کی طرف ہو جیسے مثال مذکور میں ضَرَبَ فعل مجہول کی نسبت زید مفعول بہ کی طرف ہے جو کہ نائب فاعل ہے۔ (زید مارا گیا) مجہول اسم مفعول ہے بمعنی نامعلوم، چونکہ اس فعل کا فاعل ذکر نہ کئے جانے کے وجہ سے نامعلوم ہوتا ہے لہذا اس کو مجہول کہتے ہیں۔ فعل مجہول فعل معروف سے بنایا جاتا ہے اور فعل متعدي کے ساتھ خاص ہے فعل لازم سے نہیں آتا۔

قولہ بجائے فاعل مفعول بہ را الخ فعل مجہول کا مفعول بہ کو رفع اور باقی تمام مفاعیل کو نصب دینا اس وقت ہے کہ جب مفاعیل کے ساتھ مفعول بہ بھی ہو۔ جیسے قولہ ضَرَبَ زَيْدٌ الخ میں، زید جو فعل معروف میں مفعول بہ تھا اور منصوب مثال مذکور میں اور مفاعیل کے ساتھ پایا گیا پس ضَرَبَ فعل مجہول نے زید مفعول بہ کو رفع دیا اور باقی مفاعیل کو نصب،

ترکیب :- ضرب فعل مجہول، زید نائب فاعل، یوم مضاف، الجمعۃ مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف
 الیہ سے مل کر ظرف زمان ہوا، امام مضاف، الامیر مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر ظرف
 مکان ہوا، ضرباً موصوف شدیداً صفت، موصوف اپنی صفت سے مل کر مفعول مطلق ہوا، فی حرف
 جار، وار مضاف، ہضمیر مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مجرور ہوا جار کا، جا اپنے
 مجرور سے مل کر متعلق ہوا ضرب فعل کے، تا دینا مفعول لہ، والخصیۃ مفعول معہ، فعل اپنے نائب
 فاعل اور تمام مفاعیل اور متعلق سے مل کر حملہ فعلیہ خبر ہوا مارا گیا زید جمع کے دن امیر کے سامنے
 سخت مارا جانا اس کے گھر میں لکڑی ادب دینے کے لئے (لیکن اگر کلام میں مفعول بہ کے علاوہ تمام
 مفاعیل جو نائب فاعل بن سکتے ہیں، پائے جائیں تو اس وقت اعتقاد ہے کہ جس کو بھی چاہو نائب
 فاعل بنا کر مفعول پڑھو اور باقی کو منصوب جیسے ذہب بزرید امام الامیر ذہباً شدیداً فی وار
 دلے جایا گیا زید امیر کے سامنے لے جایا جانا سخت اس کے گھر میں اس مثال میں مفعول بہ کے علاوہ
 اور مفاعیل پائے جا رہے ہیں پس ان میں سے جس کو بھی چاہو نائب فاعل بنا کر مفعول پڑھ سکتے
 ہو اور باقی کو منصوب۔

قولہ فعل ما کم یستم فاعلہ (فعل اس مفعول کا جس کے فاعل کا نام نہیں لیا گیا، ما سے مراد مفعول
 ہے۔ فعل مجہول کا یہ دوسرا نام ہے قولہ مفعول ما کم یستم فاعلہ مفعول اس فعل کا جس کے فاعل
 کا نام نہیں لیا گیا، ما سے مراد فعل ہے اس کا نام نائب الفاعل بھی ہے۔ فاعل کا قائم مقام،
 سوالات :- ان مثالوں میں فاعل کی قسمیں اور مفعول ما کم یستم فاعلہ بتاؤ۔
 مَا جَاءَ خَالِدٌ، كَتَبَ عَلَيْكُمْ الْقِيَامَ، زَيْدٌ أَكَلَ، قَرِئْنَا الْمَاءَ، أَجِلَ لَكُمْ
 لَسْكَ الْقِيَامَ الرَّكْثَ، أَقْرَبَتِ السَّاعَةُ، يُرِيدُ اللَّهُ بِكُمْ الْيُسْرَ ضَاقَتْ
 الْأَكْمُضُ، قَالَ نِسْوَةٌ، قَتَلَ خَالِدٌ يَوْمَ الْجُمُعَةِ قَوْقَ السَّطْحِ۔

فصل بدانکہ فعل متعدی بر چہار قسم است۔ اول متعدی بیک مفعول

چوں ضرب زید عمراً۔ دوم متعدی بدو مفعول کہ اقتصار بیک مفعول

روا باشد چوں اَعْطَى وَأَنْجَحَ در معنی او باشد چوں اَعْطَيْتَ زَيْدًا دَرْهَمًا

وایں جا اَعْطَيْتُ زَيْدًا نیز جائزست، سوم متعدی بد و مفعول کہ اقتصار
 یا اَعْطَيْتُ در ہما ۱۲
 بیک مفعول روانیا شد۔ وایں در افعال قلوب است چوں عَلِمْتُ
 حذف ہر دو و متجاہزست ۱۳

وَفَعَلْتُ وَحَبِيبْتُ وَخَلْتُ وَرَعَمْتُ وَرَأَيْتُ وَوَجَدْتُ چوں عَلِمْتُ زَيْدًا
 دانستم زید را فاعل ۱۴
 فَاضِلًا وَظَنَنْتُ زَيْدًا اَعَالِيًا چہارم متعدی بسہ مفعول چوں اَعْلَمْتُ وَاَرَى
 گمان کردم زید را عالم ۱۵

وَانْبَأُ وَاُخْبِرُ وَخَبِرْتُ وَنَبَأْتُ وَحَدَّثْتُ چوں اَعْلَمَ اللّٰهُ زَيْدًا اَعْمَرًا
 فَاضِلًا۔ بدانکہ ایں ہمہ مفعولات مفعول بہ اند و مفعول دوم در باب
 عَلِمْتُ و مفعول سوم در باب اَعْلَمْتُ و مفعول لہ و مفعول
 معہ را سبجائے فاعل نتوانند نہاد و دیگر ہا را شاید۔ و در باب
 اَعْطَيْتُ مفعول اوّل بمفعول ما کم کیستم فاعلہ لائق تر باشد از مفعول دوم

قول متعدی بر چہار الم مفعول کہ فاعلہ فعل متعدی چارم پر ہے اوّل متعدی بیک مفعول جیسے قَرَبْتُ زَيْدًا عَمْرًا
 (زید نے عمرو کو مارا) اس میں قرب فعل ایک مفعول کی طرف متعدی ہے زید اس کا فاعل ہے اور عمرو مفعول بہ،۔
 دوم متعدی بد و مفعول کہ جس میں ایک مفعول پر اقتصار جائز ہے جیسے اَعْطَيْتُ کہ یہ دو مفعول کی طرف متعدی
 ہوتا ہے جن میں سے کسی ایک مفعول پر اقتصار جائز ہے جیسے اَعْطَيْتُ زَيْدًا اِدْرِبًا میں نے زید کو ایک
 درہم عطا کیا، پس اس میں اَعْطَيْتُ زَيْدًا ابھی جائز ہے اور اَعْطَيْتُ اِدْرِبًا ابھی اور یہ اس لئے جائز ہے
 کہ اَعْطَيْتُ اور اس جیسے اور فعل متعدی کے دونوں مفعول باعتبار ذات کے متاثر ہوتے ہیں دیکھو مثال
 مذکور میں زَيْدًا اور جُزْءًا دونوں مفعول باعتبار ذات کے متاثر ہیں لہذا کسی ایک کے ذکر سے اور

دوسرے کے حذف سے کوئی قربانی لازم نہیں آتی، قول چوں اُعطی و آنچه در معنی الخ جیسے اُعطی اور وہ جو اُعطی کے معنی میں ہو دو مفعول کی طرف متعدی ہوتا ہے جن کے دو مفعولوں میں سے کسی ایک مفعول پر اقتصار جاتا رہے۔ اور قول مصنف آنچه در معنی او باشد سے مراد ہر وہ فعل ہے جس کے معنی اُعطی کے معنی کی طرح دو مفعولوں کو چاہتے ہوں، اور افعال قلوب سے نہ ہوں جیسے کسوت زیداً مجباً میں نے زید کو جبہ پہنایا، اور جیسے سلبت زیداً انو مجباً میں نے زید سے کپڑا چھینا۔

ترکیب :- اُعطیت فعل با فاعل زیداً مفعول بہ اول، در ہما مفعول بہ ثانی، فعل اپنے فاعل اور دونوں مفعولوں سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا، سوم متعدی بہ دو مفعول کہ جس میں ایک مفعول پر اقتصار جاتا نہیں ہے اور یہ افعال قلوب میں ہوتا ہے جیسے عَلِمْتُ زیداً فاضلاً میں نے زید کو فاضل یقین کیا، پس اس میں عَلِمْتُ زیداً یا عَلِمْتُ فاضلاً کہنا جائز نہیں ہے اس لئے کہ اس جگہ دونوں مفعول بمنزلہ ایک اسم کے ہیں، اس وجہ سے ان کا مفعول بہ حقیقہ مضمون جملہ ہوتا ہے۔ اور مضمون جملہ سے مراد مفعول ثانی کا مصدر ہے جو مفعول اول کی طرف مضاف ہو جیسے عَلِمْتُ زیداً فاضلاً بمعنی عَلِمْتُ زیداً زید ہے (میں نے زید کی فضیلت کا یقین کیا) پس ایسی صورت میں اگر دونوں میں سے کسی ایک کو حذف کیا جائے تو ایسا ہوگا جیسا کہ ایک کلمہ کے بعض اجزاء حذف کر دیئے گئے البتہ قرینہ پائے جانے کے وقت دو لال مفعولوں کو اکٹھا حذف کرنا جائز ہے۔

قول افعال قلوب الخ قلوب جمع قلب کہ ہے، یعنی دل، چونکہ ان افعال میں یقین اور ظن کے معنی پائے جلتے ہیں اور ان معنی کا تعلق قلب سے ہے نہ کہ اعضاء ظاہری سے لہذا ان کا نام افعال قلوب ہے پس عَلِمْتُ اور رَأَيْتُ اور وَجَدْتُ یقین کے معنی میں آتے ہیں جیسے عَلِمْتُ زیداً اَیْنُا میں نے زید کو امانت دار یقین کیا اور رَأَيْتُ زیداً فاضلاً میں نے زید کو فاضل یقین کیا، یہاں رویت سے مراد رویت قلبی ہے جو علم کا درجہ ہے۔ وَجَدْتُ زیداً فاضلاً (میں نے زید کو فاضل یقین کیا) اور ظَنَنْتُ اور حَسِبْتُ اور خَلْتُ ظن و گمان کے معنی میں آتے ہیں، جیسے ظَنَنْتُ زیداً اَیْنُا میں نے زید کو عالم گمان کیا، اور حَسِبْتُ زیداً اَکْثَباً میں نے زید کو گھنے والا گمان کیا، اور خَلْتُ زیداً اَنَانِیاً میں نے زید کو سونے والا گمان کیا، اور زَعَمْتُ مشترک ہے۔ یعنی کہیں یقین کے معنی میں آتا ہے اور کہیں ظن کے معنی میں آتا ہے جیسے زَعَمْتُ اللہ رحیم میں نے اللہ کو رحیم یقین کیا، اور جیسے زَعَمْتُ کَرِیْماً میں نے تجھ کو کریم گمان کیا، اور ان کو افعال الشک والیقین بھی کہتے ہیں اور شک سے مراد ظن ہے۔

چہ آدم متعدی بہ مفعول جیسے اَعْلَمُ دَارِی، بمعنی یقین دلایا، جیسے قولہ اَعْلَمُ اللہ

جاننا چاہیے کہ حال اور تمیز میں نائب فاعل نہیں بن سکتے۔
 قولہ دیگر بار اسناد الہ یعنی ان کے علاوہ اوروں کا نائب فاعل بنانا جائز ہے۔ مفعول مطلق کے نائب
 فاعل ہونے کی مثال جیسے **سَيُؤْتِيكَ اللَّهُ مِنْ لَدُنْهِ مَغْنَمًا**۔ مفعول فیہ کے نائب فاعل ہونے کی مثال جیسے **سَيُؤْتِيكَ اللَّهُ**
الْمَغْنَمَ الْجَمْعَةَ۔ قولہ در باب **أَعْطَيْتُ الْخَلْقَ أَعْطَيْتُ زَيْدًا وَرَحْمًا** میں **أَعْطَيْتُ** زید و رحمہما دلی ہے **أَعْطَيْتُ**
 زید و رحمہما سے، کیونکہ پہلا مفعول زید لینے والا ہے اور درہم دی ہوئی چیز ہے اور لینے والے کا نائب
 فاعل ہونا دلی ہے، کیونکہ اس میں فاعلیت کے معنی پائے جاتے ہیں۔

فصل بدانکہ افعال ناقصہ ہفدہ اندگان و صائر و ظن و بات
 و اصبح و اضمحی و امسى و عاڈ و اوض و عذا و راح و ما زال و
 و ما انفك و ما برح و ما فتی و ما دام و لیس۔ این افعال بفاعل
 تنہا تمام نشوند و محتاج باشند بنجرے، بدیں سبب اینہا رانا قصہ
 گویند و در جملہ اسمیہ روند و مسند الیہ را برفع کنند و مسند را
 چوں گان زید قائما و مرفوع را اسم گان گویند و منصوب خبر گان
 و باقی را بریں قیاس کن۔

بدانکہ بعضی از این افعال در بعضی احوال بفاعل تنہا تمام نشوند
 چوں گان مَطْمُود شد باران بمعنی حَصَلَ، و اورا گان تامہ گویند و گان
 زائدہ نیز باشد۔

فصل بدانکہ افعال مقاربت چارست عَسَىٰ وَكَانَ وَكَرِبَ وَأَوْشَلَ

ایں افعال درجہ اسمیہ روند چوں عَسَى زَيْدٌ أَنْ يَخْرُجَ كَانَ اِسْم رابرفع

کنند و خبر بنصب الا آنکہ خبر اینہا فعل مضارع باشد با اُن چوں

عَسَى زَيْدٌ أَنْ يَخْرُجَ یلے اُن چوں عَسَى زَيْدٌ يَخْرُجَ. و شاید کہ فعل

مضارع با اُن فاعل عَسَى باشد و احتیاج بخبر نیفتد چوں عَسَى

دریں وقت عمل تامر باشد

أَنْ يَخْرُجَ زَيْدٌ. در محل رفع بمعنی مصدر۔

ای اُن بخروج زید

قولہ افعال ناقصہ الخ۔ افعال ناقصہ وہ افعال ہیں جو فاعل کو کس صفت پر ثابت کرنے کے لئے دفع کئے گئے ہوں۔ در آں حالیکہ وہ صفت ان افعال کے مصدر کے غیر ہوں۔ جیسے كَانَ زَيْدٌ قَائِمًا (زید کھڑا تھا) اس میں كَانَ نے زید کے لئے صفت قیام کو (جو مصدر كَانَ کے غیر ہے) ثابت کیا۔ تعریف میں در آں حالیکہ وہ صفت الخ کی قید اس واسطے ہے تاکہ افعال تامہ سے احتراز ہو جائے اس لئے کہ وہ فاعل کو اپنی صفت مصدر پر ثابت کرنے کے لئے آتے ہیں۔ مثلاً قَرِبَ فاعل کو صفت قَرِبَ پر ثابت کرنے کے لئے آتا ہے۔ جیسے قَرِبَ زَيْدٌ مِّنْ قَرْيَةٍ (زید ایک گاؤں کے قریب تھا۔ مصدر کَرِبَ و کُنِيتَ بمعنی ہونا۔ باب نقر۔ جیسے كَانَ زَيْدٌ قَائِمًا (زید کھڑا تھا) صَادَ بمعنی ہو گیا۔ مصدر صَادَرَا بمعنی ہو جانا۔ باب قَرِبَ جیسے صَادَ زَيْدٌ غَنِيًّا (ہو گیا زید غنی) ظَلَّ بمعنی تمام دن رہا۔ دوسرے معنی ہو گیا، جیسے ظَلَّ زَيْدٌ مَسْجِدًا (زید تمام دن مسجد میں رہا)۔ ظَلَّ زَيْدٌ غَنِيًّا (ہو گیا زید غنی) بَاتَ بمعنی تمام رات رہا اور بمعنی ہو گیا۔ جیسے بَاتَ زَيْدٌ نَائِمًا (زید تمام رات سوتا رہا) بَاتَ زَيْدٌ فَقِيرًا (زید فقیر ہو گیا) اُصْبَحَ بمعنی صبح کا وقت ہو گیا۔ اور بمعنی ہو گیا۔ جیسے اُصْبَحَ زَيْدٌ قَائِمًا (صبح کے

وقت زید کھڑا ہوا۔ اُٹھ کر زید غنی ہو گیا۔ اُٹھ کر چاشت کا وقت ہو گیا اور معنی ہو گیا۔
جیسے اُٹھ کر زید امیر ہوا۔ چاشت کے وقت زید امیر ہو گیا۔ اُٹھ کر زید کا بٹا۔ زید کا بٹا ہو گیا۔ اُٹھ کر۔
معنی شام کا وقت ہو گیا اور معنی ہو گیا۔ جیسے اُٹھ کر زید شاعر ہوا۔ شام کے وقت زید شاعر ہو گیا۔ اُٹھ کر۔
زید قاریا۔ زید قاری ہو گیا۔

عَادَ وَاعْتَدَا وَرَاحَ جَبَّ یہ ناقصہ ہوں گے تو صرف بمعنی "ہو گیا"، کہ ہوں گے جیسے عَادَ زَيْدٌ
عَبِيًّا۔ زید غنی ہو گیا۔ وَاعْتَدَا زَيْدٌ فِقْرًا۔ زید فقیر ہو گیا۔ وَاعْتَدَا زَيْدٌ كَاتِبًا۔ زید کاتب ہو گیا۔ وَرَاحَ
زَيْدٌ شَاعِرًا۔ زید شاعر ہو گیا۔ اور جب یہ چاروں تامہ ہوں گے تو عَادَ بمعنی لُتَا۔ اَزْعَدُوْهُ بمعنی لُتْسَا۔ باب
نَصْرٍ وَاعْتَدَا بمعنی پھر اَزَانِیْنِ بمعنی پھر نابِ غَرَبٍ۔ اِدَاعَدَا بمعنی صبح کے وقت چلا۔ اَزْعَدُوْهُ بمعنی صبح
کے وقت چلا۔ باب نَصْرٍ۔ وَرَاحَ بمعنی شام کے وقت چلا۔ اَزْعَدُوْهُ بمعنی شام کے وقت چلا۔ باب
نَصْرٍ۔ فَرَدَا اَلْقَابَ کَے قَبْلِ کَے وقت کو عَدَا ہوتے ہیں۔ اور زِدَال سے سات تک کے وقت کو زِدَالِ جَبَّ کہتے
ہیں۔ اَمَّا زَالِ نہیں زائل ہوا۔ اَزْ زَالِ یَزَالُ۔ باب یَعِیْ۔ زَالِ یَزَالُ سے نہیں اُسے کائیکز کہ یہ تامہ ہے
کابِرِ رَحَ (نہیں زائل ہوا) اَزْ بَرَّاحَ۔ زائل ہونا۔ باب سَمِعَ۔ مَا قَبِیْ دَرِیْسٍ زَائِلٌ ہوا، اَزْ قَتَّ زَائِلٌ
ہونا۔ باب سَمِعَ۔ مَا نَفَقَتْ (نہیں جبا ہوا) مَعْدَدٌ اِنْ فُکَاکَ (جبا ہونا۔ ان چاروں افعال کے معنی
میں نفی پائی جاتی ہے اور جب مَآفِیہ ان پر داخل ہوا تو ان کے معنی نفی نفی ہو گئے اور نفی کی نفی اثبات
ہوتی ہے۔ پس اردو محاورے میں ان چاروں کے معنی "ہمیشہ" رہا ہوں گے جیسے مَآزِ اَزْ زَيْدٌ
عَبِيًّا۔ زید ہمیشہ غنی رہا،

مادام جب تک رہے، اس میں ماحصد یہ ہے اور یہ اپنے اسم اور خبر سے مل کر اپنے ماقبل جملہ کا
طرف ہوتا ہے جیسے اِجْلِسْ مَا دَامَ زَيْدٌ جَالِسًا (بہنو توجہ تک کہ زید بیٹھنے والا رہے) تقدیر عبارت
اس طرح ہوگی کہ اِجْلِسْ مَا دَامَ جُلُوسٌ زَيْدٌ لَيْسَ بمعنی نہیں ہے یہ اصل میں لَيْسَ مَقَامِ تَخْفِيفِ
کی وجہ سے یا کے کسر کو حذف کر دیا جیسے لَيْسَ زَيْدٌ قَائِمًا زید کھڑا نہیں ہے (قولہ این افعال بقا
یعنی چونکہ یہ افعال تامہ کے مانند صرف فاعل کے ساتھ کلام تام (جس پر سکوت صحیح ہو جاتا ہے) نہیں
ہوتے اور پورا فائدہ دینے میں خبر کے محتاج ہوتے ہیں لہذا نقصان سے خالی نہیں ہیں۔ اسی وجہ سے
ان کو ناقصہ کہتے ہیں۔

قولہ ودرجہ اسمیہ وندالخیزیافعال جملہ اسمیہ پر داخل ہوتے ہیں اور اس کے پہلے جز یعنی مسند الیہ مبتدا کو رفع دیتے ہیں۔ اس لئے کہ وہ اس کا فاعل ہے اور یہ فعل کے لئے فاعل کا ہونا ضروری ہے اور اس کے دوسرے جز یعنی مسند خبر کو نصب دیتے ہیں۔ اس لئے کہ یہ مفعول بہ کے

ساتھ مشابہ ہے جیسا کہ فعل متعدی کے معنی بغیر مفعول بہ کے تمام نہیں ہوتے اس طرح ان افعال کے معانی اپنی خبروں کے بغیر تمام نہیں ہوتے، قولہ **كَانَ زَيْدٌ قَائِمًا**۔

تو ترکیب **كَانَ** فعل ناقصہ، زید اس کا اسم، قائم خبر کا اپنے اسم اور خبر سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔
قولہ **كَانَ مُطَرًّا** (بارش ہوئی)

تو ترکیب **كَانَ** فعل تام، مطر اس کا فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا چونکہ اس وقت **كَانَ** معنی میں متصل حاصل ہوتی ہے ہونے کی وجہ سے صرف فاعل کے ساتھ کلام تام ہو جاتا ہے لہذا اس کو **كَانَ** نامہ کہتے ہیں۔ قولہ **كَانَ زَائِدٌ** الخ **كَانَ** زائدہ وہ ہے کہ اگر اس کو لفظ اور عبارت سے حذف کر دیں تو معنی مقصود میں خلل نہ آئے، جیسے **كَيْفَ نَحْنُ** مَن **كَانَ** فی **الْبَيْدِ** فَمِثْلًا لہم کیونکہ اس سے کلام کریں گے جو اب تک گہوارہ میں بچہ ہے، اسے

كان، صار، أصبح، أمسى، وانحى، نفل، بات : ماضی، مادام، مانفک، لیس باشد از قضا

ما برح، ما زال، و افعال کریمہ اشتقاق : ہر کیا، بینی ہمیں حکم ست در جملہ ر و ا

قولہ افعال مقاربت الخ **مُقَدَّرَتْ** بالفتح باب مفاعلت کا مصدر ہے معنی قریب کرنا اصطلاح میں

وہ افعال ہیں جو یہ بتلانے کے لئے وضع کئے گئے ہوں کہ خبر کا حصول فاعل کے لئے قریب ہے اور یہ یعنی خبر کا فاعل کے لئے قریب الحصول ہونا میں طرح کہے اول باعتبار امید یعنی متکلم اس امر کی امید اور طبع رکھتا ہے (دیکھ یقین) کہ حصول خبر فاعل کے لئے قریب ہے جیسے **عَسَى زَيْدٌ أَنْ يَخْرُجَ** (امید ہے کہ زید عنقریب نکلے) دوسرے باعتبار حصول یعنی متکلم خبر دیتا ہے کہ خبر کا حصول فاعل کے لئے یقیناً قریب ہے۔ نہ بطور امید۔ جیسے **كَانَ زَيْدٌ أَنْ يَخْرُجَ** (زید یقیناً نکلنے کے قریب ہے) تیسرے باعتبار شروع یعنی متکلم فاعل کے لئے خبر کے حصول کے قریب کی خبر دیتا ہے اس وجہ سے کہ متکلم کو اس امر کا یقین ہے۔ (دیکھ کہ امید) کہ فاعل تحصیل خبر کو شروع کر دیا جیسے **كَانَ زَيْدٌ يَخْرُجُ** (زید نے یقیناً نکلنا شروع کر لیا) **أَوْشَكَ** بھی کرب کی شکل ہے۔ قولہ چار است الخ۔ معنی کا چار افعال مقاربت لکھنا مشہور کی بنا پر ہے۔ در نہ حقیقت میں سات ہیں۔ چار تو وہ ہیں جو معنی دہنے کے اور باقی تین **لَفِظًا**، **أَخَذَ** اور **جَعَلَ** ہیں یہ تینوں شروع کے معنی میں مستعمل ہوتے ہیں۔

قولہ **عَسَى زَيْدٌ أَنْ يَخْرُجَ**۔

تو کیب، عسلی فعل مقاربت، زید اس کا اسم، آن حرف نا محب، يخرج مضارع اس میں ہو ضمیر راجع طرف زید کے اس کا فاعل فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر بنا دلیل مفرد یعنی **خَرُجَ**، منسوب محلاً ہو کر خبر ہوئی عسلی اپنے اسم اور خبر سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا چونکہ اس فعل میں نقل کی مثل امید کا

انشایا جاتا ہے ہذا جملہ انشائیہ ہوگا۔

قولہ احتیاج بخبر نیفتد الخ۔ اس وقت میں عمل تامہ ہو گا جیسے عسیٰ ان یخرج زید۔
ترکیب: عسیٰ فعل تام، ان یخرج فعل مضارع، زید اس کا فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر
بتاویل مفرد یعنی خروج زید فاعل ہوا عسیٰ کا۔ عسیٰ اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔ قولہ در محل رفع
معنی مصدر الخ پس اس وقت میں یہ جملہ عسیٰ خروج زید کے معنی میں ہو گا۔ (زید کا حکم قریب ہے سے
دیگر افعال مقارب در عمل چوں ناقصد ہست آن کا ذکر، بابا و تشک، دیگر عمل

سوالا ۱۔ ان جملوں میں افعال ناقصہ اور افعال مقاریہ کے اسم اور خبر کو بتاؤ اور جملوں کی ترکیب کرو۔
أَمْسَى زَيْدٌ قَارِئًا، كَوْنُوا أَتْفَاءَ اللَّهِ، أَصْبَحُوا آثَارِئِينَ، وَكَانَ كَاذِبًا وَيَقْعُلُونَ، عَسَى اللَّهُ أَنْ يَرْحَمَكُمْ، لَنْ أَرْجِعَ
الْأَرْضَ، قُلْ زَيْدٌ صَائِمٌ، يُوْثِقُ زَيْدٌ أَنْ يَدَّ قُلُوبَ الْمُسْجِدِ، إِبْلِيسُ مَا دَامَ زَيْدٌ مُصَلِّيًا، طَفَعَا خُفُوعًا، عَلَيْهِمَا
بَنُ دُرِّي الْجَبِيَّةُ مَا زِلْتُمْ قَائِمًا، تَفَعُّوا زَاكِرًا، مَا أَنْفَلَكُمْ زَيْدٌ مُطِئًا، كَيْسٌ عَلَى الْأَعْمَى خُرُجٌ۔

فصل بدانکہ افعال مدح و ذم چہار است نِعْمَ وَجَبَدَ اِبْرَاسَے مدح و
بُئْسَ و سَاءَ اِبْرَاسَے ذم۔ و ہر چہ بالبعد فاعل یا شد آنرا مخصوص بالمدح یا مخصوص
بالبذم گویند۔ و شرط آنست کہ فاعل معرف بلام باشد چوں نِعْمَ الرَّجُلُ زَيْدٌ
یا مصناف بسوئے معرف بلام باشد چوں نِعْمَ صَاحِبِ الْقَوْمِ زَيْدٌ یا ضمیر
مستتر در نعم و رُبَّمَا منصوب است بر تمیز زیر اگر کہ ہو مبہم است۔ وَجَبَدَ اَزَيْدٌ
جَبَّ فعل مدح است و ذا فاعل اَوْ زَيْدٌ مخصوص بالمدح۔ و همچنین بُئْسَ
الرَّجُلُ زَيْدٌ و سَاءَ الرَّجُلُ عَمْرُو۔

فصل بدانکہ افعال تعجب دو صیغہ از ہر مصدر ثلاثی مجرد باشد اول

مَا أَفْعَلَ جُولَ مَا أَحْسَنَ زَيْنًا اچھ نیکو ست زید! تقدیر میں ائی شئی اَحْسَنَ زَيْنًا
 ما بمعنی ائی شئی ست در محل رفع یا ابتدا و احسن در محل رفع خبر مبتدا
 و فاعل احسن هو ست در و مستتر و دوم اَفْعَلَ جُولَ اَحْسَنَ زَيْنًا اَحْسَنَ
 صیغہ امر ست بمعنی خبر تقدیرش اَحْسَنَ زَيْنًا اسی صَادَ اَحْسَنَ و یا زائدہ
 ست۔

قولہ افعال مدح و ذم الخ مدح یعنی ہم دیکھ کر دل بہ صدر ہے بمعنی تعریف کرنا۔ ذم ذال معجہ و تشبیہ
 میم بہ صدر ہے بمعنی بُرکت اکتا اطلاق میں وہ افعال ہیں جو انشاء مدح و ذم کے لئے وضع کئے گئے ہوں جیسے
 نِعْمَ الرَّجُلُ زَيْنًا (زید اچھا مرد ہے) میں نعم کے ذریعہ سے انشاء مدح کر رہا ہے اور یہ مدح تینوں
 زمانوں میں سے کسی ایک زمانہ میں بھی خارج میں موجود نہیں ہے تاکہ اس کلام کی مطابقت کا اس سے ارادہ
 کیا جائے اور یہ خبر ہو جائے۔ پس تذکرہ (میں نے اس کی مدح کی) اور ذم (میں نے اس کی مذمت
 کی) اگرچہ مدح اور ذم کے معنی پر دلالت کرتے ہیں لیکن چونکہ ان میں انشاء مدح اور ذم کے معنی نہیں
 پائے جاتے اس لئے کہ ان سے اس مدح اور ذم کی خبر دینے کا ارادہ کیا جا رہا ہے جو زمانہ نامی میں موجود
 ہیں۔ لہذا ان کو افعال مدح اور ذم میں نہیں کہیں گے۔

قولہ نِعْمَ یہ اصل میں نِعْمَ تھا اور پیش اصل میں بَشِیْن تھا عین کے اور ہمزہ کے کسر کے ساتھ۔
 تخفیفاً عین کے کسر کو نقل کر کے قابل کو دیکر اس کو ساکن کر دیا۔ اسی طرح بش میں۔ قولہ و ہرچہ بالعنفاً علی
 یعنی وہ اسم جان چاروں فعل کے فاعل کے بعد ہو تا ہے اور وہ وہ اسم ہے جس کی توصیف یا بحجہ کرنی
 مقصود ہوتی ہے اس کو مخصوص بالمدح یا بالذم کہتے ہیں۔ مخصوص بالمدح مدح کے ساتھ حامل
 کیا ہوا مخصوص بالذم ذمت کے ساتھ خاص کیا ہوا کہ مدح کرنی مقصود ہوتی ہے اس کو مخصوص بالمدح کہتے ہیں اور
 جس کو بحجہ کرنی مقصود ہوتی ہے اس کو مخصوص بالذم کہتے ہیں۔

قولہ فاعل معرف بلام یا ابتدا الخ جَبَّ اُس کے سوا باقی تینوں میں شرط ہے کہ اس کا فاعل معرف بلام ہو
 یا معرف بلام کی طرف متغای ہو یا ایسی ضمیر مستتر ہو جس کی تمیز نہ کرہ مقصود ہو۔ اس واسطے کہ جَبَّ اگر کہ
 ہے جَبَّ فعل افعی اور ذا اسم اشارہ سے۔ اور اس کا فاعل ہمیشہ ذرا ہو تا ہے۔ قولہ نِعْمَ الرَّجُلُ زَيْنًا
 زید اچھا مرد ہے)

ترکیب۔ نتم فعل مدح، الرجل اس کا فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر خبر مقدم ہوئی

زید مخصوص بالمدح مبتدا مؤخر، مبتدا مؤخر اپنی خبر مقدم سے مل کر جملہ اسمیہ انشائیہ ہوا اس صورت میں یہ ایک جملہ ہے۔ اور دوسری صورت میں تقدیر عبارت اس طرح ہوگی کہ نِعَمَ الرَّجُلُ هُوَ زَيْدٌ۔ اس صورت میں دو جملے ہوں گے۔ نِعَمَ الرَّجُلُ فعل اپنے فاعل الرجل سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا اور ہوا مبتدا۔ زید خبر مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا قولہ نِعَمَ صَاحِبِ الْقَوْمِ زَيْدٌ (زید اچھا صاحب قوم ہے)۔ ترکیب: نِعَمَ فعل مدح، صاحب مضاف القوم مضاف الیہ۔ مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر فاعل ہوا فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر خبر مقدم ہوئی۔ زید مبتدا مؤخر، مبتدا مؤخر اپنی خبر مقدم سے مل کر جملہ اسمیہ انشائیہ ہوا۔ قولہ نِعَمَ زَيْدٌ زَيْدٌ اچھا ہے اور دوسرے مرد ہونے کے، ترکیب: نِعَمَ فعل مدح اس میں ضمیر ہو ضمیر جامع طرف زید کے (زید بظنوں میں مؤخر ہے مگر ترتیب مقدم ہے) رجلاً اس کی تمیز ضمیر اپنی تمیز سے مل کر فاعل ہوا نِعَمَ کا فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر خبر مقدم ہوئی۔ زید مبتدا مؤخر مبتدا مؤخر اپنی خبر مقدم سے مل کر جملہ اسمیہ انشائیہ ہوا۔ قولہ حَتَّى زَيْدٌ (اچھا ہے وہ زید)

ترکیب، حَتَّى فعل مدح، ذا اس کا فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر خبر مقدم ہونے۔ زید مخصوص بالمدح مبتدا مؤخر، مبتدا مؤخر اپنی خبر مقدم سے مل کر جملہ اسمیہ انشائیہ ہوا۔ یَسَّ اور ساء معنی بڑے۔ قولہ یَسَّ الرَّجُلُ زَيْدٌ زید بڑا مرد ہے)

ترکیب: یَسَّ الرجل جملہ فعلیہ ہو کر خبر مقدم ہوئی۔ زید مخصوص بالذم مبتدا مؤخر یہ جملہ اسمیہ انشائیہ ہوا۔ قولہ ساء الرجل عمرو (عمرو بڑا مرد ہے) ساء الرجل جملہ فعلیہ ہو کر خبر مقدم، عمرو مخصوص بالذم مبتدا مؤخر یہ جملہ اسمیہ انشائیہ ہوا۔

قائدہ: امان افعال میں تائید تائید الحاق کرنے کے سوا اور کوئی گردان نہیں آتی جیسے نَعِمْتُ و سَأَعْتُ و بُشْتُ۔ مگر حَتَّى میں جب ذا اس میں کے ساتھ لاحق ہو تو اس وقت اس میں تائید تائید بھی لاحق نہیں ہوتی، ہاں اگر ذا لاحق نہ ہو تو اس وقت حَتَّى آئے گا جیسے نَعِمْتُ الْمُرَاةَ بِسُدٍّ و سَأَعْتُ الْمُرَاةَ بِسُدٍّ و بُشْتُ الْمُرَاةَ بِسُدٍّ۔

قولہ افعال تعجب الہو اصطلاح میں وہ افعال ہیں جو انشاء تعجب کے لئے وضع کئے گئے ہوں قولہ انشاء تعجب الہو اس غیر سے تعجب کیا اور تعجب کیا (میں نے تعجب کیا) جیسے کلمات خارج ہو گئے اس لئے کہ یہ اخبار تعجب کے لئے ہیں نہ انشاء اور ایجاد تعجب کے لئے اور فعل تعجب کے کل رد میں ہیں ایک اَنْفَعًا اور دوسرا اَفْضَلًا۔ اگر کوئی اعتراض کرے کہ مصنف افعال جمع کا صیغہ لائے ہیں حالانکہ فعل تعجب کے کل دو صیغے ہیں۔ جواب یہ ہے کہ چونکہ اس کے افراد بہت ہیں لہذا اس لحاظ سے جمع کا صیغہ لائے ہیں قولہ انشاء تعجب کے صیغے ہر مثالی مجرد سے ہر مثالی اس میں رنگ اور

وَإِذَا مَا تَبَايَعُوا أَسَافَهُمْ وَحَيْثُمَا تَقَعُوا أَتَقَعُوا وَفَرَمَا تَقَعُوا أَتَقَعُوا - دُومَ اسْمَاتِ
 ہر جگہ اگر خود اپنی نشست خواہم نہ نشست

افعال بمعنى ماضی چوں هَيَاتَ وَشَتَانِ وَهِيَ عَانَ اسْم رَابِعَا عَلِيَّتْ بَرَفِجْ
 بقعد ۱۲ افتراق ۱۳ اسرع ۱۴

کنت چوں هَيَاتَ يَوْمَ الْعِيدِ اِي بَعْدَ سَوْمِ اسْمَاتِ افعال بمعنى امر حاضر

چوں رُوَيْدَ وَيْلَهُ وَحَيْثُمَا وَعَلَيْكَ وَدُونِكَ وَهِيَ - اسْم رَابِعُ صَبْ كُنْتُ رَابِعَا
 ہلکت بدہ ۱۲ بجزار ۱۳ لازم گیر ۱۴ بجیر ۱۵

مفعولیت چوں رُوَيْدَ زَيْدًا اِي اَمْرُهُ -
 بکنار ۱۶

قولہ اسمائے شرطیہ الخ۔ ان کو کلمہ انجائزات بھی کہتے ہیں۔ کلمہ جمع کلیدی کہے اور عجانات باب
 مفاعلت کا مصدر ہے اور ناقص یا ناقص یعنی جزا اور بدلہ دینا، چونکہ یہ کلمات جزا کو چاہتے ہیں اس لئے
 ان کو کلمہ انجائزات کہتے ہیں۔ قولہ دَالْ نہ است الخ۔ یہ نوکھے ہیں جو ان شرطیہ کے معنی پر شامل ہونے
 سے مضارع کو جزم دیتے ہیں اور ہمیشہ دو جملوں پر آتے ہیں پہلا جملہ شرط ہے اور دوسرا جزا اور انکار
 اسماء میں شرط کے معنی نہ پائے جائیں تو اس وقت یہ عمل نہیں کریں گے اور مضارع کو جزم نہیں دیں گے
 جیسے مَنْ جِئَكَ اسْتَفْهَمَ کے واسطے آوے جیسے مَنْ تَقَرَّبَ تَوَكَّسَ کو مارے گا؟ قولہ مَنْ تَقَرَّبَ
 أَتَقَرَّبَ جس شخص کو تو مارے گا میں ماروں گا ترکیب :- مَنْ اسم شرط مفعول بہ مقدم تقرب فعل
 اپنے فاعل اور مفعول بہ مقدم سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر شرط ہوئی ماقرب فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ
 ہو کر جزا ہوئی بشرط اپنی جزا سے مل کر جملہ شرطیہ ہوا۔

قولہ مَنْ تَقَرَّبَ أَتَقَرَّبَ (جو کچھ تو کرے گا میں کروں گا) ماقرب مفعول بہ مقدم ہے۔ قولہ اِنْ تَقَرَّبَ
 اَتَقَرَّبَ جس جگہ تو بیٹھے گا میں بیٹھوں گا

ترکیب :- اِنْ اسم شرط مفعول فیہ ظرف مکان مقدم۔ تَقَرَّبَ فعل اپنے فاعل اور مفعول فیہ مقدم
 سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر شرط۔ اَتَقَرَّبَ فعل اپنے فاعل سے مل کر جزا۔ شرط اپنی جزا سے مل کر جملہ شرطیہ ہوا
 اس کے بعد ما زائدہ بھی لاحق ہو جاتا ہے۔ جیسے اِنْ تَقَرَّبَ اَتَقَرَّبَ جس جگہ تو ہو گا میں ہوں گا قولہ متی
 تَقَرَّبَ اَتَقَرَّبَ جس وقت تو کھڑا ہو گا میں کھڑا ہوں گا متی اسم شرط ظرف زمان ہے اس کے بعد بھی ما زائدہ
 لاحق ہو جاتا ہے۔ جیسے متی ما تَخْرُجُ اَخْرُجُ جس وقت تو نکلتے گا میں نکلوں گا قولہ اِنْ تَخْرُجَ اَخْرُجَ

اگر کہ جس چیز کو کھاتے گاہیں کھاؤں گا، اسی مضاف اپنے مضاف الیه سے مل کر مفعول بہ مقدم ہے
 قولہ اَنْیَیْ اَنْتَ اَنْتَ (جس جگہ تو کھے گاہیں) لکھوں گا، اقی عکت کا ظرف مکان مقدم ہے۔ قولہ اِنْزَمَا
 نَسَاوْ اَسَاوْ (جس وقت تو سفر کرے گاہیں) سفر کروں گا، اِذَا ظرف زمان ہے۔ قولہ حَتّٰی تَقْعُدَ اَقْعُدْ
 جس جگہ تو قعد کرے گاہیں) قعد کروں گا، حَتّٰی ظرف مکان ہے قولہ ہٰمَ تَقْعُدُ اَقْعُدْ (جس وقت
 تو بیٹھ گاہیں بیٹھوں گا، ہٰمَ ظرف زمان ہے۔

فائدہ۔ مَن اور تَا اور اَی کی باعتبار اعراب تین حالتیں ہیں یا تو مفعول ہوں گے باعتبار مستدا
 جیسے مَن یَا تَبٰی دُھُوْ مَکْرُمٌ وَ مَاتَقَدَّ مَوَالِیْکُمْ، مَن خَیْرٌ اِلَیَّ وَ اَیُّہُمْ دَافِعٌ دُکْرَیْ باعتبار خبر کی
 مفعول ہوتے ہیں یا منصوب ہوں گے باعتبار مفعول بہ جیسا کہ گذر چکا، یا مجرد یا امانت یا مجرد
 بحرف جر جیسے عَلَامٌ مِّنْ تَقْرِیْبِ اَقْرِیْبِ اور مِّنْ تَمْرُزْ اَمْرُزْ و یَا تَبٰیہُمْ مَرُزْ مَرُزْ۔ باقی اسماء
 کی باعتبار اعراب دو حالتیں ہیں۔ یا تو منصوب ہوں گے باعتبار مفعول فیہ جیسا کہ گذر چکا۔ یا مجرد
 بحرف جر جیسے مِّنْ اَیْنِ تَقْرُوْ اَقْرُوْ۔

قولہ اسمائے افعال۔ اس کی تعریف وغیرہ بحث اسم غیر ممکن میں گذر چکی۔ قولہ تَمْرَعَانْ بمعنی
 تَمْرَعٌ (تیز ہوا) باب کو م سے جیسے تَمْرَعَانْ زَیْدٌ تَمْرَعٌ و جَا تِزْ سَا زَیْدٌ اور دے بچکنے کے یعنی زید
 تیزی سے نکلا، قولہ حَتّٰی تَبْکُومَ اَلْعِیْدِ (عید کا دن دور ہو گیا،) یہاں اسم فعل بمعنی تَبَعْدُ
 ماضی، یوم مضاف، العید مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر فاعل ہوا، فعل اپنے
 فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ قولہ زَیْدٌ زَیْدٌ (زید کو بہلت دے) اور یَا مَ فاعل بمعنی امر
 ماضی اس میں ضمیر اَنْتَ مستتر اس کا فاعل۔ زَیْدٌ مفعول بہ۔

قولہ اَیْ اَقْبَلْ۔ یہ زَیْدٌ زَیْدٌ کی تفسیر ہے اور لفظ اَیْ حرف تفسیر ہے جیسا کہ آئندہ بحث
 حروف غیر عالم میں آئے گا۔ اہل باب افعال سے امر ہے اس میں ضمیر اَنْتَ مستتر اس کا فاعل ہے
 اور ہ فمیر مفعول بہ ہے تو اس کو یعنی زید کو بہلت دے، باقی اسمائے افعال کے معنی اور ترکیب
 وغیرہ بحث اسم غیر ممکن میں گذر چکی ہے۔

سوالات :- ان عملوں کی ترکیب کرو اور شرط و جز کو بناؤ اور اسمائے شرطیہ کا عمل بتاؤ
 اور اسمائے افعال کی قسمیں بتاؤ۔

مَنْ مَنَعَ عَجَبٌ۔ اَیْمَا مَنَ اَمْرٌ بَلَّ شَمَانٌ زَیْدٌ و عَمْرُو۔ حَتّٰی تَمُشَّ اَمُشٌ، حَتّٰی تَمُشَّ اَمُشٌ
 تَا تَمُشَّ اَمُشٌ۔ مَنیْ تُوْذِنُ اَفْطِرْ، حَتّٰی تَقْمُ اَقْمُ، اِذَا تَا تَا تَا تَا۔ اَیْ شَعْنٌ یَخْبِرُ اَخْبِرْ

چہارم اسم فاعل بمعنی حال یا استقبال عمل فعل معروف کند بشرط آنکہ اعتما

کرده باشد بر لفظی کہ پیش از وہ باشد اُس لفظ یا مبتدا باشد در لازم چوں زید

اسم فاعل خبر واقع شود

قائم ابوہ۔ در متعدی چوں زید ضارب ابوہ عمرو۔ یا موصوف چوں مہر

بوجلی ضارب ابوہ بکر۔ یا موصول چوں جگائی انقام ابوہ و جگائی القلاب

الف لام موصول

ابوہ عمرو۔ یا ذوالحال چوں جگائی زید زاکیا علامہ قہ سآ یا ہمزہ استفہ

چوں اضارب زید عمر۔ یا حرف نفی چوں ماقائم زید ہماں عمل کہ قائم

و ضرب می کرد قائم و ضارب می کند

قولہ اسم فاعل الخ اسم فاعل وہ اسم ہے جو مصدر سے اس ذات کے لئے مشتق ہو جس کے ساتھ یہ مصدر بطریق حدوث اور تجدد نہ بطریق ثبوت و دوام قائم ہو جیسے ضارب بمعنی مارنے والا ایک مرد۔ پس یہ اسم فاعل ہے جو ضرب مصدر سے ذات مرد کے لئے مشتق ہوا ہے اور یہ معنی مصدری ذات مرد کے ساتھ بطریق ناپائیداری قائم ہیں یعنی ضرب اس کے ساتھ کچھ دیر تک قائم رہے گی جب تک کہ اس سے ضرب صادر ہو رہی ہے اور اس کے بعد اس کے ساتھ قائم نہیں رہے گی جب کہ اس سے ضرب ختم ہو جائے گی۔ قولہ بمعنی حال یا استقبال الخ اس فاعل کے عمل کرنے کی دو خصلتیں ہیں اول یہ کہ وہ حال یا استقبال کے معنی میں ہو اور شرط اس وجہ سے ہے تاکہ عمل کے وقت اسم فاعل کی مشابہت فعل مضارع کے ساتھ کامل طور پر ہو جائے۔ اس لئے کہ اسم فاعل کا عمل مضارع کے ساتھ متباہ ہوئے کی وجہ سے ہیں یہ مضارع کے ساتھ لفظاً عدد و حروف اور حرکات و سکنات میں مشابہت بالہندسہ کے لئے زمانہ حال یا استقبال کی شرط لگائی تاکہ وہ معنی بھی اس کے ساتھ متباہ ہو جائے۔

دوسری یہ کہ وہ اس لفظ پر جو اس سے پیشتر ہوا اعتما کئے ہوئے ہو اور اعتما کے معنی نفی میں نیکی کرنا اور یہاں مراد یہ ہے کہ اسم فاعل سے پیشتر جو لفظ ہے اس پر اسم فاعل نیکی کئے ہوئے ہو یعنی وہ اسم فاعل اس کے کچھ نہ کچھ علاوہ رکھتا ہو پس وہ لفظ جو اس سے پیشتر ہے یا تو مبتدا ہو گا اور اسم فاعل

اس کی خبر ہوگی یا موصوف ہوگا اور یہ اس کی صفت ہوگی یا موصول ہوگا اور یہ خود اس کا مصل ہوگا یا وہ ذوالحال ہوگا اور یہ اس کا حال ہوگا جیسا کہ عنقریب ترکیب میں تم کو معلوم ہو جائے گا اور یہ اعتماد کی شرط اس وجہ سے ہے تاکہ اس کے فعل کے ساتھ مشابہت قوی ہو جائے اس لئے کہ وہ اس وقت اپنے پیشتر لفظ کی طرف فعل کی طرح منہد ہوگا اور اسناد ایک قسم کی طرف لازم فعل سے ہے اسی طرح ہنر و استفہام اور مائتہ قیہ پر اعتماد اس کے فعل کے ساتھ مشابہت قوی ہو جاتی ہے اس لئے کہ یہ دونوں اگر فعل پر داخل ہوتے ہیں۔

تو قول عمل فعل معروف کذا الخ یعنی اسم فاعل ان دونوں شرطوں کے ساتھ اپنے فعل معروف کا سامع کرتا ہے پس اگر فعل لازم ہے تو اسم فاعل بھی لازم ہوگا اور فاعل کو رفع دے گا اور اگر فعل متعدی ہے تو اسم فاعل بھی متعدی ہوگا اور اسم فاعل کو رفع اور مفعول بہ کو نصب دے گا۔ تولہ فاعل لفظ الخ یعنی وہ لفظ جو اسم فاعل سے پیشتر ہوگا اور جس پر یہ اعتماد رکھتے ہوگا یا مبتدا ہوگا اور اسم فاعل اس کی خبر ہوگی جیسے قولہ زید قائم ابوہم زید کا باب کھڑا ہے یہ اسم فاعل لازم کی مثال ہے جو زید مبتدا پر اعتماد رکھتے ہوئے ہے اور جس نے صرف ابوہ فاعل کو رفع دیا۔

ترکیب ۲۔ تید مبتدا، قائم اسم فاعل، ابو مرکب اضافی فاعل قائم کا۔ قائم اپنے فاعل سے مل کر شہ جملہ ہو کر خبر ہوئی، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ اور جیسے قولہ زید ضارب ابوہ عمرو (زید کا باپ عمرو کو مارنے والا ہے) یہ اسم فاعل متعدی کی مثال ہے جو زید مبتدا پر اعتماد رکھتے ہوئے ہے اور جس نے ابوہ فاعل کو رفع اور عمرو مفعول بہ کو نصب دیا۔

ترکیب ۱۔ زید مبتدا اضافی اسم فاعل ابوہ مرکب اضافی فاعل، عمرو مفعول بہ، ضارب اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر شہ جملہ ہو کر خبر ہوئی، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا یا تو موصوف ہوگا اور اسم فاعل اس کی صفت ہوگی جیسے قولہ مررت برکتی ضارب ابوہ بکر (میں ایک ایسے مرد پر گذر رہی تھی جو بکر کو مارنے والا ہے)۔

ترکیب ۲۔ مررت فعل با فاعل ب حرف جار، رجل موصوف، ضارب اسم فاعل ابوہ مرکب اضافی فاعل، بکر مفعول بہ۔ اسم فاعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر شہ جملہ ہو کر صفت ہوئی موصوف اپنی صفت سے مل کر مجرد ہوا، جار اپنے مجرد سے مل کر متعلق ہوا فعل کے۔ فعل اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ یا موصول ہوگا اور اسم فاعل اس کا مصل جیسے قولہ جاءني القائم ابوہ (میرے پاس وہ شخص آیا جس کا باپ کھڑا ہونے والا ہے) یہ اسم فاعل لازم کی مثال ہے۔

تو کیب :- جا فعل ان وقایہ کا، حتی متکلم مفعول بہ ال یعنی الذی موصول قائم ابوہ مشبہ جملہ ہو کر
مصلوہ موصول اپنے مصلوہ سے مل کر فاعل ہوا فعل کا، فعل اپنے فاعل اور مفعول سے مل کر جملہ فعلیہ خبر
ہوا اس میں قائم اسم فاعل ال موصول پر اعتماد کئے ہوئے ہے اور جیسے قولہ جاز فی الضارب
ابوہ مخمڑا میرے پاس وہ شخص آیا جس کا باپ عمرو کو مارنے والا ہے یہ اسم فاعل متعدی کی مثال ہے
تو کیب :- جا فعل ان وقایہ کا، حتی متکلم مفعول بہ ال اسم موصول مجہی الذی، ضارب ابوہ عمرو
مشبہ جملہ ہو کر مصلوہ موصول اپنے مصلوہ سے مل کر فاعل ہوا فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر
جملہ فعلیہ خبر ہوا یاد وال حال ہو گا اور اسم فاعل حال جیسے قولہ جاز فی زید زاکیا غلامہ قرش
میرے پاس زید آیا اس حال میں کہ اس کا غلام گھوڑے پر سوار ہونے والا ہے اس میں زید والی
ہے اور زاکیا اسم فاعل حال۔

تو کیب :- جا فعل ان وقایہ کا، حتی متکلم مفعول بہ زید وال حال، زاکیا اسم فاعل غلامہ مرکب
اضافی اس کا فاعل، قرش مفعول بہ اسم فاعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبر ہوا
یادہ ہنزہ استفہام پر اعتماد کئے ہوئے ہیں طور کہ ہنزہ استفہام اس سے پیشتر ہو جیسے قولہ ضارب زید
مخمڑا دیکھا زید عمرو کو مارنے والا ہے ؟

تو کیب :- ہمزہ حرف استفہام، ضارب اسم فاعل اپنے فاعل زید اور عمر مفعول بہ سے مل کر مشبہ
اسیما نشانیہ ہوا یادہ حرف نفی پر اعتماد کئے ہوئے ہیں یا یہی طور کہ حرف نفی اس سے پیشتر ہو جیسے
قولہ ما قائم زید زید کھڑا ہونے والا نہیں ہے

ترکیب :- تا حرف نفی، قائم اسم فاعل اپنے فاعل زید سے مل کر مشبہ جملہ اسمیہ خبر ہوا۔
قولہ ہاں عمل کہ قائم و قریب ہی کرنا یعنی جو عمل کہ قائم فعل لازم کرتا ہے اور اس کا عمل یہ
ہے کہ وہ فاعل کو رفع دے وہی عمل اس سے جو اسم فاعل قائم ہے کرے گا یعنی فاعل کو رفع دے گا
اور جو عمل قریب فعل متعدی کرتا ہے اور اس کا عمل یہ ہے کہ فاعل کو رفع اور مفعول بہ کو نصب
دے وہی عمل اس سے جو اسم فاعل ضارب ہے کرے گا یعنی فاعل کو رفع اور مفعول بہ کو
نصب دے گا جیسا کہ تم کو اخذ مذکورہ سے معلوم ہو گیا ہے۔ خلاصہ یہ کہ اسم فاعل احوال اس طرح
اسم مفعول عمل کرنے میں اپنے فعل کے تابع ہیں پس ان کا فعل اگر لازم ہے تو یہ بھی لازم ہوں گے اور
فاعل کو رفع دیں گے۔ اور اگر متعدی ہے تو یہ بھی متعدی ہوں گے اور فاعل کو رفع اور مفعول بہ کو
نصب دیں گے۔

فائدہ :- چاہنا چاہیے کہ اسم فاعل بغیر اعتماد نہ کرے اور اس کا عمل نہیں کرتا۔ اور عمل کے لئے

اس کا معنی حال یا استقبال ہونا صرف مفعول یہ میں عمل کرنے کے لئے ہے پس اسم فاعل مفعول بہ میں جب عمل کرے گا جبکہ وہ قابل پراعتماد کے ہوتے ہو، اور معنی حال یا استقبال میں ہو۔ ورنہ اگر وہ معنی نہیں ہو تو مفعول بہ کو نصب نہیں دے گا بلکہ اس وقت وہ مفعول بہ کی طرف متضاف باضاف معنویہ ہوگا۔ جیسے زیدٌ ضاربٌ عمرٌ وائیس (زید عمر کو کل گذشتہ مارنے والا تھا) اس میں ضارب کی اضافت عمرو مفعول بہ کی طرف ہے لیکن فاعل میں عمل کرنے کے لئے اس کا معنی حال یا استقبال ہونا ضروری نہیں بلکہ اس وقت اس کا صرف قابل پراعتماد کافی ہے جیسے زیدٌ قائمٌ ابُوہ ائیس (زید کا باپ کل گذشتہ کھڑا ہونے والا تھا)

پہنچ اسم مفعول معنی حال و استقبال عمل فعل مجہول کند بشرط اعتبار
مذکور چوں زیدٌ مفعولٌ و ابُوہ عمرٌ و مفعولٌ غلامٌ و درُہما و بکسرٌ مَعْلُومٌ
یا بُنْتہ فاضلاً۔ و خالدٌ مَخْبُوءٌ یا بُنْتہ عَمْرَآ فاضلاً ہماں عمل کہ اُعْطِی و عَلِیْمٌ
و اُخْبِرْ می کر و مَفْرُوءٌ و مَعْطٰی و مَعْلُومٌ و مَخْبُوءٌ می کند۔

تو اسم مفعول الخ اسم مفعول وہ اسم ہے جو مصدر سے اس فاعل کے لئے بنایا گیا ہو جس پر مصدر کا وقوع ہو جیسے مَفْرُوءٌ معنی مارا گیا ایک مرد۔ یعنی وہ فاعل جس پر ضرب واقع ہوتی ہو۔ تو اسم مفعول معنی حال و استقبال الخ جس طرح اسم فاعل کے عمل کے لئے دو شرطیں ہیں۔ زمان حال یا استقبال کا ہونا اور اعتماد جو چیزوں میں سے کسی ایک پر ہونا۔ اسی طرح اسم مفعول کے عمل کے لئے بھی یہی دو شرطیں ہیں اور اسم مفعول اپنے فعل مجہول کا سا عمل کرتا ہے پس اگر وہ متقدم بیک مفعول ہے تو اس کو بنا پر نائب فاعل رفع دے گا۔ اور اگر متعدي ہو تو پہلے کو رفع اور دوسرے مفعول کو نصب دے گا اور اگر متعدي بے مفعول ہے تو پہلے کو رفع اور دوسرے اور تیسرے کو نصب دے گا جیسا کہ اخذ سے ظاہر ہے

اور اسم مفعول چار قسم ہے اول متعدي بیک مفعول، چون ضرب، دوم متعدي بدو مفعول جس کے ایک مفعول پراقتلا جاتا ہے جیسے اُعْطِی۔ سوم متعدي بدو مفعول جس کے

ایک مفعول پر اقتصار جائز نہیں ہے جیسے عَلِمَ۔ چار تم متعدی بہ مفعول جیسے آخَبَوْ جب مفعول چار قسم کے ہوتے اور اعتماد چھ چیزوں میں سے کسی ایک پر ہوتا ہے تو چار کو جے میں ضرب دینے سے چوبیس مثالیں حاصل ہوں گی مصنف نے جو کچھ مثالیں اسم فاعل کی دیدی ہیں لہذا اقتصار کو مد نظر رکھتے ہوئے چار مثالیں صرف مبتدا پر اعتماد کی دیدی ہیں باقی بیس مثالیں اعتماد اعلیٰ ذہن الطلبة ترک فرادیں تمام امثلہ حسب ذیل نقشہ سے ظاہر ہیں۔

اعتماد	متعدی بیک مفعول	متعدی بے مفعول جس کے مفعول پر اقتصار جائز ہے	متعدی بہ مفعول جس کے مفعول پر اقتصار جائز ہے
مبتدا	زَیْدٌ مَفْرُوبٌ أَبُوہٗ	عَمْرُو مَعْطٰی عَلَامَہٗ وَرَبُّہٗ	بَیْرٌ مَعْلُومٌ بِلَیْبَہٗ عَمْرُو فَاوِیْلَہٗ
موصوف	مَرَاتٌ بِرَجُلٍ مَفْرُوبٌ أَبُوہٗ	مَرَاتٌ بِرَجُلٍ مَعْطٰی عَلَامَہٗ وَرَبُّہٗ	مَرَاتٌ بِرَجُلٍ مَعْلُومٌ بِلَیْبَہٗ عَمْرُو فَاوِیْلَہٗ
موصول	جَاہِلٌ اِلٰی الْمَفْرُوبِ أَبُوہٗ	جَاہِلٌ اِلٰی الْمَعْطٰی عَلَامَہٗ وَرَبُّہٗ	جَاہِلٌ اِلٰی الْمَعْلُومِ بِلَیْبَہٗ عَمْرُو فَاوِیْلَہٗ
ذوالحال	جَاہِلٌ زَیْدٌ مَفْرُوبٌ اَبُوہٗ	جَاہِلٌ زَیْدٌ مَعْطٰی عَلَامَہٗ وَرَبُّہٗ	جَاہِلٌ زَیْدٌ مَعْلُومٌ بِلَیْبَہٗ عَمْرُو فَاوِیْلَہٗ
ہمزہ استفہام	اَلْمَفْرُوبُ زَیْدٌ ؟	اَلْمَعْطٰی زَیْدٌ وَرَبُّہٗ ؟	اَلْمَعْلُومُ زَیْدٌ فَاوِیْلَہٗ ؟
حرف نفی	اَلْمَفْرُوبُ زَیْدٌ	اَلْمَعْطٰی زَیْدٌ وَرَبُّہٗ	اَلْمَعْلُومُ زَیْدٌ فَاوِیْلَہٗ

قولہ زَیْدٌ مَفْرُوبٌ اَبُوہٗ زَیْدٌ کا باب مارا گیا ترکیب :- زَیْدٌ مَبْتُدَا مَفْرُوبٌ اسم مفعول معتد بہ مبتدا اپنے نائب فاعل ابو سے مل کر شبہ جمل ہو کر خبر ہوئی، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ یہ اس اسم مفعول کی مثال ہے جس کا فعل ایک مفعول کی طرف متعدی ہے۔ قولہ عَمْرُو مَعْطٰی ترکیب :- عَمْرُو مبتدا مَعْطٰی اسم مفعول اپنے نائب فاعل علامہ اور ورثا مفعول پہلے ثانی سے مل کر شبہ جملہ ہو کر خبر ہوئی۔ مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ یہ اس اسم مفعول کی مثال ہے جس کا فعل متعدی بہ مفعول ہے اور ایک پر اقتصار جائز ہے (عمر کے غلام کو ایک درہم عطا کیا)

قولہ بجز مفعول الخ ترکیب: بجز مبتدا، مفعول اسم مفعول اپنے نائب فاعل آتہ اور فاعلاً مفعول
بہ ثانی سے مل کر شبہ مجہول ہو کر خبر ہوتی۔ مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ یہ اس اسم مفعول کی
مثال ہے جس کا فعل متعدی بد و مفعول ہے اور اتقار ایک پر جاتر نہیں۔ ذکر کا بیٹا فاعلاً مل جانا گیا ہے
قولہ فاعلاً خبر الخ ترکیب: فاعلاً مبتدا، مجز اسم مفعول اپنے نائب فاعل آتہ اور عمر مفعول بہ ثانی اور
فانلاً مفعول بہ ثالث سے مل کر شبہ مجہول ہو کر خبر ہوتی، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا یہ اس اسم مفعول
کی مثال ہے جس کا فعل متعدی لبرہ مفعول ہے (مثالہ کہ بیٹے کو عمر کے فعل کی خبر دی گئی ہے)

۱۰ ششم صفت مشبہ عمل فعل خود کن بشرط اعتماد مذکور چوں زبذ حسن
غلام ہماں عمل کہ حسن میگرد۔

قولہ صفت مشبہ الخ صفت مشبہ وہ اسم مشتق ہے جو فعل لازم سے بنایا جائے اور اس ذات کو بتلا
حسن میں مصدری معنی بطور ثبوت یعنی پائیداری کے پائے جائیں جیسے حسن وہ شخص جس میں حسن بطور
پائیداری کے قائم رہے اسم فاعل اور صفت مشبہ میں یہ فرق ہے کہ اسم فاعل میں صفت عارضی ہوتی ہے
اور صفت مشبہ میں صفت لازمی اور دائمی پس ضارب کوئی شخص اس وقت کہلاتا ہے کہ جب تک کہ
ضرب اس سے صادر ہو رہا ہے اور حسن وہ شخص جس میں حسن کی صفت بروقت پائی جائے۔ مشبہ
دست بہت دیا ہوا چونکہ اسم فاعل کی شکل اس میں تشبیہ و جمع اور تذکیر و تانیث کے معنی آتے ہیں
لہذا اس کو اس مشابہت کی وجہ سے صفت مشبہ کہتے ہیں۔

قولہ عمل فعل خود کن الخ چونکہ صفت مشبہ صرف فعل لازم سے آتا ہے لہذا یہ اپنے فعل لازم کا سا
عمل کرے گا۔ لیکن یاد رکھنا چاہئے کہ صفت مشبہ کا عمل اپنے فعل سے زائد ہوتا ہے اس لئے کہ صفت
مشبہ مفعول کو نصب دیتا ہے جیسا کہ تم کو آئندہ معلوم ہو گا قولہ بشرط اعتماد مذکور یعنی اسم
موصول کے سوا صرف پانچ چیزوں میں سے کسی پر اعتماد ضرور ہونا چاہیے اور اسم موصول کے ہشتا
کی وجہ یہ ہے کہ صفت مشبہ پر جوام داخل ہوتا ہے وہ بالاتفاق موصول کا نہیں ہے اس لئے کہ لام
موصول اسم فاعل اور اسم مفعول کے سوا کسی پر داخل نہیں ہوتا اور اس کے عمل کے لئے اس کا معنی
حالی یا استقبال ہونا شرط نہیں ہے۔ کیونکہ زمانہ حال و استقبال کا پایا جانا عارضی معنی پر دلالت کرتا
ہے۔ اور صفت مشبہ میں عارضی معنی نہیں پائے جاتے اس لئے کہ صفت مشبہ دوام و ثبوت پر دلالت
کرتا ہے اور زمانہ تجد دو حدوت پر لہذا معلوم ہوا کہ دونوں میں منافات ہیں۔ اسی واسطے مصنف

تخفیف میں ہوتی۔ اس لئے کہ صفت مثبت میں تخفیف تنوین یا تون کے حذف سے ہوتی ہے یا ضمیر موصوفہ کے فاعل صفت سے حذف ہونے اور پھر اس کے صفت میں مستتر ہو گئی۔ لیکن وہ اس کو جائز نہیں رکھتے اس واسطے کہ اضافہ معزوف کی نکرہ کی طرف اگرچہ لفظی مفید تخفیف ہے لیکن یہ ظاہر میں اضافت معزوفہ کے برعکس کے مشابہ ہے اس لئے کہ اضافت معزوفہ نکرہ کی معزوفہ کی طرف ہے

اور حسن و قبح مختلف فیہ ہے سیویر اور تمام بعبر و قباحات کے ساتھ ضرورت شعریں جائز رکھتے ہیں اور کتب قباحات نہیں ہیں جائز رکھتے ہیں۔ بعبر قباحات کی وجہ یہ بتلاتے ہیں کہ اضافت لفظی تخفیف کے لئے ہے پس چاہئے تھا کہ اعلیٰ درجہ کی تخفیف کر لیتے یعنی ضمیر کو گرا تے نہ کہ تنوین کو کیونکہ تنوین کا گرامر ادنیٰ درجہ کی تخفیف ہے حالانکہ اعلیٰ درجہ کی تخفیف ممکن تھی اور جو لوگ جائز کہتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ تخفیف فی الجملہ حاصل ہے یعنی حذف تنوین پس کافی ہے اور احسن کی وجہ یہ ہے کہ اس میں ضمیر بقدر حاجت ہے بلا زیادت و نقصان۔ اور حسن کی وجہ یہ ہے کہ وہ ضمیر محتاج الیہ پر مشتمل ہے اور غیر احسن اس وجہ سے ہے کہ ضمیر زائد علیٰ الحاجت پر مشتمل ہے اور قبیح کی وجہ یہ ہے کہ موصوفہ کے ساتھ لفظاً رابطہ نہیں ہے

رہفتم اسم تفضیل و استعمال او بر سر وجہ است بہ من چوں زید افضل
من عمرو۔ یا بالف و لام چوں جاء فی زید یا افضل یا باضافت چوں
زید افضل القوم و عمل او در فاعل باشد و اں هو است فاعل
افضل کہ درو مستتر است۔

ہشتم مصدر بشرط آنکہ مفعول مطلق نباشد عمل فعلش کند چوں
فعل خود ۱۲

أَجْعَبَنِي صُوبَ زَيْدٍ عَمْرُوًا۔

نہم اسم مضاف مضاف الیہ را بجر کند چوں جاء فی غلام زید۔

بدانکہ اینجام بحقیقت مقدرست زیرا کہ تقدیرش آنست کہ غلام زید۔

قولہ اسم تفضیل الخ۔ اسم تفضیل وہ اسم ہے جو مصدر سے بنایا گیا ہو تاکہ اس بات کو ظاہر کرے کہ معنی مصدری ایک شئی میں دوسرے کی نسبت سے زیادہ پائے جاتے ہیں جیسے زیدٌ اَفْضَلُ مِنْ عَمْرُو (زید عمر سے زیادہ فضیلت والہ ہے) اس مثال میں اَفْضَلُ اسم تفضیل ہے جو اَفْعَلُ مصدر سے بنایا گیا ہے جس نے یہ بات بتلائی کہ ذات زید میں معنی مصدری یعنی فضل عمرو سے زیادہ ہے۔ اسم تفضیل اور مبالغہ میں یہ فرق ہے کہ اسم تفضیل میں زیادتی بمقابلہ دوسرے کے ہوتی ہے جیسے مثال مذکور میں اور مبالغہ میں زیادتی فی نفسہ ہوتی ہے۔ اور دوسرے کا اس میں لحاظ نہیں ہوتا جیسے زیدٌ اَفْضَلُ مَلُوبٌ (مرد بہت طلب کرنے والا) اسم تفضیل کا معنی واحد مذکر اَفْعَلُ کے وزن پر اور وصفیہ واحد مؤنث اَفْعَلٰی کے وزن پر آتا ہے۔ اسم تفضیل کا استعمال تین طرح سے ہوتا ہے۔ یا تو دونوں کے ساتھ جیسے قولہ زیدٌ اَفْضَلُ مِنْ عَمْرُو۔

ترکیب ۱۔ زید مبتدا، اَفْعَلُ اسم تفضیل، ضمیر ہو اس کے اندر مستتر فاعل، مِنْ عَمْرُو جار مجرور متعلق اَفْعَلُ کے۔ اَفْعَلُ اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر شبہ جملہ ہو کر خبر ہوئی۔ مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ اس میں زید مفضل ہے اور عمرو مفضل علیہ۔ مفضل باب تفعیل سے، اسم مفعول ہے۔ معنی فضیلت دیا گیا۔ جس کو فضیلت دی جاتی ہے اسے مفضل کہتے ہیں۔ اور جس پر فضیلت دی جاتی ہے اسے مفضل علیہ کہتے ہیں۔ معنی اس پر وہ فضیلت دیا گیا۔

یا الف ولام کے ساتھ۔ جیسے قولہ جَارِيٌّ زَيْدٌ يَالَا اَفْضَلُ دَايَا مِيرے پاس زید جو سے فضیلت والہ ہے) ترکیب ۲۔ جَارِيٌّ فعل، ان وقایہ کا ہی حکم مفعول ہے، زید موصوف، اَلَا اَفْضَلُ اسم تفضیل، اس میں ہو ضمیر مستتر اس کا فاعل، اسم تفضیل اپنے فاعل سے مل کر شبہ جملہ ہو کر صفت ہوتی موصوف کی موصوف اپنی صفت سے مل کر فاعل ہوا، فعل اپنے فاعل اور مفعول سے مل کر جملہ تعلیلہ خبریہ ہوا۔

یا اضافت کے ساتھ یعنی مضاف ہو کر جیسے زیدٌ اَفْضَلُ اَلْقَوْمِ (زید قوم میں سب سے زیادہ فضیلت والا ہے) ترکیب ۳۔ زید مبتدا، اَفْعَلُ اسم تفضیل مضاف اس میں ضمیر ہو فاعل، اَلْقَوْمِ مضاف الیہ۔ اَفْعَلُ اپنے فاعل اور مضاف الیہ سے مل کر شبہ جملہ ہو کر خبر

ہوتی۔ مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

قولہ وعل اور فاعل باشد الخ: یعنی اسم تفصیل ہمیشہ فاعل میں عمل کرتا ہے۔ خواہ وہ مفعول ہو یا مفعول اور فاعل مفعول میں اس کے عمل کے لئے کوئی شرط نہیں ہے۔ البتہ فاعل مفعول میں عمل کے لئے شرط ہے۔ جیسا کہ تم کو آئندہ کتابوں میں معلوم ہو جائے گا اور مفعول پر میں وہ بالکل عمل نہیں کرتا خواہ مفعول ہو یا مفعول۔

فائدہ ۱۰۔ اسم تفصیل کے آخر کبھی تنوین نہیں آتی، اور اسم تفصیل ہمیشہ فاعل کے معنی دیا کرتا ہے۔ جیسے اُفْعَلُ ذِیْ یَا دَہ مارِیْوَالَا اور کبھی مفعول کے معنی کے لئے بھی آتا ہے جیسے اُغْرَیْ ذِیْ یَا دَہ معروف (اُفْعَلُ ذِیْ یَا دَہ کام میں لگا ہوا) اسم تفصیل ثلاثی مجرد کے سوا کسی اور باب سے نہیں آتا۔ اور نیز ثلاثی مجرد سے بھی جس میں لون یا عیب ظاہری کے معنی پائے جاتے ہیں نہیں آتا۔ جیسے اُخْمَرُ دِیْخِ (مرد) اور اُغْرَجُ (لنگڑا) اور اس وزن کو ایسے صورت میں اُفْعَلُ وضعی کہتے ہیں۔ اور اگر اسم تفصیل کو ثلاثی مزید یا رباعی سے یا اس ثلاثی مجرد سے جس میں لون یا عیب ظاہری کے معنی پائے جاتے ہوں بنا کر مقصود ہو تو اس وقت لفظ شدت یا کثرت وغیرہ جیسے الفاظ سے اسم تفصیل اُفْعَلُ کے وزن پر بنا کر اس کے مصدر کو اس کے بعد ذکر کریں۔ اور پھر اس مصدر کو بنا کر تمیز نصب دیں۔ جیسے ہُوْا شَدِیْقُہٗ اِسْتَحْزَاجًا۔ وہ زیادہ سخت ہے اس سے اُزِدْ دے نکالنے کے) ہُوْا قُوْیْ یَنْہِ حُمْرَہٗ وہ زیادہ قوی ہے اس سے اُزِدْ دے مرنے کے) ہُوْا قَبْحُ یَنْہِ مَرَجًا وہ زیادہ قبیح ہے اس سے اُزِدْ دے لنگڑا ہونے کے) اور کبھی اسم تفصیل کے بعض صیغوں میں تغیر ہو جاتا ہے جیسے خُیْرٌ و شَرٌّ۔ کہ اصل میں اُخْمَرُ و اُغْرَجُ تھا۔ اور کبھی مفعول علیہ بوجہ معلوم و معین ہونے کے حذف کر دیا جاتا ہے جیسے اَللّٰہُ اَکْبَرُ یعنی اَللّٰہُ اَکْبَرُ کُلُّ شَیْءٍ یَّاءُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ مِّنْ کُلِّ شَیْءٍ۔

قولہ مصدر الخ: مصدر وہ اسم ہے جو فعل کا ماخذا و مشتق منہ ہو اور اس کی علامت یہ ہے کہ فارسی میں اس کے معنی میں دُنْ یا تَنْ آتا ہے اور اردو میں "نا" جیسے اَلْقُرْبُ سَمْعِ "زدن" مارنا اور جیسے اَلْقُتْلُ بمعنی کشتن۔ اور مصدر بشرطیکہ وہ مفعول مطلق نہ ہو اپنے فعل کا سا عمل کرتا ہے۔ خواہ وہ ماضی کے معنی میں ہو یا حال کے یا استقبال کے۔

پس اگر وہ لازم ہے تو فاعل کو رفع دے گا۔ جیسا کہ اس کا فعل فاعل کو رفع دیتا ہے جیسے اَنْجَبَنِیْ دِیْاَمٌ و زَیْدٌ (برقع و تنوین میم و وال) محمد کو زید کے کھڑے ہونے نے تعجب میں ڈالا۔ اس میں یام مصدر لازم ہے جس نے زید کو بنا کر فاعلیت رفع دیا۔ اور اگر متعدی ہے تو فاعل

کو رفع اور مفعول بہ کو نصب دیگا۔ جیسا کہ اس کا فعل فاعل کو رفع اور مفعول بہ کو نصب دیتا ہے جیسے
 آنجینہ زید عمر و ابرق و تنوین با دال و بنصب و تنوین را زید کے عم کو مارنے نے مجھ کو تعجب
 میں ڈالا اس میں قرینہ مصدر متعدی ہے جس نے زید فاعل کو رفع دیا اور عمر و مفعول بہ کو نصب دیا۔
 قولہ بشرط آنکہ اگر مصدر کے عمل کی شرط یہ ہے کہ وہ مفعول مطلق واقع نہ ہو۔ ورنہ عمل نہیں کرے گا۔ اور
 اس وقت عامل فعل ہوگا۔ اس لئے کہ قوی اور اصل کے ہونے ہونے خفیف اور فرع کو عامل بنانا صحیح نہیں
 اور عمل میں فعل اصل ہے اور مصدر اس کی فرع جیسے قرینہ قرینہ عمر و۔ اس میں قرینہ مصدر مفعول مطلق
 ہے اور عمر و مفعول بہ جس کو قرینہ فعل نے نصب دیا۔

تو کیب ۱۔ قرینہ فعل با فاعل۔ قرینہ مفعول مطلق، عمر و مفعول بہ فعل اپنے فاعل اور مفعول مطلق
 اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ جانتا چاہیے کہ مصدر کی اضافت فاعل کی طرف جائز ہے اور اس
 وقت فاعل لفظاً مجرور ہوگا۔ اس لئے کہ اس وقت مصدر کی اضافت اس کی طرف ہے اور معنی فاعل ہوگا
 اس وجہ سے کہ فاعل ہے۔ اور اگر مفعول مذکور ہو تو وہ منصوب ہوگا۔ جیسے آنجینہ زید عمر و۔ اس میں
 قرینہ مصدر کی اضافت زید فاعل کی طرف ہے اور زید مجرور باضافت ہے اور عمر و مفعول بہ منصوب ہے
 لیکن مصدر کا سنون ہو کر عمل کرنا اور مضاف نہ ہونا اولیٰ ہے۔ اور کبھی جبکہ قرینہ موجود ہو مفعول بہ کی
 طرف بھی مضاف ہو جاتا ہے۔ لیکن اس کی اضافت باعتبار فاعل مفعول کی طرف کم ہوتی ہے۔ آنجینہ قرینہ
 الیقین الجملہ و جملہ کے چور کو مارنے نے مجھ کو تعجب میں ڈالا، اس میں قرینہ فعل متعدی ہے اور الیقین
 مفعول بہ کی طرف مضاف ہے الجملہ اس کا فاعل ہے۔

قولہ آنجینہ قرینہ الخ: تعجب فعل، آن وقایہ کا، ہی تکلم مفعول بہ، قرینہ مصدر مضاف، زید مضاف الیہ
 فاعل، عمر و مصدر اپنے مضاف الیہ فاعل اور مفعول بہ سے مل کر شبہ جملہ ہو کر فاعل ہوا فعل کا۔ فعل اپنے
 فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ اس مثال میں قرینہ مصدر متعدی ہے اور اپنے فاعل زید
 کی طرف مضاف ہے۔ اور زید اگرچہ مضاف الیہ ہونے کے لحاظ سے لفظاً مجرور ہے مگر درحقیقت عمل رفع
 میں سمجھا جاتا ہے۔ کیونکہ وہ مصدر کا فاعل ہے۔ قولہ اسم مضاف الخ مضاف الیہ باب افعال سے اسم مفعول
 ہے۔ مصدر اضافت ہے جو جوف یاٹی ہے اور اضافت لغت میں معن ایکہ چیز کو دوسری چیز کی طرف
 مائل کرنا ہے اور اصطلاح میں اس نسبت تقیدی کو کہتے ہیں جو دو اسموں کے درمیان اس طرح پر ہو
 جس کے پہلے اسم دوسرا کم کر دینے والا ہو۔ اور اگرچہ وہ الیہ مضاف ہے مگر اضافت کیا گیا اور دوسرے کم کو مکتوبہ دیا گیا ہے مضاف
 وہ اضافت کیا گیا۔ جیسے جبار بنی قلام زید دیر سے پاس زید کا غلام آیا اس میں غلام مضاف ہے جس
 نے زید مضاف الیہ کو جبر دیا۔ پس غلام مضاف اپنے مضاف الیہ زید سے مل کر جبار فعل کا فاعل ہوا۔ فعل اپنے

فاعل اور مفعول بری مکمل سے مل کر جزو فعلہ خبریہ ہوا۔ اور اضافت میں قسم کی ہے یا تو وہ بمعنی لام مقدرہ ہوگی جبکہ
مضاف الیہ نہ تو مضاف کی جنس سے ہو یعنی مضاف الیہ مضاف پر ملاق نہ آئے اور نہ وہ مضاف کا ظرف ہو جیسے
عَلَامٌ زَبِیدٌ زَبِیدٌ کا عَلَامٌ اس میں زَبِید مضاف الیہ نہ تو عَلَامٌ پر ملاق آتا ہے اور نہ اس کا ظرف ہے۔ عَلَامٌ زَبِیدٌ
کی اضافت بمعنی لام ہوگی۔ یعنی عَلَامٌ زَبِیدٌ اور اس کو اضافت لایہ کہتے ہیں یا بمعنی میں بیانیہ ہوگی جب کہ مضاف
الیہ مضاف کی جنس سے ہو یعنی مضاف الیہ مضاف پر ملاق آئے اور وہ مضاف کی اصل ہو جیسے عَلَامٌ زَبِیدٌ۔
انکو علی چاندی کی ہے اور اس کو اضافت معنی کہتے ہیں یا بمعنی میں ہوگی جبکہ مضاف الیہ مضاف کا ظرف ہو جیسے
قُرْبُ الْیَوْمِ دون کی اور اس میں یوم قرب کا ظرف ہے لہذا اضافت بمعنی میں ہوگی ای قُرْبُ الْیَوْمِ دار نادان
میں اقوال بلکہ ایجا بحقیقت لام الحرف اس جگہ یعنی عَلَامٌ زَبِیدٌ میں درحقیقت لام مقدرہ ہے۔ منصف مجوز کہ
یہاں صرف اضافت لای کی مثال لائے میں لہذا انہوں نے اس کی تقدیر بتلائی ہے۔ جیسا کہ ہم بیان کر آئے
ہیں اور یاد رکھنا چاہیے کہ اضافت لای میں بعض جگہ لام کو نظم کلام میں ظاہر کیا جاتا ہے جیسا کہ گند چکا۔ اور
بعض جگہ ظاہر کرنے سے خرابی لازم آتی ہے۔ یعنی معنی صحیح نہیں رہتے پس ایسے مقام میں صرف لام کے معنی جو
اختصاص میں مراد ہوتے ہیں جیسے عَلَمٌ الْفَقْرِ۔ اس جگہ لام کا ظاہر کرنا حقیقت میں غلط ہے۔

فائدہ ۱۔ مضاف پر ال لام تعریف کا کہیں نہیں آتا اور اضافت کے وقت تنوین اور دو نشین اور
نون جمع اس سے گر جاتا ہے جیسے عَلَامًا مَجْمُوعًا کہ اصل میں عَلَامَانِ سَقَاوًا وَرُسُلًا سِغْبَرًا۔
دعین معنی مسلمان کہ اصل میں رُسُلًا سِغْبَرًا۔

سوالات ۱۔ ان مثالوں میں اسمائے عاملہ کے عمل اور ان کے معمول کو بتاؤ۔ زَبِیدٌ أَحْسَنُ مِنْ عَمْرِو۔
جَاءَ زَبِیدٌ مُعْطِیًا عَلَامًا دُرْهَمًا۔ قَطَرٌ لَوْ لَکَ خَیْرٌ زَبِیدٌ رَجُلًا صَادِقًا أَبُو ذَرٍّ عَمْرُو
زَبِیدٌ أَحْسَنُ أَبُو ذَرٍّ، أَبُو ذَرٍّ مَغْفًی رَأْسًا۔ خَیْرٌ لِعَمْرِو مَا لَفِیْعٍ۔ أَشْرَفُ الْحَیْثُ ذِکْرُ اللَّهِ۔
هَذَا عَلَامٌ زَبِیدٌ، هَذَا الْمَسْجِدُ أَرْفَعُ وَأَطْوَلُ مِنْ ذَٰلِکَ۔ عَمْرُو وَمُطَهَّرٌ قُوْبُهُ زَبِیدٌ
جَائِعٌ بَطْنًا۔ اَکْثَرُهُمْ کَافِرٌ وَنَ۔ نَوْمٌ اللَّیْلِ أَحْسَنُ مِنْ نَوْمِ النَّهَارِ۔

دہم اسم تام تمیز را بنصب کند و تمامی اسم یا تنوین باشد چوں ما

فی السماء قد در راحۃ سحابا یا بتقدیر تنوین چوں عندی احد عشر رجلا
نہست در آسمان بقدر کف دست ابرو ۱۲

و زید اکثر منک مال یا بنون تشبہ چوں عندی قفیزان بڑا۔ یا نون جمع

چوں ھَلْ نُنَبِّئُکُمْ بِالْأَخْسَرِیْنَ أَعْمَالًا ۖ یَا بَشَابَہِ نَوْنِ جَمِیعِ چوں عِنْدِی عَشْرُوْنَ
 دُرْھَمًا تَاتِعُونَ یَا بَاهِقَاتِ چوں عِنْدِی مِلْوُکَ عَسَلًا۔
 صورت ۱۲

یا زوہم اسمائے کنایہ از عدد و آل و لفظ است کم و کذا۔ تم بر دو
 قسم است استفہامیہ و خبریہ۔ کم استفہامیہ تمیز را بنصب کند و کذا نیز
 چوں کم رَجُلًا عِنْدَکَ و عِنْدَکَ اِدْرُھَمًا۔ و کم خبریہ تمیز را بجر کند چوں کم
 مَالٍ اَنْفَقْتُ و کم دَارٍ بَنِیْتُ۔ و گاہے مِنْ جار بر تمیز کم خبریہ آید چوں قولہ
 تَعَالٰی کُمْ مِنْ مَلَائِکَہِ فِی السَّمٰوٰتِ۔

قولہ اسم تام الحز: اسم تام وہ اسم ہے جو چار چیزوں یعنی تنوین یا نون تشبیہ یا نون جمع یا صفت میں
 سے کسی ایک کے ساتھ تام ہو جائے۔ قولہ تمامی اسم الحز: تمامی اسم کے یہ معنی ہیں کہ وہ اسم اس حالت میں
 جب کہ چاروں میں سے کوئی چیز اس پر موجود ہو صفت کے قابل نہیں ہوتا۔ مثلاً جب تک اسم پر تنوین ہو
 ہے وہ کسی کی طرف مضاف نہیں ہو سکتا یا جب تک وہ اسم کسی کی طرف مضاف ہے اس وقت تک دوسرے کی
 طرف مضاف نہیں ہو سکتا۔ پس جب کہ اسم ان اشیاء کے ساتھ تمام ہو جائے تو وہ فعل کے ساتھ جو اپنے
 فاعل کے ساتھ تمام ہو کر کلام تام بن جاتا ہے مثلاً یہ ہو گیا۔ اور یہ اشیاء بمنزلہ فاعل کے ہوتی ہیں۔ اور
 تمیز بمنزلہ مفعول کے ہوتی۔ قولہ مَائِ السَّمَاءِ الحز: آسمان میں تبدیل کے برابر برائے ہے اس مثال
 میں کاف الحز: اسم تام ہے۔ تمامی اسم تنوین کے ساتھ ہے اور سحاً یا تمیز ہے۔ تو کبیر۔ آخر حرف مشبہ
 بلیس، فی السَّماء جار مجرور متعلق ثبات کے ہو کر خبر مقدم ہوئی۔ قدر را تہ مرکب اضافی تمیز سحاً یا تمیز
 اپنی تمیز سے ل کر اسم مؤخر ہوا۔ مثلاً اسم مؤخر اور خبر مقدم سے ل کر جملاً اسمیہ خبریہ ہوا۔

یاد رکھنا چاہیے کہ تمامی اسم بلفظ تنوین اسم معرف میں ہوگی۔ قولہ عِنْدِی اَعْدَ عَشْرَ رَجُلًا میرے پاس
 گیارہ مرد ہیں اس مثال میں اَعْدَ عَشْرَ مرکب بنائی اسم تام ہے تمامی اسم بقدر تنوین ہے اور رَجُلًا تمیز

آخذ عشر کی تنوین بوجہ بنا حذف ہو کر حرکت بنائی اس کے قائم مقام ہو گئی۔

تو کیب :- عندی مرکب اضافی ظرف ہوا ثابت مقدار کا ثابت اپنے ظرف سے مل کر خبر مقدم ہوئی
اعد عشر اسم تام، لہذا تمیز اسم تام اپنی تمیز سے مل کر مبتدا مؤخر ہوا۔ مبتدا مؤخر اپنی خبر مقدم سے مل کر
جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ قولہ زید اکثرہ الخ (زید از روے مال کے تجھ سے زیادہ ہے) اس مثال میں اکثر اسم
تام ہے اور مالا تمیز ہے۔

تو کیب :- زید مبتدا، اکثر صیغہ اسم تفضیل تام ہے تمام اسم بتقدیر نون ہے۔ شک جابر و متعلق
ہوا اکثر کے۔ مالا تمیز اسم تام اپنے متعلق اور تمیز سے مل کر خبر ہوئی مبتدا کی، مبتدا اپنی خبر سے مل کر
جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ جانا چاہئے کہ تمامی اسم بتقدیر تنوین بنی اور غیر منحرف میں ہوئی۔ قولہ عندی
تفیز ان برآ (میرے پاس دو تفیزیں از روے گیسوں کے) تفیز ان تشبیہ تفسیر کا ہے۔ ایک پیمانہ ہے
اس مثال میں تفیز ان اسم تام ہے تمامی اسم نون تشبیہ کے ساتھ ہے اور برآ تمیز ہے۔

قولہ مل تنکلم الخ (دیکھا تم کو ان لوگوں کی خبریں جواز روے اعمال کے زیادہ ٹوٹے میں ہیں) اس مثال
میں آخری اسم تام ہے تمامی اسم نون جمع کے ساتھ ہے اور یہ آخری صیغہ اسم تفضیل کی جمع ہے اور اعمال
تمیز ہے۔ اور یہ عمل کی جمع مکرر ہے قولہ یا مشابہ نون جمع جیسے عشر مؤنث کی اس کا نون مشابہ بنون جمع مذکر
سالم ہے اسی طرح مل مؤنث اور از بعون اور خمس مؤنث اور سب مؤنث اور حم مؤنث اور تسعون کا
نون مشابہ بنون جمع مذکر سالم ہے اور جانا چاہئے کہ عشر مؤنث جمع عشرہ کی نہیں ہے اسی طرح مل مؤنث
جمع ملثہ کی نہیں ہے اور از بعون جمع از بعة کی نہیں ہے اور خمس مؤنث جمع خمسہ کی نہیں ہے اور سب مؤنث جمع
سبعة کی نہیں ہے اور تسعون جمع تسعة کی نہیں ہے اور حم مؤنث جمع حمائینہ کی نہیں ہے اور تسعون
جمع تسعة کی نہیں ہے اس لئے کہ مثلاً عشرون کو اگر جمع عشرہ کی لی جائے تو عشرون کا اطلاق نہیں
پرا ورا اس سے ناہم عقود پر آئے گا کیونکہ جمع کا کتر درجہ تین ہے اور تین عشرو تیس ہوتے ہیں یعنی
۱۰ + ۱۰ + ۱۰ = ۳۰ ہوتے۔ اسی طرح اگر مل مؤنث کو ملثہ کی جمع لی جائے تو ملثون کا اطلاق نہ اور
اس سے ناہم عقود پر آئے گا۔ اس وجہ سے کہ جمع کا کتر درجہ تین ہے اور تین ملثہ ٹو ہوتے ہیں یعنی
۳ + ۳ + ۳ = ۹ ہوتے۔ پس معلوم ہوا کہ یہ حقیقت کسی کی جمع نہیں ہیں لیکن جو مذکرہ صوره اور اعراض
میں جمع مذکر سالم کے مشابہ ہیں لہذا یہ مشابہ جمع ہوتے اور ان کا نون بھی مشابہ بنون جمع ہوگا۔

قولہ عندی عشر مؤنث و برآ میوے پاس بیس درہم ہیں) اس مثال میں عشر مؤنث اسم تام ہے
تمامی اسم مشابہ بنون جمع کے ساتھ ہے۔ اور برآ ہما تمیز ہے۔ قولہ تا تسعون یعنی عشرون سے
لے کر تسعون تک جتنے عقود ہیں سب میں تمامی اسم مشابہ بنون جمع کے ساتھ ہے۔ قولہ عندی مل مؤنث

عَسَلًا (میرے پاس اس برتن کی پُری از روئے شہد ہے) اس مثال میں مَلُوكًا اسم تام ہے۔ تمامی اسم نہایت کے ساتھ ہے۔ مَلُوكًا مضاف ہے اور کا غیر مضاف الیہ اور عَسَلًا تیز ہے جس کو مَلُوكًا اسم تام نے نصب دیا ہے۔ یاد رکھنا چاہئے کہ تمیز کو نصب کبھی فعل دیتا ہے جیسے طَابَ زَكِيْدٌ نَفْسًا میں۔ اور کبھی نصب اس کو اسم تام دیتا ہے جیسے عَشْرُوْنَ دَرَهْمًا اور خَفِيْزَانِ بَرًّا میں۔ قولہ وَاَنْزَلَ الْخَمْرَ یعنی کم استغناء اپنی تمیز کو نصب دیتا ہے اور کذا خبر یہ بھی اپنی تمیز کو نصب دیتا ہے۔ جانا چاہئے کہ کذا صرف خبر آتا ہے۔ اور چونکہ کذا بھی کم استغناء کی طرح اپنی تمیز کو نصب دیتا ہے۔ لہذا ان دونوں کے عمل کو اکٹھا بیان کر دیا اور ان کی مثالوں کو بھی ایک جگہ ذکر کر دیا۔

قولہ کہ رجلاً (تیرے پاس کتنے مرد ہیں) ترکیب، کم تمیز، رجلاً تمیز، میز اپنی تمیز سے مل کر مبتدا ہوا۔ مرکب اضافی ظرف ثابت مقدم کا۔ ثابت اپنے متعلق سے مل کر خبر ہوئی۔ مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ اتایہ ہوا۔ قولہ عُنْدِيْ كُذَّابٌ اَوْ اَمِيْرٌ ہمارے پاس تھے درہم ہیں) ترکیب، عندي مرکب اضافی ظرف ثابت مقدم کا۔ ثابت اپنے متعلق سے مل کر خبر ہوئی۔ کذا تمیز اپنی خبر سے مل کر مبتدا مؤخر۔ مبتدا مؤخر اپنی خبر مقدم سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ قولہ کہ مَا لَ اَنْفَقْتُ (میں نے اس قدر مال خرچ کیا) ترکیب، کم مضاف تمیز، مال مضاف الیہ تمیز، مضاف میز اپنے مضاف الیہ تمیز سے مل کر مفعول بہ مقدم ہوا۔ اَنْفَقْتُ فعل باقاعل۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ مقدم سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

قولہ کہ ذَا اِلٰہ (میں نے بہت سے گھر بنائے) ترکیب، مثل سابق۔ قولہ وَاَكْبَرُ مِنْ حَارِہِ الخ۔ کافیہ میں ہے کہ بن زائدہ کم استغناء اور خبریہ دونوں کی تمیز کے اول میں آتا ہے اور شارح رضی عنہ نے کہا ہے کہ میں نے اطلاع نہیں پائی کہ کم استغناء کی تمیز پر میں آتا ہوا اور نہ کسی کتاب میں میں نے دیکھا۔ البتہ علامہ زعفرانی نے کہا کہ آیت سَلِّ عَلٰی اٰسْرَآئِلَ کَمَا اَتٰیہُمْ مِنْ اٰیۃٍ یَّجۡتَنِبُوْنَ میں کم استغناء اور کم جزئیہ ہو سکتا ہے۔ (کم استغناء کا ترجمہ: اے محمد! بنی اسرائیل سے دریافت کیجئے کہ ہم نے ان کو کس قدر روشن نشانیاں دی ہیں۔ کم خبریہ کا ترجمہ: اے محمد! آپ بنی اسرائیل سے دریافت کر کے دیکھئے) اس کے بعد خبر کے طور پر فرماتا ہے کہ ہم نے ان کو کتنی ہی (یعنی بہت سی) روشن نشانیاں دی ہیں۔ قولہ کہ ہُوَ مَلِكٌ الخ (آسمان میں بہت سے فرشتے ہیں) اس میں ملک تمیز پر میں جارہ داخل ہے۔

سوالات :- ان مثالوں میں یہ بتاؤ کہ اسم تام کونسا ہے اور تمامی اسم کس شئی سے ہے؟ اور کم استغناء اور خبریہ کو متعین کرو اور ہر مثال کی ترکیب اور ترجمہ کرو؟

مَنْ أَحْسَنَ قَوْلًا، كَمْ مُعْبِلٌ عَنْ صَلَواتِهِ عَافِلٌ، رَأَيْتُ ثَلَاثِينَ رَجُلًا، كَمْ يَدْرَأُ
 صَمْتٌ، عِنْدَ مَنْ يَرْطُلُ زَيْشًا، عِنْدَ مَنْ كُنَّا وَكُنَّا، كَمْ مِنْ قَرْيَةٍ أَهْلُهَا هَا، كَمْ رَجُلًا
 صَدْرِيَّتْ، عِنْدَ مَنْ يَمْلُوكُ لَهْنًا، كَمْ زَكَاةً مَلِكِيَّتْ، لَيْسَ عِنْدَ مَنْ قَدْ رَجَفَتْ جَنْطَلَةٌ،
 كَمْ رَجُلٌ جَاءَ، عِنْدَ مَنْ يَرْطُلُ لَنْ زَيْشًا.

قسم دوم در عوامل معنوی بدانکہ عوامل معنوی بر دو قسم است
 اول ابتدا، یعنی مخلوق اسم از عوامل لفظی کہ مبتدا و خبر را بر رفع کند چوں زید قائم
 قائم و ایں جا گویند کہ زید مبتدا است مرفوع با ابتدا و قائم خبر مبتدا است
 مرفوع با ابتدا و ایں جا دو مذہب دیگرست۔ یکے آنکہ ابتدا عامل است
 در مبتدا و مبتدا و خبر۔ دیگر آنکہ ہر یکے از مبتدا و خبر عامل است در دیگر۔
دوم مخلوق فعل مضارع از نا صب و جازم فعل مضارع را بر رفع
 کند چوں یضرب زید اینجا یضرب مرفوع است زیرا کہ خالی است
 از نا صب و جازم۔ تمام شد عوامل نحو بتوفیق اللہ تعالیٰ و عفوہ

قولہ عوامل معنوی الخ عوالم معنوی وہ ہے جو عقل سے پہچانا جائے اور لفظ میں نہ ہو
 اور عامل معنوی دو قسم ہے۔ اول وہ جو مبتدا اور خبر میں عامل ہوا اور وہ ابتدا ہے۔ یعنی اسم کا
 عامل لفظی سے خالی ہونا۔ پس ابتدا بایں معنی مبتدا اور خبر دونوں کو رفع دیتا ہے۔ جیسے زید قائم
 کہ اس میں زید مبتدا اور قائم خبر۔ دونوں کو رفع دینے والا عامل ابتدا ہے۔ یعنی ان کا عامل لفظی سے
 متماں ہونا ہی ان کا عامل رفع ہے۔ ورنہ اگر ان پر عامل لفظی داخل ہو تو اس وقت عمل اس عامل
 کی طرف منسوب ہوگا۔ جیسے کان زید قائم میں زید کو رفع اور قائم کو کان عامل لفظی کی وجہ سے ہے
 اور یہ مذہب یعنی مبتدا اور خبر دونوں کو رفع دینے والا عامل ابتدا ہے نہما کے بعد کہ ہے۔ اور اس
 مذہب پر دونوں کا عامل معنوی ہوگا۔ قولہ و اینجا دو مذہب دیگرست الخ اور اس جگہ یعنی
 مبتدا اور خبر کے عامل رفع میں دو مذہب اور ہیں۔ ایک تو یہ کہ مبتدا میں تو عامل ابتدا ہے (یعنی اس کا
 عامل لفظی سے خالی ہونا) اور خبر میں عامل مبتدا ہے ذکر ابتداء۔ پس زید قائم میں زید میں عامل

ابتدا ہے اور قائم خبر میں عامل زیر مبتدا ہے اور اس مذہب پر مبتدا کا عامل معنوی ہوگا اور خبر کا عامل لفظی۔
دوسرا یہ کہ مبتدا اور خبر میں سے ہر ایک دوسرے میں عامل ہے یعنی مبتدا خبر میں عامل ہے اور خبر مبتدا میں۔ پس
زید قائم میں زیر مبتدا قائم خبر میں عامل ہے اور قائم خبر زیر مبتدا میں۔ اور اس مذہب پر مبتدا اور خبر
دونوں کا عامل لفظی ہوگا۔

دوم وہ جو فعل مضارع میں عامل رافع ہو اور وہ فعل مضارع کا نصب اور جزم دینے والے عامل
سے خالی ہونے ہے۔ پس فعل مضارع کا نائب اور جازم سے خالی ہونا فعل مضارع کو رفع دیتا ہے۔ جیسے
يُضَوِّبُ زَيْدًا (زید اڑاتا ہے) میں یضرب مضارع مرفوع ہے اس لئے کہ وہ عامل نائب اور جازم
سے خالی ہے۔ ورنہ اگر کوئی عامل لفظی اس پر داخل ہو تو وہ یا تو اس کو نصب دے گا۔ جیسے
لَنْ يُضَوِّبَ زَيْدٌ (زید میں نہیں) میں عامل لفظی نائب ہے جس نے یضرب کو نصب دیا۔ یا تو اس کو جزم
دیا۔ جیسے لَمْ يُضَوِّبْ زَيْدٌ (زید میں لم عامل لفظی جازم ہے جس نے یضرب کو جزم دیا۔

سوالات :- ان مثالوں میں عامل معنوی کو بتاؤ اور ہر ایک کا ترجمہ اور ترکیب
کرو :- زَيْدٌ ضَارِبٌ هَوَاقِدًا، يَسْرُونَ عَلَيْهَا، هَذَا رَجُلٌ، وَاللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنْتُمْ
لَا تَعْلَمُونَ، هَذَا ذِكْرٌ مُبَارَكٌ، لَا تَغْنِي بَعْضُ شِفَاعَتِهِمْ۔

خاتمہ در فوائد متفرقة کہ دانستن آن واجب است و آن سر فصل است
فصل اول در توابع، بدانکہ تابع لفظی است کہ دومی از لفظ سابق

باشد با عراب سابق از یک جهت و لفظ سابق را متبوع گویند۔ و حکم تابع آنست
کہ ہمیشہ در اعراب موافق متبوع باشد و تابع پنج نوع است۔ اول صفت

و اتو تابعی است کہ دلالت کند بر معنی کہ در متبوع باشد چوں جَاءَ بَنِي رَجُلٍ
عَالِمٌ یا بر معنی کہ در متعلق متبوع باشد چوں جَاءَ بَنِي رَجُلٍ حَسَنٌ غَلَاً

یا ابوةً مثلاً۔ قسم اول در وہ چیز موافق متبوع باشد در تعریف و تنکیر
و تذکیر و تانیث و افراد و تشنیہ و جمع و رفع و نصب و جر، چوں

عِنْدِي رَجُلٌ عَالِمٌ وَرَجُلَانِ عَالِمَانِ وَرَجُلَانِ عَالِمُونَ وَامْرَأَةٌ عَالِمَةٌ وَامْرَأَتَانِ عَالِمَتَانِ وَنِسْوَةٌ عَالِمَاتٌ۔

اما قسم دوم موافق متبوع باشد در پنج چیز۔ تعریف و تنکیر و رفع و نصب و جر، چوں جائی رَجُلٌ عَالِمٌ اَبُوهُ۔ بدانکہ مکرر را بجملة خبر صفت تو ال کر دو چوں جائی رَجُلٌ عَالِمٌ و در جمله ضمیر عائِدہ مکرر لازم باشد۔

قولہ در توابع الخ۔ یہ تابع کی جمع ہے جو وصفیت سے اسیت کی طرف نقل کر دیا گیا ہے۔ یعنی اب یہ اسم کی اس ایک نوع کا نام ہو گیا ہے۔ قولہ تابع لفظی ست الخ تابع وہ لفظ ہے جو پہلے لفظ کے لی فاعل سے دوسرا ہو اور پہلے لفظ کا اعراب ساتھ ہو۔ (یعنی جو اعراب پہلے لفظ پر ہے وہ ہی اس پر ہو)۔ در آخری لیکہ ان دونوں کے پہلے لفظ کا اور اس کا اعراب ایک جہت سے ہو۔ یعنی رفع، نصب، اور جر میں سے جو اعراب پہلے لفظ یعنی متبوع پر ہے وہ ہی اعراب تابع پر ہو۔ اور پھر ان دونوں کا اعراب ایک جہت سے ہو۔ یعنی دونوں کے اعراب کی علت اور سبب ایک ہو۔ مثلاً اگر متبوع کو رفع فاعل ہونے کی وجہ سے ہے تو تابع کو بھی رفع فاعل ہونے کی وجہ سے اس طرح تابع کا نصب و جر اسی وجہ سے ہو جس وجہ سے کہ متبوع کو نصب و جر ہے۔ پس تابع کا رفع و نصب و جر متبوع کی تبعیت میں ہوگا۔ جیسے جائی رَجُلٌ عَالِمٌ امیر سے پاس ایک عالم مرد آیا) اس میں عالم تابع (صفت) ہے جو پہلے لفظ یعنی رَجُلٌ متبوع (موجہوف) کے لی فاعل سے دوسرے مرتبہ میں ہے۔ اور جو اعراب رَجُلٌ پر ہے وہ ہی یعنی رفع اس پر بھی ہے۔ اور رفع دونوں پر ایک جہت سے ہے اس لئے کہ رَجُلٌ پر رفع فاعل ہونے کی وجہ سے ہے اسی طرح عالم پر بھی رفع فاعل ہونے کی وجہ سے ہے۔ قولہ از یک جہت الخ یہ اعطیت ذیئادہ ہٹا سے احتراز ہے اس واسطے کہ در ثما کا اعراب اگرچہ اسم سابق زید کے موافق ہے مگر ایک جہت سے نہیں ہے۔ اس لئے زید نصب معلولی نہ ہونے کی حیثیت سے ہے۔ اور در ثما کا نصب معلولی کی حیثیت سے ہے۔ قولہ لفظ سابق لمتبوع الخ۔ متبوع اسم مفعول ہے بمعنی پیروی کیا ہوا۔ کیونکہ اعراب میں اس کی پیروی اور تابعداری کی جاتی ہے۔ لہذا اس کا نام متبوع رکھا گیا۔ اور تابع بمعنی پیروی کرنا

کیونکہ یہ اعراب میں اپنے قابل متبوع کی پیروی اور تابعداری کرتا ہے لہذا اس کا نام تابع رکھا گیا۔ قولہ صفت
 وادتا بلی مست الخ۔ صفت وہ تابع ہے جو اپنے متبوع کے ساتھ مل کر اس معنی پر دلالت کرے جو اس کے متبوع
 یا متعلق متبوع میں ہیں جیسے جَاءَ لِي زُجْلٌ عَلَامٌ (میرے پاس ایک عالم مرد آیا)۔ اس میں عالم تابع
 نے معنی علم پر جو اس کے متبوع موصوف زُجْلٌ میں ہے دلالت کی۔ تروکیب :- جار فعل ماضی، تَن و تَابَہ
 کا، تَنی متکلم مفعول بہ، رَجُلٌ موصوف، عالم صفت۔ موصوف اپنی صفت سے مل کر فاعل ہوا۔ فعل اپنے
 فاعل اور مفعول سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ اس مثال میں لفظ عالم صفت رجل کہے اور اعراب میں اپنے
 اسم سابق رجل کے موافق ہے۔ پس رجل متبوع موصوف ہے اور عالم تابع صفت۔ اور اس کو صفت
 بحال موصوف کہتے ہیں۔ کیونکہ یہ صفت من موصوف کی حالت بیان کرتی ہے۔ قولہ جَاءَ لِي زُجْلٌ
 حَسَنٌ عَلَامٌ (میرے پاس ایک ایسا مرد آیا جس کا غلام حسین ہے) جار فعل۔ تَن و تَابَہ کا، تَنی متکلم
 مفعول بہ، رَجُلٌ موصوف، حَسَنٌ صفت مشبہ۔ غلام مرکب اضافی فاعل حَسَنٌ کا۔ حَسَن اپنے فاعل سے ملکر
 شبہ جملہ ہو کر صفت ہوئی۔ رجل موصوف اپنی صفت سے مل کر فاعل ہوا۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ
 سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ اس مثال میں حَسَن تابع صفت نے معنی حَسَن پر جو رجل متبوع موصوف کے متعلق
 یعنی غلام میں ہیں دلالت کی۔ اس لئے کہ صفت حَسَن غلام کی ذات میں قائم ہے۔ ذکر رجل کی ذات میں
 اور اس کو صفت بحال متعلق موصوف کہتے ہیں۔ تعریف میں اپنے متبوع کے ساتھ مل کر کی قید واسطے
 ہے کہ صفت تنہا بغیر متبوع کے مطلق معنی وصفی پر دلالت کرتا ہے کہ اپنے متبوع کے معنی پر۔

قولہ قسّم ذل در دہ چیز الخ یعنی وہ صفت جو معنی متبوع پر دلالت کرتی ہے اور جس کو صفت
 بحال موصوف کہتے ہیں اپنے متبوع موصوف کے ساتھ دس چیزوں میں جن کو صفت نے بتلایا ہے موافق ہوگی
 اور ہر ترکیب میں ان دس چیزوں میں سے صرف چار چیزیں پائی جائیں گی۔ اس طرح سے کشتا ایک جگہ
 تعریف یا تنکیر ہوگی اور تذکر و تانیث میں سے تذکر یا تانیث ہوگی اور افراد و تثنیہ و جمع میں سے افراد
 ہوگا یا تثنیہ یا جمع اور رفع و نصب و جر میں سے رفع ہوگا یا نصب یا جر جیسے رَعْبُدَى رَجُلٌ عَلَامٌ
 (میرے پاس ایک عالم مرد ہے)۔ اس ترکیب میں ان دس چیزوں میں سے صرف چار چیزیں پائی جا رہی ہیں
 تنکیر اور تذکر اور افراد اور رفع۔ اسی طرح رَعْبُدَى رَجُلٌ عَلَامٌ میں چار چیزیں تنکیر اور تذکر اور
 تثنیہ اور رفع جو الف کے ساتھ ہے، پائی جا رہی ہیں۔ اسی طرح صفت کی تیسری مثال میں چار چیزیں
 تنکیر اور تذکر اور جمع اور رفع پائی جا رہی ہیں۔ اور چوتھی مثال میں تنکیر اور تانیث اور جمع اور رفع ہیں اور
 نسوۃ جمع افراد کی ہے۔ قولہ تانیث، جب صفت صفت میں مذکر اور مؤنث یکساں ہوں۔ جیسے
 رَجُلٌ مَفْعُولٌ جِئْتُ رَجُلٌ جَرٌ یُحِبُّ وَ امْرَأَةٌ جَرٌ یُحِبُّ (مرد جو تم سے ہے اور عورت جو تم سے ہے)

اور جیسے نکرہ متعلق ہے قول مُبْرُورٌ وَابْنُ مَرْثَدٍ (مرد جو مبر کرنے والا ہے اور عورت جو مبر کرنے والی ہے) ایسی صفت مؤنث ہو جس کا اطلاق مذکر پر ہوتا ہو جیسے رَجُلٌ عَلَامَةٌ (مرد جو بہت جاننے والا ہے) ایسی صفت مذکر ہو جس کا اطلاق مؤنث پر متعین ہو جیسے امْرَأَتُهَا نَقْصٌ (عورت) دل ہے اتنا سب مبرور میں تالاج اپنے مقبوع کے ساتھ تائید میں موافق نہیں ہوگا۔

قولہ قسم دوم موافق مقبوع الخ یعنی وہ صفت جو معنی مطلق مقبوع پر دلالت کرتی ہے، اور جس کو صفت بحال متعلق موصوف کہتے ہیں اپنے مقبوع موصوف کے ساتھ پانچ چیزوں میں جن کو مصنف نے بتلائی ہیں، موافق ہوگی اور ہر ترکیب ان پانچ چیزوں سے صرف دو چیزیں پائی جائیں گی۔ تعریف و نیکر میں سے صرف تعریف ہوگی یا نیکر اور رفع و نصب و جر میں سے رفع ہوگا یا نصب یا جر۔ اور باقی پانچ چیزوں میں اپنے فاعل کے لحاظ رکھے گی اور صفت مانند فعل کے ہوگی جیسے جَاءَ بَنِي رَجُلٍ عَالِمٌ اس مثال میں عَالِمٌ بجائے عَلِمَ ہے اور أَبُوهُ فاعل اور فاعل مظهر متینہ ہو تو فعل مفرد ہو کر تاء ہے لہذا عَالِمٌ بھی جو بجائے فعل ہے مفرد رہے گا اور جَاءَ بَنِي رَجُلٍ مُرْتَفِعٌ دَارُهُ اور مُرْتَفِعٌ دَارُهُ دونوں طرح صحیح ہے چونکہ دَارُ مؤنث غیر حقیقی ہے اور فعل اس صورت میں مذکر اور مؤنث دونوں طرح آتا ہے لہذا مُرْتَفِعٌ جو بجائے أَرْتَفِعُ فعل ہے دونوں طرح آئے گا اور جَاءَ بَنِي رَجُلٍ عَالِمَةٌ میں آم چونکہ مؤنث حقیقی ہے اور اس صورت میں فعل مؤنث آتا ہے لہذا عَالِمَةٌ جو بجائے فعل عَلِمَتْ ہے مؤنث آئے گا۔ قولہ جَاءَ بَنِي رَجُلٍ عَالِمٌ أَبُوهُ میرے پاس ایک مرد آیا جس کا باپ عالم ہے۔

ترکیب ہے بَرَجَاءَ فعل ماضی لَ وَتَافِيَهُ کا ہی متکلم مفعول بہ رَجُلٌ موصوف عَالِمٌ أَبُوهُ شبہ جملہ ہو کر صفت ہوئی۔ موصوف اپنی صفت سے مل کر فاعل ہوا فعل اپنے فاعل اور مفعول سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ اس مثال میں رَجُلٌ مقبوع موصوف ہے اور عَالِمٌ اور أَبُوهُ شبہ جملہ ہو کر تالاج صفت ہے اور محلاً مرفوع ہے۔ اور اس ترکیب میں دو چیزیں نیکر اور رفع پایا جا رہا ہے اور جملہ خبریہ حکم میں نکرہ کے ہوتا ہے۔ قولہ نَكَرَهُ را بجملہ خبریہ الخ یعنی جملہ خبریہ نیکر کی صفت واقع ہو سکتی ہے اس لئے کہ جملہ خبریہ اپنے حکم کے شیوع کی وجہ سے حکم میں نکرہ کے ہوتا ہے نہ کہ جملہ انشائیہ۔ لیکن اس وقت جملہ خبریہ میں ایک ضمیر کا ہونا ضروری ہے جو نکرہ موصوفہ کی طرف لوثی ہے تاکہ وہ موصوف کے ساتھ ربط پیدا کر دے اور جملہ اپنے موصوف سے اجنبی نہ رہے۔ جیسے جَاءَ بَنِي رَجُلٍ عَالِمٌ (میرے پاس ایک مرد آیا جس کا باپ عالم ہے)

ترکیب ہے بَرَجُلٍ موصوف أَبُوهُ مرکب اضافی مبتدا عَالِمٌ خبر مبتدا اپنی خبر سے ملکر

جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر صفت ہوئی۔ موصوف اپنی صفت سے مل کر فاعل ہوا جَاءَ کا۔ جَاءَ فعل اپنے فاعل اور جی متکلم مفعول سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ اس مثال میں اَبُوہُ عَالِمٌ جملہ خبریہ صفت رَجُلٌ نکرہ کی واقع ہوئی۔ اور اس جملہ میں ہمیر ہے جو رَجُلٌ موصوف کی طرف لوٹ رہی ہے۔

وَمُتَّكِئَةٌ واد تابعی است کہ حال متبوع را مقرر کر داند در نسبت یا در شمول تا سامع را شک نہاند۔ و تاکید بر دو قسم است لفظی بتکرار لفظ است چوں زید زید قائم وضوب ضرب زید و ان ان زید قائم۔ و تاکید معنوی بہ ہشت لفظ است نفس وعین و کلا کلتا و کل و اجمع و اکث و ابغ و ابصع چوں جاعنی زید نفسه و جاعنی الزید ان انفسهما و جاعنی الزید و ان انفسهم۔ و عین را بریں قیاس کن۔ و جاعنی الزید ان کلاهما و الیہند ان کلتاھما۔ و کلا و کلتا خاص اند بمثنی۔ و جاعنی القوم کلهم اجمعون و اکثعون و ابغون و ابصعون۔ بدانکہ اکث و ابغ و ابصع اتباعند بہ اجمع پس بدون اجمع و مقدم بر اجمع نباشد۔

قولہ تاکید واد تابعی است الخ۔ تاکید وہ تابع ہے کہ حال متبوع مقرر گرداند جو سامع کے نزدیک متبوع کے حال کو ثابت اور پختہ کر دے و نسبت متبوع کے منسوب یا منسوب الیہ ہونے میں تاکہ سامع پر یہ امر ثابت ہو جائے کہ منسوب یا منسوب الیہ اس نسبت میں متبوع ہے نہ کوئی اور یا در شمول یا متبوع کے اپنے

افراد کو شامل ہونے میں تاکہ سامع کو معلوم ہو جائے کہ مراد تمام افراد متبوعہ بعض تا سامع رانک
نمائندہ تاکہ سامع کو کسی قسم کا شک و شبہ نہ رہے۔ نسبت کی مثال جیسے ذیئذ ذیئذ قائم، پس اگر صر
زید قائم کہا جاتا تو شاید سامع یہ خیال کرنا کہ مستحکم نے قیام کی نسبت زید مسند ایک طرف غلط
کر دی ہے اور قائم کوئی اور ہو۔ پس زید کو مکرر لانے سے یہ شبہ دور ہو گیا۔ شمول کی مثال جیسے
جاء فی القوم کلہم (میرے پاس قوم آئی سب سب) لفظ قوم اگرچہ تمام افراد کو شامل ہے،
مگر با اذات اکثر افراد پر قوم کا لفظ بول دیتے ہیں۔ کلہم کے لانے سے معلوم ہو گیا کہ قوم کے تمام
افراد مراد ہیں۔ قولہ ہذا لفظ مست والا۔ یعنی تاکید لفظی لفظ کے مکرر لانے سے ہوتی ہے
خواہ وہ اسم ہو یا فعل یا حرف یا جملہ یا مرکب تعقید۔ پس جس چیز کی تاکید کرنی مقصود ہو اسے مکرر لانے
سے تاکید لفظی ہو جاتی ہے۔ لفظی بمعنی لفظ والا۔ یہ لفظ کا منسوب ہے چونکہ یہ تکرار لفظ سے حاصل
ہوتی ہے لہذا اس کو لفظی کہتے ہیں۔ قولہ ذیئذ ذیئذ قائم مکرر اسم مسند الیہ کی مثال ہے۔ قولہ
ضرب ضرب ذیئذ مکرر فعل مسند کی مثال ہے۔ قولہ ان ذیئذ ان ذیئذ ان ذیئذ مکرر حرف کی مثال
ہے۔ قولہ معنوی، تاکید معنوی تکرار لفظ سے حاصل نہیں ہوتی بلکہ اس کے لئے آٹھ لفظ ہیں جن کو
لانے سے تاکید معنوی ہو جاتی ہے۔ معنوی بمعنی معنی والا۔ یہ معنی کا منسوب ہے چونکہ یہ معنی معنی کے
ملاحظہ سے حاصل ہوتی ہے لہذا اس کو معنوی کہتے ہیں۔ قولہ نفس و عین یہ واحد اور تثنیہ
جمع کے لئے مستعمل ہوتے ہیں ان کے ساتھ جو ضمیر ہوگی اس کی مطابقت مرجع کے ساتھ ضروری ہے۔
اور خود ان کے معنی کی مطابقت متبوعہ مؤکرر کے ساتھ حرف واحد اور جمع میں ہے۔ تثنیہ کے لئے
جمع کا صیغہ آتا ہے۔ نفس کی جمع النفس اور عین کی جمع أعین بمعنی ذات۔ ان دونوں سے
تاکید اس وقت لاتے ہیں جبکہ مستحکم یہ خیال کرے کہ سامع نسبت میں مجاز یا سہو وغیرہ کا خیال
کرے گا جیسے جاء فی ذیئذ نفس (آیا میرے پاس زید نفس اس زید کا یعنی میرے پاس زید بذات خود آیا)
شرکیب ہاء فعل ن وقایہ کا مستحکم مفعول بہ زید مؤکرر نفس مفات کا ضمیر
مضاف الیہ، مفات اپنے مفات الیہ سے مل کر تاکید ہوتی۔ مؤکرر اپنی تاکید سے مل کر حاصل ہوا۔
فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر حملہ تعلیہ خبر بہ ہوا۔ وجاء فی الذیئذ ان النفس ہذا آئے میرے
پاس وہ دوزیر نفس ان دونوں کے۔ یعنی وہ دوزیر بذات خود میرے پاس آئے) وجاء فی
الذیئذ ان النفسہم۔ وجاء فی الاموات ان النفسہما۔ وجاء فی النساء النفسہن
اسی طرح جاء فی ذیئذ عنہ (آیا میرے پاس زید ذات اس کی۔ یعنی وہ زید بذات خود میرے
پاس آیا) وجاء فی الذیئذ ان اعینہما، وجاء فی الذیئذ ان اعینہم۔ قولہ کلا وکلنا

یہ دونوں خاص تشبیہ کے لئے آتے ہیں پہلا تشبیہ مذکر کے لئے بمعنی دوسرا اور دوسرا تشبیہ مؤنث کے لئے بمعنی دوسری جیسے جَاءَ فِي الشَّيْءِ أَنْ كَلَاهَا وَجَاءَ ثَنِي الْهَيْدِ أَنْ كَلَّهَا هُمَا۔ قول کل یہ واحد و جمع کے واسطے آتا ہے اس کے معنی میں کوئی اختلاف نہیں ہوتا البتہ اس کے ساتھ جو ضمیر اس کا مضاف الیہ ہوگی وہ اپنے مرجع کے اعتبار سے بدلتی ہے گی اگر مرجع مفرد مذکر ہے تو ضمیر بھی مفرد مذکر کی ہوگی اور اگر مفرد مؤنث ہے تو ضمیر بھی مفرد مؤنث کی ہوگی و علیٰ ہذا النقیاس جیسے قَرَأْتُ الْكِتَابَ كُلَّهُ (میں نے تمام کتاب کو پڑھا) وَقَرَأْتُ الصَّبِيحَةَ كُلَّهَا (میں نے تمام صبح کو پڑھا) وَاشْتَرَيْتُ الْعَبْدَ كُلَّهُمْ (میں نے تمام غلاموں کو خریدا) وَطَلَقْتُ الْبَنَاتِ كُلَّهِنَّ (میں نے تمام عورتوں کو طلاق دیدی) ان مثالوں میں کل کا مضاف الیہ جو ضمیر ہے اپنے مرجع کے اعتبار سے بدل رہی ہے۔ قولہ اَجْبَعُ اَوْ اَكْتَعُ اَوْ اَجْبَعُ اَوْ اَبْصَعُ اَوْ اَبْصَعُ واحد و جمع کے لئے آتے ہیں لیکن ان میں صرف صیغہ کا اختلاف ہوتا ہے پس اَجْعُ اور اَكْعُ اور اَتْعُ اور اَبْعُ واحد مذکر کے لئے ہیں سب بمعنی "تمام" کے ہیں۔ اور جُعَاءُ اور كُعَاءُ اور بُعَاءُ اور اَبْعَاءُ واحد مؤنث کے لئے اور اَجْعُونُ اور اَكْعُونُ اور اَتْعُونُ اور اَبْعُونُ جمع مذکر عاقل کے لئے اور اَجْعُ اور اَكْعُ اور اَبْعُ اور اَبْعُ جمع مؤنث عاقل کے لئے جیسے اَشْتَرَيْتُ الْعَبْدَ اَجْبَعُ وَاكْتَعُ وَاَبْصَعُ وَاَبْصَعُ (میں نے تمام غلام کو خریدا) اگر العبد کی تاکید اجمع وغیرہ نہ لائی جاتی تو سامع کو وہم ہوتا کہ شاید نصف غلام خریدا ہو۔ لیکن جب آگے تاکید آگئی تو یہ وہم دور ہو گیا اور جیسے جَاءَ فِي الْقَوْمِ اَجْعُونُ وَاكْعُونُ وَاَبْعُونُ وَاَبْعُونُ (میرے پاس تمام قوم آئی) وَاشْتَرَيْتُ الْجَارِيَةَ جُعَاءً وَكُعَاءً وَبُعَاءً وَابْعَاءً۔ وَجَاءَ اِنْشَاءً جُعَةً وَكُعَةً وَبُعَةً وَابْعَةً۔ یاد رکھنا چاہئے کہ اَجْعُ اور اَكْعُ اور اَبْعُ اور اَبْعُ سے اس چیز کی تاکید کی جاتی ہے جس کے ایسے اجزاء ہوں جن کو یا تو از روئے جس ایک دوسرے سے جدا کر سکتے ہیں۔ جیسے اَكْرَمْتُ الْقَوْمَ كُلَّهُمْ (میں نے تمام افراد قوم کا اکرام کیا)۔ اس میں قوم کے اجزاء جدا جدا ہو سکتے ہیں یا علم ان کو جدا کر سکتے ہوں جیسے اَشْتَرَيْتُ الْعَبْدَ كُلَّهُمْ میں عبد کے اس کے اجزاء اگر جدا جدا ہو سکتے ہیں تو نہیں ہو سکتے لیکن حکماً ہو سکتے ہیں۔ اس لئے کہ غلام کے خریدنے میں اجزاء ہو سکتے ہیں کیونکہ ممکن ہے کہ نصف غلام کو ایک شخص خریدے اور باقی نصف کو دوسرا شخص خریدے۔ اور جَاءَ فِي زَيْنٍ كُلِّهَا ناجائز ہے اس لئے کہ زید کے اجزاء آنے کے حکم میں نہ تو جدا ہو سکتے ہیں اور نہ حکماً۔ قولہ بَدَا كَمُ الْخِ يَتِيْنُوں کلمات اَجْعُ کے تابع ہیں اس لئے کہ اَجْعُ ان تینوں سے معنی مقصود پر (جو جمعیت ہیں) زیادہ دلالت کرنے والا ہے۔ لہذا یہ نہ تو

اجمع کے بغیر آتے ہیں اور اگر اجمع کے ساتھ ذکر کئے جائیں تو اس پر مقدم نہیں ہوتے۔

سوم بدل۔ واو تابعی ست کہ مقصود بہ نسبت او باشد و بدل
بر چہار قسم ست۔ بدل الکل و بدل الاشتمال و بدل الغلط و بدل البعض
بدل الکل آنست کہ مدلولش مدلول مبدل منہ باشد چوں جاء بنی
زید اخوک۔ و بدل البعض آنست کہ مدلولش جزو مبدل منہ باشد
چوں ضرب زید رأسہ۔ و بدل الاشتمال آنست کہ مدلولش
متعلق بمبدل منہ باشد چوں سبب زید ثوبہ۔ و بدل الغلط
آنست کہ بعد از غلط بلفظی دیگر یا دکنند چوں مررت بجبل جبار۔

قولہ بدل واو تابعی ست الخ بدل وہ تابع ہے جو مقصود نسبت سے وہی اور
متبوع (مبدل منہ) کا ذکر تابع (بدل کی طرف نسبت کے واسطے محض توطیہ اور تہیہ ہوتا ہے
اس تابع بدل کے متبوع کو مبدل منہ کہتے ہیں۔ اور مبدل باب افعال سے اسم مفعول ہے مصنف
کے قول مقصود بہ نسبت او باشد سے صفت اور تاکید اور عطف بیان خارج ہو گئے۔ اس
لئے کہ ان میں نسبت سے مقصود متبوع اور تابع دونوں ہوتے ہیں۔ قولہ بدل الکل آنست
بدل الکل وہ ہے کہ اس کا مدلول مبدل منہ کا مدلول ہے۔ یعنی بدل اور مبدل منہ کا مدلول
اور مصداق ایک ہو جیسے جاء بنی زید اخوک (ایا میرے پاس زید بڑا بھائی) اس مثال میں محبت
کی نسبت سے مقصود صرف اخوک ہے اور زید کا ذکر صرف اخوک کی طرف محبت کی نسبت
کے لئے توطیہ اور تہیہ ہے اور جس چیز پر زید صادق آتا ہے اسی پر اخ صادق آتا ہے۔
بدل الکل مرکب اضافی ہے اس میں اضافت بیانہ ہے اور الکل کا الف لام مضافیہ
کے عوض میں ہے۔ تقدیر عبارت اس طرح ہے بدل ہو کل المبدل منہ بمعنی بدل جو مبدل
منہ کا کل ہے۔ چونکہ اس میں بدل تمام اس چیز پر صادق آتا ہے جس پر مبدل منہ صادق
آتا ہے لہذا اس کا یہ نام رکھا گیا۔

ترکیب :- جاء فعل ن وقایہ کا سہی مکمل مفعول بہ زید مبدل منہ اخوک مرکب اضافی بدل الکل مبدل منہ اپنے بدل سے مل کر فاعل ہوا، فعل اپنے فاعل اور مفعول ہر سے بدل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ قولہ بدل البعض آنت الخ بدل البعض وہ ہے کہ اس کا رول مبدل منہ کا جز ہو جیسے قولہ ضرب زید کأسه امارا گیا زید سر اس کا یعنی زید کا سر مارا گیا۔ اس مثال میں رأس بدل البعض ہے جو زید مبدل منہ کے بدلنے کے اجزائیں سے ایک جز ہے اور اس میں ضرب ک نبت سے مقہود رأس ہے اور زید کا ذکر محض توطیۃ اور تمہید ہے۔ اور بدل البعض بھی مرکب اضافی ہے اور اس میں بھی اضافت یا زید ہے اور الف لام مضاف الیہ کے عوض میں ہے۔ یعنی بدل البعض المبدل منہ ابدل جو مبدل منہ کا بعض ہے (چونکہ اس میں بدل کا مدلول مبدل منہ کا بعض ہوتا ہے اس لئے اس کا نام یہ رکھا گیا)

ترکیب :- ضرب فعل ماضی مجہول زید مبدل منہ رأس مرکب اضافی بدل البعض مبدل منہ اپنے بدل سے ملکر نائب فاعل ہوا۔ فعل اپنے نائب فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ قولہ بدل الاشتمال آنت الخ بدل الاشتمال وہ ہے کہ اس کا مدلول مبدل منہ سے تعلق اور علاقہ رکھنے والا ہو لیکن یہ تعلق اور علاقہ بدل کے بدل منہ کے کل یا جز ہونے کے علاوہ ہو جیسے سلب زید ثوبہ (بھینا یا زید پرے اس کے یعنی زید کے پرے چھینے گئے) اس مثال میں ثوبہ بدل الاشتمال ہے جو زید مبدل منہ سے تعلق اور علاقہ رکھتا ہے لیکن جو تعلق اور علاقہ بدل کے بدل منہ کے کل یا جز ہونے کے علاوہ ہے اس لئے کہ ثوبہ نہ تو زید کا کل ہے اور نہ اس کا جز اور بدل الاشتمال مرکب اضافی ہے اور اس میں اضافت بسبب کی سبب کی طرف ہے بمعنی بدل جن کے لانے کا سبب مبدل منہ میں ایک کا دوسرے پر مشتمل ہونا ہے بدل کے بدل منہ پر مشتمل ہونے کی مثال جیسے سلب زید ثوبہ۔ اور بدل منہ کے بدل پر مشتمل ہونے کی مثال جیسے قولہ تعالیٰ یسئلونک عن الشهر الحرام قتال فیہ الایہ (وہ آپ سے سوال کرتے ہیں ماہ حرام سے اس میں جنگ کرنے سے) اس میں قتال فیہ بدل ہے اور الشهر الحرام مبدل منہ لیکن اس میں شہر حرام مبدل منہ قتال بدل پر مشتمل ہے اور اس کا ظرف ہے۔ اس لئے کہ قتال اس میں واقع ہے۔

قولہ بدل الغلط آنت الخ بدل الغلط وہ ہے جس کو غلطی کے بعد دوسرے الفاظ سے یاد کریں جیسے قولہ مزلت برجل جبار (میں ایک مرد کے پاس سے گزرا انہیں اڑھ کے پاس سے اس مثال میں جبار بدل الغلط ہے متکلم بھار گنا چاہتا تھا لیکن سبقت لاسی سے برجل نکل گیا لیکن فوراً خیال آنے کے بعد اس غلطی کی تدارک کے لئے اس نے جبار بدل کو ذکر کیا

اور برل الغلط بھی مرکب اضافی ہے اور اس میں اضافت مسبب کی سبب کی طرف ہے۔ بمعنی اور جس کا سبب غلطی متکلم ہے، جو نیز اس کے ذکر کا سبب غلطی متکلم ہے۔ لہذا اس کا یہ نام رکھا گیا

پہچہارم عطف بحرف واو تابعی ست کہ مقصود باشد بہ نسبت با

متبوعش بعد از حرف عطف چوں جاء فی زید و عمرو۔ حروف عطف وہ است در فصل سوم یاد کنیم انشاء اللہ تعالیٰ و اورا عطف نسق نیز گویند۔ پیچہ عطف بیان واو تابعی ست غیر صفت کہ متبوع را روشن گردانند چوں افسم باللہ ابو حفص عمرو و قتیقہ بعلم مشہور تر باشد و جاء فی زید ابو عمرو و قتیقہ بکفیت مشہور تر باشد۔

فصل دوم در بیان منصرف و غیر منصرف۔ منصرف آنست کہ پیچ سبب از اسباب منع صرف درو نباشد۔ و غیر منصرف آنست کہ دو

سبب از اسباب منع صرف درو باشد۔ و اسباب منع صرف نہ است عدل و وصف و تانیث و معرفہ و عجم و جمع و ترکیب و وزن فعل

والف و نون زائد تان۔ چنانچہ در عمر عدل ست و علم و در ثلث و مثلث صفت ست و عدل و در طلحہ تانیث ست و علم و در زینب

تانیث معنوی ست و علم و در جلی تانیث ست بالف مقصورہ و در حمراء تانیث است بالف محدودہ و ایں مؤنث بجائے دو سبب ست

و در ابن اہنیم عجم ست و علم و در مساجد و مصابیح جمع منتہی المجموع

بجائے دو سبب ست و در بَعْلَبَتْ ترکیب ست و عِلْم و در اَحَد و زن
فعل ست و عِلْم و در سَكْرَانُ الف و نون زائدتان ست و وصفت
و در عُثْمَانُ الف و نون زائدتان ست و عِلْم و تحقیق غیر منظر از کتب دیگر معلوم

قولہ عطف بحرف و اذ تابعی ست الخ عطف بحرف یعنی معطوف بحرف و تابع ہے جو حرف عطف
کے بعد آئے اور نسبت میں اپنے متبوع کے ساتھ مقہود ہو یعنی نسبت سے مقصود تابع اور متبوع دونوں
ہیں حرف عطف سے پہلے جو متبوع ہوتا ہے اس کو معطوف علیہ کہتے ہیں یعنی (اس پر عطف کیا گیا) اور
حرف عطف کے بعد جو تابع ہوتا ہے اُسے معطوف کہتے ہیں (عطف کیا گیا) جیسے جَاءَ لِي زَيْدٌ وَعُمَرُ
(میرے پاس زید اور عمر آئے) اس مثال میں عُمَرُو کا عطف زید پر ہے پس عُمَرُو تابع معطوف ہے
جو و ا حرف عطف کے بعد ہے اور زید متبوع معطوف علیہ ہے۔ پس حیثیت (یعنی آنا) کی نسبت سے
جیسا کہ عمر و مقصود ہے اسی طرح زید بھی، یعنی زید اور عمر و دونوں کا آنا مقصود ہے۔ مصنف کے قول
مقصود باشد بہ نسبت سے صفت تاکید اور عطف بیان خارج ہو گئے اس لئے کہ یہ خود مقصود نہیں
ہوتے بلکہ مقصود ان کے متبوعات ہوتے ہیں اور مصنف کے قول "باعتبار" سے بدل خارج ہوئے
اس لئے کہ اس میں مقصود حرف بدل ہوتا ہے اور اس کا متبوع یعنی بدل منہ مقصود نہیں ہوتا۔

ترکیب :- جَاءَ فعل ماضی ت و قایہ کا تھی مکمل مفعول بہ زید معطوف علیہ، و او
حرف عطف، عُمَرُو معطوف۔ معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر فاعل ہوا۔ فعل اپنے فاعل اور
مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ قولہ حرف عطف۔ لغت میں عطف کے معنی مائل کرنا
ہیں۔ چونکہ حرف عطف اپنے مابعد کو ماقبل کے حکم کی طرف مائل کرتا ہے لہذا ان حروف کا یہ نام رکھا
گیا۔ اور ان کو عطف نق بھی کہتے ہیں۔ نق کے لغوی معنی "ترتیب دینا" ہیں۔ چونکہ اس جگہ بعض
مواضع میں معطوف بعد معطوف علیہ کے ترتیب سے آتا ہے لہذا ان کا یہ نام رکھا گیا۔ جیسے جَاءَ لِي
زَيْدٌ وَعُمَرُ وَنَدْبُكَو۔ (میرے پاس اپنے زید آیا پس (اس کے بعد) عمر آیا پھر (اس کے بعد) نَدْبُكَو
آیا) قولہ :- عطف بیان و اذ تابعی ست الخ عطف بیان و اذ تابع ہے جو صفت نہ ہو (یعنی
اس معنی پر جو ذات متبوع میں ہوتے ہیں دلالت نہ کرے جیسا کہ صفت دلالت کرتی ہے) اور اپنے متبوع
کو واضح اور روشن کرے جیسے اَقْبِسْ بِاللَّهِ اَبُو حَفْصٍ عُمَرُ (قسم کھائی اللہ کی ابو حفص نے)
اس مثال میں عُمَرُو عطف بیان اَبُو حَفْصٍ کا ہے اور ابو حفص کینت حضرت عمرؓ کا ہے

سوالات :- ان مثالوں میں تابع کی قسمیں بتاؤ اور تاکید اور بدل کی قسمیں اور صفت کی دونوں قسموں کو بتاؤ اور یہ بھی بتاؤ کہ صفت اور موصوف میں دش چیزوں میں سے کس کس چیز میں موافقت ہے اور ہر مثال کا ترجمہ کرو ؟ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۔ نَبِّیُّنَا لَیْسَ لَکُمْ اَنْتُمْ اَجْعُوْنَ ۔ قَالَ مُوسٰی لِاَخِیْهِ هَارُوْنَ ۔ اَخِذْ زَیْدٌ مَّالَهُ ۔ فِیْہِ اٰیَاتٌ بَیِّنَاتٌ ۔ جَاءَنِ رَجُلٌ عَلَیْہِ اَبُوؤ ۔ لَنْ نَّصْبِرَ عَلٰی لِبَاسٍ وَّاجِدٍ ۔ ہٰذَا اِمْرَاٌ صَالِحٌ ۔ مَرَرْتُ بِزَیْدٍ وَعَمْرِو ۔ جَاءَنِ بِکَرًا اَبُو زَیْدٍ ۔ جَاءَ زَیْدٌ قَامَ بِکَرُعَیْنَتَہٗ ۔ جَاءَنِ رَجُلٌ غَلَامٌ لَّکَ جَاءَ الْعَبْدُ فَتُھُمْ اَجْعُوْنَ ۔ ہٰذَا رَجُلَانِ عَلَیْمَانِ ۔ رَاِیْتُ رَجُلًا مُّسْلِمًا ۔ رَاِیْتُ رَجُلًا شَاعِرًا اَبُوؤ ۔ مَرَرْتُ بِاِمْرَاٌ عَلَیْمَةٍ بِنْتِہَا ۔

قولہ غیر منصرف «اس کو بیان ہم پہنچے مفصل طور پر اعراب اسم ممکن کی بحث میں کرتے ہیں۔
سوالات :- ان مثالوں میں منصرف کو اور غیر منصرف کو مع اس کے اسباب منع صرف
کے بتاؤ ؟ - جَاءَ سُلَيْمَانُ - هَذَا أَحْمَدُ - جَاءَ فِي عَشْرِ - وَعَلِشَان - هَذِهِ امْرَأَتُ
مَنْصُورٍ - رَأَيْتُ حَدَائِقَ ذَاتَ بَهْجَةٍ - جَاءَ غُلَامٌ يُوسُفَ - مَرَرْتُ بِابْنِ أَبِيهِمْ -
وَأَذْكُرُ فِي الْكِتَابِ سُلَيْمَانَ - فَاتَّبَعُوا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ مِنْكُمْ وَتِلْكَ وَرِثَاغُ -
بِأَهْلِ يَنْدَرِبَ لَمْ يَقَامَ لَكُمْ -

فصل سوم در حرف غیر عالمه و آن شانزده قسم است اول حرف تنبیه و آن

سہ است اَلَا، اَمَّا، وَاَ۔ دُوم حُرُفِ اِیْجَابِ اَلْشَّشِ سِتْ نَعْمَ وَبَلٰی وَ اَجَلٌ وَاَمِی
وَجُزْ وَاِنَّ سَوْمَ حُرُفِ تَفْسِیْرٍ وَاَلْ دُوسْتِ اُمِی وَاَنْ كَقَوْلِ تَعَالٰی وَنَادٰیْنَاهُ اَنْ یَّا
اِبْرٰهَیْمَ چہارم حُرُفِ مَصْدَرِیہ، وَاَلْ سِتْ سِتْ مَا وَاَنْ وَاَنْ۔ مَا وَاَنْ وِرْفَل رُوْنِ
تَا فَعْل مَعْنٰی مَصْدَرِیہ ہجْم حُرُفِ تَحْفِیْضِ وَاَلْ چہار سِتْ اَلَا وِہْلَا وِلْوَلَا وِلْوَلَا
ہشتم حُرُفِ تَوْقِعِ وَاَلْ قُدْسِتْ برائے تحقیق در ماضی و برائے تقریب ماضی بحال و در
مضارع برائے تَقْلِیل۔ ہفتم حُرُفِ اسْتِفْہَامِ وَاَلْ سِتْ سِتْ مَا وِتْمَرِہ وِتْل۔ ہشتم حُرُفِ
رَدْعِ، وَاَلْ کَلَّاسِتْ مَعْنٰی باز گردانیدن و مَعْنٰی حَقًّا نِزَاہِدِہ سِتْ چَوَلْ کَلَامُوْیْ تَعْلُوْیْ

کے لئے آتا ہے خواہ وہ انشاء ہو یا فرض مثبت ہو یا منفی جیسے أَجَاءَ زَيْدٌ بمعنی کیا زید آیا، کے جواب میں کہا جائے نَعَمْ بمعنی ہاں، یعنی ہاں زید نہیں آیا ہے اور جیسے قَامَ زَيْدٌ کے جواب میں کہا جائے نَعَمْ بمعنی ہاں یعنی ہاں زید کھڑا ہے۔ اور جیسے أَمَّا قَامَ زَيْدٌ بمعنی ہاں زید نہیں کھڑا ہے۔ قولہ بلی، یہ کلام منفی کے ایجاب و اثبات کے لئے آتا ہے یعنی کلام سابق کی نفی کو توڑ کر اس کو مثبت بنا دیتا ہے خواہ وہ نفی بغیر استفہام ہو جیسے مَا قَامَ زَيْدٌ بمعنی زید نہیں کھڑا ہے کے جواب میں بلی۔ پس معنی یہ ہونگے کہ بلی قَامَ زَيْدٌ (ہاں زید کھڑا ہے) یا با استفہام ہو جیسے أَلَسْتُ بِرَبِّكَ ”کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں“ کے جواب میں بلی أَنْتَ رَبُّنَا (ہاں آپ ہمارے رب ہیں) قولہ اے بکسر ہمزہ و سکون یا۔ یہ کلام سابق کے ثابت کرنے کے لئے استفہام کے جواب میں قسم کے ساتھ آتا ہے جیسے أَجَاءَ زَيْدٌ بمعنی کیا زید آیا کے جواب میں اے والدہ۔ (ہاں قسم اللہ کی زید آیا ہے) قولہ اجل۔ بفتح ہمزہ و حم و سکون لام و جہیز بفتح جیم و سکون یا۔ و کسر زار و ان بکسر ہمزہ و فتح زون شدہ یہ تینوں خبر کی تصدیق کے لئے آتے ہیں خواہ مثبت ہو یا منفی جیسے قَدْ جَاءَ زَيْدٌ بمعنی تحقیق زید آیا ہے، کے جواب میں کہا جائے أَجَلٌ یا جہیز یا اِنَّ بمعنی ہاں یعنی زید آیا ہے جیسے لَمْ يَأْتِكْ زَيْدٌ یعنی تیرے پاس زید نہیں آیا، کے جواب میں کہا جائے أَجَلٌ یا جہیز یا اِنَّ بمعنی زید نہیں آیا۔ قولہ حروف تفسیر الخ جب کو کلام میں ابہام اور پوشیدہ گی ہوتی ہے، تو اس کی تفسیر کی ضرورت ہوتی ہے اور اس تفسیر کے لئے دُحُوف ہیں اول کلمہ اخی (بفتح ہمزہ و سکون یا) ہے یہ ہمزہ جہیز کی تفسیر کرتا ہے خواہ وہ مبہم مفرد ہو جیسے جَاءَ زَيْدٌ اے ابو عبد اللہ (میرے پاس زید آیا یعنی ابو عبد اللہ) زید میں ابہام تمام تعاد معلوم کو ناسازید ہے جب اس کی تفسیر ابو عبد اللہ کیست سے کی گئی تو معلوم ہو گیا کہ اس زید سے مراد عبد کا باپ ہے خواہ جملہ ہو جیسے قَطَعَ رَزَقُهُ أُمِّي مَاتَ (اس کا رزق مقطع ہو گیا یعنی مر گیا۔ مَاتَ پورے جملہ قطع رَزَقُهُ کی تفسیر کر رہا ہے۔ و دُم اَنْ يَفْعَلْ بمعنی قول کے مفعول مقدر کی تفسیر کرتا ہے جیسے قولہ تعالیٰ مَادِنَاكَ اَنْ يَأْتِيَ ابْنُ اِهِيْمَ اس میں اَنْ يَأْتِيَ ابْنُ اِهِيْمَ تفسیر مَادِنَاكَ کے مفعول مقدر کی ہے یعنی مَادِنَاكَ بِلَفْظِ اَنْ يَأْتِيَ ابْنُ اِهِيْمَ ہم نے اس کو دواڑ میں ایک لفظ کے ساتھ (دہ کیا ہے) یا ابْنُ اِهِيْمَ (اے ابراہیم! پس اَنْ يَأْتِيَ ابْنُ اِهِيْمَ تفسیر بلفظ کی ہے جو مَادِنَاكَ کا مفعول مقدر ہے۔ اور مَادِنَاكَ معنی قول پر متکل ہے اس لئے کہ نہ بغیر قول نہیں ہوتا جو کہ فعل کی مفعول مقدر کی تفسیر کرتا ہے جو بمعنی قول ہو لہذا یہ اس فعل کے مفعول کی تفسیر کے لئے نہیں آئے گا جو یا تو صریح قول کے معنی میں ہو پس قُلْتُ اَنْ اِيْتِ نَاحَا ہے۔ اس لئے کہ فعل قلت صریح قول ہے۔ قولہ حروف مصدر یہ ہیں وہ حروف جو اپنے مدخل کو مصدر کی تاویل میں کر دیتے ہیں اور وہ تین حروف ہیں مَا اور اَنْ بفتح ہمزہ و تخفیف زون دونوں جملہ فعلیہ پر داخل ہوتے ہیں اور اس کو مصدر کی تاویل میں کر دیتے ہیں

جیسے قولہ تعالیٰ وَصَافَتْ عَلَيْهِمُ الْأَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ اِی بُرْجُهَا (رنگ ہوئی زمین ان کے اوپر باوجود کشور ہوئے)
 اس میں ما جملہ فعلید رجبت پر داخل ہے اور اس نے ادیل میں مصدر کے کر دیا جیسا کہ ہم نے اس کی تشریح کر چکی ہے
 سے کر دی ہے۔ اور جیسے اَلْجَنَّتِ اَنَّ تَعْتَرِبَ اِی ضَرْبُكَ (تعب میں ڈال مجھ کو ترے مارنے نے) اور اَنْ تَفْجَ ہمزہ
 و نون منجملہ کچھ داخل ہوتا ہے اور اس کو مصدر کی تاویل میں کر دیتا ہے جیسے اَلْجَنَّتِ اَنَّكَ قَاتِلُهُ اِی اَلْجَنَّتِ قَاتِلُكَ
 اترے قیام نے مجھ کو تعب میں ڈالا) قولہ حروف تھنیض الخ تھنیض بروزن تفعیل مصدر ہے بمعنی برا بکھرا
 کرنا۔ جب یہ مامی برآتے ہیں تو توبخ اور طاعت کا فائدہ دیتے ہیں جیسے اَلْأَضْرَبْتُ زَيْدًا۔ اترنے زید کو کیوں
 نہیں مارا) اور جیسے هَلَّا اَكْمَلْتُ زَيْدًا (تو نے زید کا اکرام کیوں نہیں کیا) اور جیسے لَوْلَا جَبْتُنِي (تو میرے پاس
 کیوں نہیں آتے) اور جیسے لَوْلَا اَكَلْتُ (تو نے کیوں نہیں کھایا) اور جب مضارع پر داخل ہوتے ہیں تو ترغیب
 کا فائدہ دیتے ہیں۔ جیسے هَلَّا تَقَرَّ اَتَشْكُوْنَ عَلَيْنَا (تو کیوں نہیں پڑھتا نا کو عالم ہو جائے) قولہ حرف
 توقع بروزن تفعیل مصدر ہے بمعنی امید کھنا۔ قولہ وَاَنْ قَدَرْتُ الخ کھر دجب مامی پر داخل ہوتا ہے تو دو معنی میں
 مستعمل ہوتا ہے۔ اول یہ کہ وہ تحقیق کا اور مامی کو حال سے قریب کرنا کا فائدہ دیتے ہوئے توقع اور امید کا بھی فائدہ دے
 یعنی وہ اس امر کا بھی فائدہ دے کہ مخاطب مصدر فعل کے خبر کی توقع اور امید رکھتا ہے جیسے تم اس شخص کو جو میرے سوار
 ہو نیکی جو تم توقع رکھے ہو وہ اس سوار ہو گیا ہے۔ دوم یہ کہ وہ تحقیق اور تقرب مذکور کا فائدہ دیتے ہوئے توقع نہ دے جیسے
 تم اس شخص کو جو میرے سوار ہونے کی امید نہیں رکھتا ہے قَدْ رَكِبَ الرَّامِيُ مَكْبُو (تحقیق اس سوار ہو گیا ہے) اور جب مضارع
 پر داخل ہو تو کمی تفعیل کا فائدہ دیتا ہے جیسے اَلْجَوَّادُ قَدْ يَنْجُو (کسی بھی بھل کر تباہ) اور کمی تحقیق کا جیسے قَدْ نَعْلَمُ
 اللہ (تحقیق اللہ جانتا ہے) قولہ حروف استفہام الخ استفہام باب استفعال کا مصدر ہے بمعنی طلب علم یعنی
 دریافت کرنا) قولہ مَا جِيسَ مَا اَسْمَدُ (اتر کیا نام ہے)۔ قولہ ہمزہ دہلنی یہ دونوں جملہ پر داخل ہوتے ہیں
 خواہ اسمیہ ہو جیسے اَزَيْدٌ قَدْ جِيسَ (کیا زید کھر لے) و هَلَّ زَيْدٌ كَاتِبٌ (کیا زید کاتب ہے) خواہ فعلیہ ہو جیسے
 اَجَاعَ زَيْدٌ (کیا زید آیا ہے) اور هَلَّ قَامَ عَمْرُو (کیا عمرو کھر اٹھلے) قولہ حرف ردع۔ ردع مصدر ہے بمعنی
 جھڑکنا روکنا۔ یہ مضمون سابق سے جھڑکنے اور روکنے کے لئے آتا ہے جیسے تَمَّ زَيْدٌ يَبْغُضُكَ (زید تجھ سے دشمنی
 رکھتا ہے) کے جواب میں کہو گلا بمعنی ہرگز نہیں یعنی ایسا نہیں ہے۔ اور گلا بمعنی حقا بھی آتا ہے یعنی مضمون جملہ کی
 تحقیق کے لئے آتا ہے جیسے كَلَّا مَبْنُوْیٌ تَعْلَمُوْنَ (تحقیق تم غریب جان لوگ) قولہ تنوین۔ یہ یونہی بمعنی
 میں نے اس پر نون کو داخل کیا، مصدر ہے لیکن اب نون کا نام تنوین رکھ دیا گیا۔ اصطلاح میں اس نون ساکن کو
 کہتے ہیں جو کہ کے آخر حرف پر حرکت کے بعد آوے اور فعل کی تاکید کے لئے نہ ہو۔ پس آخر حرف پر الخ کی قید سے منہ اور
 اور لَدُنَّ اور لَمْ یَكُنْ کا نون خارج ہو گیا اس لئے کہ یہ خود کلمہ کے آخر حروف ہیں اور فعل کی تاکید کے لئے نہ ہو الخ
 کی قید سے نون خفیفہ خارج ہو گیا۔ قولہ تمکین وہ تنوین ہے جو اسم معرب کے آخر میں کلمہ کو معروف ظاہر کرنے

تا تفسیر تھنیض کا کہ تھنیض کا یہ سوار ہو گیا ہے بمعنی ہرگز نہیں یعنی ایسا نہیں ہے۔ اور گلا بمعنی حقا بھی آتا ہے یعنی مضمون جملہ کی تحقیق کے لئے آتا ہے جیسے كَلَّا مَبْنُوْیٌ تَعْلَمُوْنَ (تحقیق تم غریب جان لوگ) قولہ تنوین۔ یہ یونہی بمعنی میں نے اس پر نون کو داخل کیا، مصدر ہے لیکن اب نون کا نام تنوین رکھ دیا گیا۔ اصطلاح میں اس نون ساکن کو کہتے ہیں جو کہ کے آخر حرف پر حرکت کے بعد آوے اور فعل کی تاکید کے لئے نہ ہو۔ پس آخر حرف پر الخ کی قید سے منہ اور اور لَدُنَّ اور لَمْ یَكُنْ کا نون خارج ہو گیا اس لئے کہ یہ خود کلمہ کے آخر حروف ہیں اور فعل کی تاکید کے لئے نہ ہو الخ کی قید سے نون خفیفہ خارج ہو گیا۔ قولہ تمکین وہ تنوین ہے جو اسم معرب کے آخر میں کلمہ کو معروف ظاہر کرنے

کیلے آوے جیسے زید و ناصحہ کہ قولہ تنکیر، وہ تو بن ہے جو اسم کے مکہ ہونے پر دلالت کرے یہ اسم کے
 افعال میں سمائی ہے جیسے صید رجب رہ تو کوئی چپ رہنا کسی وقت میں اور صہ بغیر تو بن کے بمعنی چپ رہ تو
 خاص چپ رہنا اس وقت میں قولہ عوض وہ تو بن ہے جو مضاف الیہ کے عوض میں ہے جیسے یومئذین کہ اصل میں
 یومہ راذکان کذا تھا۔ بمعنی جس دن کہ ایسا ہو سے یوم مضاف ہے اذ کی طرف اور اذ مضاف ہے جملہ کان
 کذا کی طرف تخفیف کی وجہ سے کان کذا مضاف الیہ کو حذف کر دیا اور اس کے بدلہ میں اذ پر تو بن لے
 آئے تاکہ ناقص نہ ہے اسی طرح جینہین و ساعینہین دعائینہین ہیں۔ قولہ مقابلہ، وہ تو بن پر
 جو جمع مؤنث سالم میں جمع مذکر سالم کے نون مسبوکوں کے مقابلہ میں آتی ہے جیسے مسلمات ہیں اس
 میں الف علامت جمع ہے جیسے جمع مذکر میں واو علامت جمع ہے اور ات تانیث کی۔ پس جمع مؤنث سالم
 میں کوئی ایسی چیز نہیں پائی گئی جو نون مسبوکوں کے مقابلہ میں ہو۔ پس تو بن کو اس کے آخر میں زیادہ کر دیا
 قولہ ترم۔ یہ باب لغفل کا مصدر ہے بمعنی گمانا اور اواز کرنا۔ وہ تو بن ہے جو آیات اور مضارع کے
 آخر میں تحسین صحت کے لئے آئے۔ شعر مذکور میں تو بن ترم عتاب اور اصاب میں ہے جو اصل میں عتاب
 اور اصاب تھے۔ ترجمہ :- عاذل اصل میں یا عاذلۃ تھا حرف مذکور حذف کر کے منادی کو
 مرقم کر دیا یعشوقہ کا نام ہے (مکرر تو طامات اور عتاب کو اسے عاذلہ۔ اگر تیں صواب کو مہجوں تو تو کہہ کر وہ
 صواب کو پہنچا یعنی انصاف کیا پہلی چاروں تونینیں اسم کے ساتھ خاص ہیں۔ تو بن ترم اسم فاعل و
 حرف سب پر آتی ہے بلکہ حرف بالام پر بھی آتی ہے۔ قولہ در آخر مضارع نون تاکید ثقیلہ اور خفیفہ
 امر کے آخر میں، بشرطیکہ اس میں طلب کے معنی پائے جائیں آتے ہیں جیسے جبکہ مضارع ضمن میں ہیں اور
 استفہام اور تمسّی اور عرض اور قسم کے پایا جائے یہ ماضی اور مضارع بمعنی حال کے آخر میں نہیں آئیں گے
 اس لئے کہ نون تاکید طلب مہول شئی کی تاکید کیلئے آتا ہے اور طلب ان دونوں میں نہیں ہوتی جیسے (اصوین اتومرو
 مار اور جیسے اخی من اتومرو مار اور جیسے لا تصیون ہرگز مت مار تو اور جیسے هل تصیون کیا تو مرو
 مامے گا) اور جیسے کنتک تصیون (کاش کہ تو مرو مرو) اور جیسے الا تصیون کنتنا فقصیب خلیفہ (ہرگز نہ
 جزاؤ دنیا یا ماما برسی کوئی را) اور جیسے واللہ لا اصیون (اللہ کی قسم میں البتہ مرو مرو ماروں گا) قولہ حرف
 زیادت النہو کہ حرف کلام میں زائد واقع ہوتے ہیں لہذا ان کا یہ نام رکھا اور ان کے کلام میں زائد ہونے پر معنی ہیں کہ اگر
 ان کو کلام سے حذف کر دیا جاوے تو معنی میں کوئی خلل نہ آوے نہ کہ وہ محض بے فائدہ ہیں اس لئے کہ کلام عرب میں
 ان کے فوائد میں جیسے لفظ کی تزیین اور وزن کی استقامت وغیرہ اور تزیین کہ یہ ہر جگہ زائد نہیں ہوتے بلکہ بعض
 بعض مواضع میں زائد ہوتے ہیں قولہ ان :- بحسب مزہ و سکون نون یہ اکثر نا نافذ کے ساتھ زائد ہوتا ہے اور نون کی
 تاکید کے واسطے آتا ہے جیسے ما لان رأیت زید ان میں نے زید کو نہیں دیکھا اور ان بلغ ہمزہ و سکون نون

یہ اکثر لٹکے ساتھ زائر آتا ہے جسے نَسَمَاتُ اَنْ جَاءَ الْبَشِيرُ (جیکہ خوشخبری دینے والا آیا) اور تَابَ ہمیشہ اُذْ اور مَسْنٰی اور اُیْ اُور اَیْنِ اور اُن کے ساتھ جیکہ سب شرط ہوں زائد ہوتا ہے جیسے اِذَا مَا عَجَزْتُ اُخْرُجْ اُخْرُجْ یعنی اِذَا اُخْرُجْ اُخْرُجْ جب تو نکلے گا میں نکلوں گا اور مَسْنٰی مَا لَنْ هَبْ اَوْ هَبْ (جس وقت تو جائے گا میں جاؤں گا) اور جیسے اَلَمْ تَعْرِضُوْا لَهُمُ الْاَسْمَاءُ الْحُسْنٰی (ان کے ناموں میں سے جس کو بھی تم نکالو پس واسطے اللہ کے اچھے نام میں) یعنی اَحْسَنَ کَانُوْنَ تھے اور جیسے اَیْنِ مَا تَجَلَّسْ اُفْلِسْ (جس جگہ تو بیٹھے گا میں بیٹھوں گا) اور جیسے اَمَّا تَرٰی مِنْ اَنْبِیَآءٍ اَحَدًا (اگر تم انسانوں میں سے کسی کو دیکھو اور اَمَّا اَصْلُ مِنْ اِنْ مَا حَیْ اَوَّلًا فَحٰی کے بعد داؤد علیہ السلام کے ساتھ زائد ہوتا ہے۔ جیسے لَآ تَمُوتُ بِهٰذَا الْبَلَدِ (میں اس شہر کی تم کہتا ہوں) اور مَسْنٰی اور کَانَ اور مَا اور لَام اُز و سے یعنی بیشک زائد ہوتے ہیں لیکن ان کو حرف غرہ طرہ کا کرنے کی وجہ فہم ناقص میں نہیں آتی۔ کیونکہ جب زائد ہوتے ہیں تو اُس وقت بھی عمل کرتے ہیں جیسے لَیْسَ کَمَثَلِ شَیْءٍ اس میں مثلاً پر جو کاف جارہ ہے زائد ہے حالانکہ اُس نے مثل کو جو دیا ہے (یعنی اللہ تعالیٰ کی مثل کوئی چیز نہیں ہے) مین کلام غیر موجب میں زائد ہوتا ہے جیسے مَا جَاءَنِيْ مِنْ اَحَدٍ اِیْ اَمَّا اَوْ اِنِیْ اَمَدُ (میرے پاس کوئی نہیں آیا) کلام غیر موجب وہ ہے جس میں نفی یا انہیں یا استفہام ہو اور کاف جیسے لَیْسَ کَمَثَلِ شَیْءٍ اِیْ لَیْسَ بِشَیْءٍ (اس کی مثال کوئی چیز نہیں) اور تَابَ ہمیشہ لَیْسَ اور تَابَ نافیہ کی خبر میں اور استفہام پہلے کی خبر میں زائد ہوتا ہے جیسے لَیْسَ زَیْدٌ بِکَافٍ (زید کھڑا نہیں ہے) اور جیسے مَا زَیْدٌ بِکَافٍ (زید کاتب نہیں ہے) اور جیسے مَا زَیْدٌ بِکَافٍ (کیا زید کھڑا ہے) اور لَام جیسے زَیْدٌ لَکُمْ اِیْ زَیْدٌ لَکُمْ (وہ تمہارے جوچھے ہوا) اس میں لَام اس وجہ سے زائد ہے کہ زَیْدٌ متعدی بنفس ہے۔ قولہ اَمَّا نَبِیْ ہُز و تشدید میم۔ پس چیز کی تفصیل اور تفسیر کے لئے آئے۔ جس کو متکلم نے جملہ ذکر کیا ہے اور اس کے جواب و جواب میں قاف کا آنا فرد کا ہے۔ جیسے لَیْسَ لَہُمْ شَیْءٌ وَ سَعِیْدٌ اَلْوِ اَیْسَ بعض ان میں سے شقی ہیں اور بعض سعید لیکن جو شقی ہیں پس دو گاہ میں داخل ہوں گے اور لیکن جو سعید ہیں وہ جنت میں داخل ہوں گے) اس مثال میں شقی اور سعید جملہ تھے۔ شقی کی تفسیر فَا اَلَّذِیْنَ شَقُوْا فِی النَّارِ ہے اور سَعِیْدٌ کی تفسیر اَمَّا الَّذِیْنَ سَعِیْدٌ وَ اَفِی الْجَنَّةِ ہے پہلا آنا کا جواب یعنی النَّار ہے اور اس میں قاف آئی ہے اور دوسرے آنا کا جواب یعنی الْجَنَّةِ ہے اور اس میں بھی قاف آئی ہے۔ اور اَمَّا اسْتِیْنَاذِ بھی آتا ہے۔ یعنی اس سے پیشتر کوئی اجمال نہیں ہوتا۔ جب کہ کتابوں کے شروع میں آتا ہے جیسے اَمَّا بَعْدُ فَمِنْ ہٰذَا۔ اس میں اَمَّا اسْتِیْنَاذِ ہے کہ اس سے پیشتر کوئی اجمال نہیں ہے جس کی یہ تفسیر واقع ہو رہا ہے۔ قولہ لَوْ :- یہ ماضی کے واسطے آئے اگرچہ مضارع پر داخل ہو یعنی ماضی پر داخل ہوا مضارع پر دونوں صورتوں میں اس کا مدخول یعنی ماضی ہوتا ہے جیسے لَوْ خَرَبْتُ صَاحِبَ بَیْتٍ اور جیسے لَوْ سَعِیْبٌ اَوْ ثَوْبٌ۔ دونوں کے معنی (اگر تو مارتا تو میں مارتا) لَوْ کے دوسرے معنی جو مصنف نے کہے ہیں کہ دوسرے یعنی اَمَّا اسْتِیْنَاذِ ہونا بسبب مشتقی ہونے اول (یعنی شرط کے) یہ اس کے معنی مشہور ہیں

جیسے **لَا تُرْسِكُ** (اگر تو میرے پاس آتا تو میں تیرا کرام کرتا چونکہ تو نہیں آیا لہذا میں نے تیرا کرام نہیں کیا) پس اس مثال میں شرط یعنی زانے کے سبب جزا یعنی کرام نہیں ہوا۔ البتہ مصنف نے جو مثال **لَوْ كَانَتْ فِيهَا** **زَيْدٌ إِلَّا أَنَّهُ لَفَسَدَتَا** (اگر زمین و آسمان میں اللہ کے سوا کوئی معبود ہوتے تو یہ دونوں ضرور تباہ ہو جاتے) تو کے اس معنی کے لئے بیان ہے۔ شارح جامی اس معنی پر اس مثال کو چہاں نہیں بتلاتے بلکہ لکھا ہے کہ تعدد آلہم کو فساد عالم لازم ہے اور جب لازم منتفی ہے تو تعدد آلہم بھی نہیں ہے اور مصنف کی اس مثال کے یہ معنی کے خلاف ہیں اس لئے کہ اس مثال میں ثانی یعنی جزاء (جو فساد عالم ہے) کے انتہا کے سبب اول یعنی شرط (جو تعدد آلہم ہے) منتفی ہے۔ اور دون شرط میں سے ان بھی ہے لیکن مصنف نے اس کو یہاں ذکر نہیں فرمایا۔ قولہ **لَوْ لَا**۔ یہ واسطے منتفی ہونے جملہ تائید کے سبب پائے جانے جملہ اول کے آتا ہے جیسے **لَوْ لَا عَلِيٌّ لَهْلَكْتُ عَمْرًا** بیان کیا گیا ہے کہ حضرت عمرؓ نے ایک دفعہ ایک حاملہ عورت کو جس نے زنا کیا تھا، رجم کا حکم دیا (حضرت علیؓ نے فرمایا کہ حاملہ عورت کا رجم اس کے وضع حمل کے بعد ہوتا ہے پس حضرت عمرؓ کی زبان مبارک سے یہ جملہ نکلا کہ **لَوْ لَا عَلِيٌّ لَهْلَكْتُ عَمْرًا**) (اگر علیؓ نہ ہوتے تو عمرؓ ہلاک ہو جاتا) چونکہ علیؓ موجود تھے لہذا عمرؓ ہلاک نہیں ہوئے۔ پس جو علیؓ سبب ہوا منتفی ہونے ہلاک عمرؓ کا۔ اور **لَوْ لَا** تخفیف کے لئے بھی آتا ہے جیسا کہ حرف تخفیف میں گذر چکا۔ قولہ **لَا م**۔ اور لام مفتوحہ معنی جملہ کی تائید کے لئے آتا ہے۔ اسم اور فعل دونوں پر آتا ہے اور اس کو لام ابتداء کہتے ہیں جیسے **لَزَيْدًا أَفْضَلُ مِنْ عُمَرَ** (البتہ زیدؓ عمرؓ سے زیادہ فضیلت والا ہے) اس مثال میں **لَزَيْدًا** لام مفتوحہ تائید کے لئے ہے اور جیسے **إِنَّ زَيْدًا الْقَائِمُ** (تحقیق کہ زیدؓ البتہ کھڑا ہے) اور جیسے **إِنَّ زَيْدًا لَيَحْكُمُ بَيْنَهُمْ** (تحقیق تیرا رب البتہ ان کے درمیان حکم کرے گا) اس میں **لَيَحْكُمُ** فعل پر لام مفتوحہ تائید کے لئے ہے۔ قولہ **مَا** بمعنی ما دام۔ اور **مَا** بمعنی ما دم کے آتا ہے۔ بمعنی جب تک۔ جیسے **أَتَوُّمُ مَا يُبْكِي الْأُمِيرَ** اس مثال میں **مَا** بمعنی ما دام ہے (میں کھڑا ہوں گا جب تک امیرؓ کھڑا ہو رہے) جانا چاہئے کہ ما دو قسم پر ہے اسم اور حرف۔ اور ما اسمیہ تین قسم کا ہوتا ہے۔ موصولہ، موصوفہ اور شرطیہ۔ اور ما حرفیہ بھی تین قسم کا ہوتا ہے۔ تائیدہ اور کاذبہ جیسے **إِنَّمَا زَيْدًا قَائِمٌ** (تحقیق زیدؓ کھڑا ہے) اس میں ما کاذبہ اور کاذب اسم قابل ہے بمعنی روکنے والی۔ چونکہ یہ واجب حروف مشبہ بالفعل کے ساتھ لاحق ہوتا ہے تو ان کو عمل سے روک دیتا ہے۔ لہذا اس کا یہ نام رکھا گیا اور ما بمعنی ما دام جیسا کہ گذر چکا۔ قولہ **حروف عطف** و بمعنی اور۔ **جَاءَ زَيْدٌ وَعُمَرُ** (میرے پاس زیدؓ و عمرؓ آئے) فے بمعنی (پھر جیسے) قائم **زَيْدٌ وَعُمَرُ** (کھڑا ہوا) زیدؓ پھر عمرؓ) ثم۔ (معنی پھر جیسے) دخل **زَيْدٌ** ثم **عُمَرُ** (داخل ہوا زیدؓ پھر عمرؓ) حق بمعنی (یہاں تک) جیسے **كَمْ** **الْمَخِخِ حَتَّى ابْتَدَأَ** (حاجی آئے یہاں تک کہ پیادے) **أَمَّا وَأَوْدَ** **دَامَ** بمعنی (یا) جیسے **الْعُدُومَ** **وَأَمَّا زَوْجُكَ وَزَوْجُ** **الْعَدِيَّ** **وَمَنْ هُوَ** (زیدؓ اور عمرؓ میرے پاس زیدؓ آیا یا عمرؓ اور زیدؓ میرے پاس عمرؓ آیا) **وَمَنْ هُوَ** **أَمَّ** **عُمَرُ** (زیدؓ میرے

پاکے یا عرو) اُم کے دوسرے معنی (بلکہ کیا جیسے تم دوسرے کوئی ریوڑ دیکھ کر کہو کہ اُنھا اہل) (تحقیق وہ
 ادنیٰ میں) پھر تم کو شک ہوا تو تم نے کہا کہ اُم جی سناؤ (بلکہ کیا وہ بکریاں ہیں) لا:۔ بمعنی (اُن) جیسے جاء فی
 زید لا عمرو (میرے پاس زید یا نہ عمرو) بل معنی (بلکہ جاء فی زید بل عمرو) (میرے پاس زید یا بلکہ عمرو آیا)
 لکن بمعنی لیکن جیسے ما جاء فی زید لکن عمرو جاء (میرے پاس زید نہیں آیا لیکن عمرو آیا) وہ حروف عطف
 مشہور اندوہ و قافہ ثم حتی او و یا و اُم و لکن و لا۔ ان کی مفصل بحث مطولات میں دیکھو۔

سوالات: پانچوں میں حروف غیر عامل کی دو قسمیں بتاؤ اور ان کا ترجمہ اور ترکیب کرو۔
 ھَلْ اَنْتُمْ شَاكِرُونَ۔ کَلَّا اِنَّ الْاِنْسَانَ لِرَبِّهِ لَكَنُفٍ۔ جَاءَ فِي زَيْدٍ اَي ابُو خَالِدٍ۔ اَلَا اَنْتُمْ مَعَهُمُ الشُّعْرَاءُ
 زَيْدٌ مَعَهُمْ اَمْ عَمْرٌ۔ رَأَيْتَ زَيْدًا اَنْتُمْ عَمْرُوًا۔ اَخْبَرَهُو۔ اَنْ تَقُومُوا خَلْفَ لَكُمْ۔ اَمَّا زَيْدٌ فَكَاتِبٌ
 اَمْوَالُكُمْ اِلَى الْيَلِيلِ۔ لَزَيْدٌ اَنْتُمْ مِّنْ خَالِدٍ۔ لَوْ لَا زَيْدٌ لَّكَ هَبْ خَالِدٌ۔ لَوْ كَانَ زَيْدٌ فِي
 الدَّارِ لَأَكَلُ۔ اَجَاءَ زَيْدٌ فَتَأْتُوا نَعْمُ۔ هَلْ تَقْبَلُ السَّلَواتِ لَوْ قُبِحَتْ اَوْ حُرِّبَ مَا قَامَ زَيْدٌ۔ تے

بحث مستثنیٰ بدانکہ مستثنیٰ الفظی ست کہ مذکور باشد بعد الا و اخوات آل یعنی غیر
 و سومی و عاشا و خلا و عدا و ما خلا و ما عدا و لیس و لا یكون۔ تا ظاہر گر در کد کہ منسوب
 نیست بسومی مستثنیٰ آنچه نسبت کردہ شدہ است بسومی ماقبل وے۔ و آں بردو
 قسم ست متصل و منقطع۔ متصل آنست کہ خارج کردہ شود از منوع بلفظ الا و اخوات
 وی مثل جاء فی القوم الا زید پس زید کہ در قوم داخل بود از حکم جی خارج کردہ شد
 منقطع آن باشد کہ مذکور شود بعد الا و اخوات وی و خارج کردہ نشود از منوع بسبب
 آنکہ مستثنیٰ داخل باشد در مستثنیٰ منہ مثل جاء فی القوم الا حماد کہ حماد در قوم
 داخل نمود۔ بدانکہ اعراب مستثنیٰ بر چهار قسم ست۔ اول آنکہ اگر مستثنیٰ بعد الا در کلام
 غیر موجب واقع شود۔ پس مستثنیٰ ہمیشہ منسوب باشد نحو جاء فی القوم الا زید۔ کلام
 موجب آنکہ در آل نفی و ہی و استفهام نباشد و بچنین در کلام غیر موجب اگر مستثنیٰ را بر
 مستثنیٰ منہ مقدم گردانند منسوب خوانند نحو ما جاء فی الا زید احد۔ و مستثنیٰ منقطع
 ہمیشہ منسوب باشد و اگر مستثنیٰ بعد خلا و عدا واقع شود بر مذرب اثر علماء منسوب
 باشد و بعد ما خلا و ما عدا و لیس و لا یكون ہمیشہ منسوب باشد نحو جاء فی القوم
 خلا زید احد و عدا زید احد و او آنکہ مستثنیٰ بعد الا در کلام غیر موجب واقع شود و
 مستثنیٰ منہ ہم مذکور باشد پس در آل دو وجہ رواست یکے آنکہ منسوب باشد بر سبیل

استثناء و دیگر آنکہ بدل باشد از ماقبل خود چون مَا جَاءَ فِي الْحَدِّ الْأَزِيدِ وَالْأَزِيدُ
 سَمُومٌ آنکہ مستثنیٰ مفرد باشد یعنی مستثنیٰ مذکور نباشد و در کلام غیر موجب واقع شود
 پس اعراب مستثنیٰ بر الّا دریں صورت بحسب عوارض مختلف باشد نحو مَا جَاءَ فِي الْأَزِيدِ وَمَا زِيدٌ إِلَّا
 زَيْدٌ وَمَا مَزُوتٌ إِلَّا بَزِيدٌ - چهارم آنکہ مستثنیٰ بعد لفظ غیر و سوئی و سواء واقع شود پس
 مستثنیٰ را محذور خوانند و بعد حاشا بر مذہب اکثر نیز مجرور باشد و بعضی نصب ہم جائز داشته
 اند چون جَاءَ فِي الْقَوْمِ غَيْرُ زَيْدٍ وَبِسُوءِ زَيْدٍ وَبِسُوءِ زَيْدٍ وَحَلَّتْ زَيْدٌ بدانکہ اعراب لفظ غیر مثل
 اعراب مستثنیٰ بر الّا باشد در جمیع صورتہائے مذکور و چنانکہ گوئی جَاءَ فِي الْقَوْمِ غَيْرُ زَيْدٍ وَغَيْرُ جَاءَ
 وَمَا جَاءَ فِي الْقَوْمِ غَيْرُ زَيْدٍ وَمَا جَاءَ فِي الْقَوْمِ غَيْرُ زَيْدٍ وَمَا جَاءَ فِي الْقَوْمِ غَيْرُ زَيْدٍ وَمَا جَاءَ فِي الْقَوْمِ
 غَيْرُ زَيْدٍ وَمَا مَزُوتٌ بَعْدَ زَيْدٍ و بدانکہ لفظ غیر موضوع است برائے صفت و گاہے برائے استثناء
 آید چنانکہ مَا لَّا بَرَاءَ استثناء موضوع است و گاہے در صفت مستعمل شود قولہ تعالیٰ لَوْ كَانَ
 فِيهِمَا آلِهَةٌ إِلَّا اللَّهُ لَفَسَدَتَا یعنی غیر اللہ و یحییٰ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ م تمت۔

بحث مستثنیٰ بر مستثنیٰ باب استعمال اسم فاعول ہے۔ لغت میں بمعنی بردن کر دہ شد مادہ ثنی ہے
 اصطلاح میں وہ اسم ہے جو الّا یا اس جیسے الفاظ (یعنی غیر اور سوئی اور سواء اور حاشا اور غلا اور ما خلا ما عدا
 اور لیس اور لا یجوز) کے بعد ماقبل کے حکم سے نکالنے کے لئے مذکور ہو جیسے جَاءَ فِي الْقَوْمِ الْأَزِيدِ (میرے پاس
 قوم آئی مگر زید یعنی زید نہیں آیا) اس مثال میں الْقَوْمِ مستثنیٰ منہ ہے یعنی وہ جس سے کوئی چیز الگ کی گئی ہو اور
 زید مستثنیٰ ہے جو الّا کے بعد مذکور ہے اور ماقبل کے آنے کے حکم سے جو قوم پر لگایا ہے، نکالا گیا ہے پس قوم پر آنے کا
 حکم ہے اور زید پر آنے کا۔ اور مستثنیٰ دو قسم پر ہے متصل اور منقطع۔ مستثنیٰ متصل وہ ہے جو الّا یا اس کے
 ہم معنی الفاظ سے اس حکم سے جو مستثنیٰ منہ پر ہو مستثنیٰ منہ سے نکالا گیا ہو جیسے مثال مذکور میں زید مستثنیٰ متصل
 ہے اور قوم مستثنیٰ منہ متعذر الّا ہے استثناء سے پیشتر زید قوم میں داخل تھا لیکن استثناء کے بعد ایسے حکم سے جو قوم پر تھا
 قوم سے الگ ہو گیا۔ اور مستثنیٰ منقطع وہ ہے جو الّا یا اس کے ہم معنی الفاظ کے بعد مذکور ہو مگر متعذر سے نہ
 نکالا گیا ہو اس لئے کہ مستثنیٰ مستثنیٰ منہ میں داخل نہیں ہے جیسے جَاءَ فِي الْقَوْمِ الْأَزِيدِ (میرے پاس قوم آئی مگر
 زید) یعنی نہیں آیا اس میں جماعاً مستثنیٰ منقطع ہے جو قوم میں داخل ہی نہیں ہے اس لئے کہ وہ افراد قوم سے نہیں
 ہے چر جائیکہ اس کا مستثنیٰ منہ سے نکالا جانا متعذر ہو۔ جانا چاہئے کہ مستثنیٰ کی یہ دو قسمیں مستثنیٰ کے

مستثنیٰ منہ میں داخل ہونے یا نہ ہونے کے اعتبار سے ہیں اور اس اعتبار سے کہ مستثنیٰ کا مستثنیٰ منہ مذکور ہے یا نہیں مستثنیٰ کی پھر دو قسمیں ہیں۔ مفرغ وہ ہے جس کا مستثنیٰ منہ مذکور ہو اور مفرغ باب تفعیل سے اسم مفعول ہے بمعنی (یعنی فارغ یا ہوا) مصدر تفرغ ہے بمعنی فارغ کرنا۔ چونکہ عامل مستثنیٰ کی وجہ سے مستثنیٰ منہ سے فارغ ہو گیا ہے یعنی اس وجہ سے کہ عامل مستثنیٰ میں عمل کرنے کی وجہ سے مستثنیٰ منہ میں بوجہ اس کے حذف ہونے کے عمل کرنے سے فارغ ہو گیا ہے لہذا اس کا یہ نام رکھا گیا ہے۔ اور مفرغ سے ملا مفرغ لہ ہے پس عامل مفرغ ہے اور مستثنیٰ مفرغ لہ اور مستثنیٰ منہ مفرغ لہ اور غیر مفرغ وہ ہے جس کا مستثنیٰ منہ مذکور ہو اس طرح اس کلام میں استثنا موجود ہو وہ بھی دو قسم پر ہے۔ کلام آئو وہ ہے جس میں نفی، نہی اور استفہام نہ ہو۔ اور کلام غیر موجب وہ ہے جس میں نفی یا نہی یا استفہام ہو۔

اقسام اعراب مستثنیٰ۔ مستثنیٰ کا اعراب چار قسم پر ہیں۔ اول اگر مستثنیٰ متصل الّا کے بعد کلام موجب میں واقع ہو تو ہمیشہ منصوب ہوتا ہے جیسے جَاءَ بَنِي الْقَوْمِ الْأَزْزِيَّةِ (میرے پاس قوم آئی مگر زید نہیں آیا) اس میں زید مستثنیٰ متصل جہ الّا کے بعد کلام موجب میں واقع ہوا لہذا منصوب ہے اور مستثنیٰ منقطع الّا کے بعد کلام موجب میں ہوا غیر موجب میں ہمیشہ منصوب ہوتا ہے جیسے جَاءَ بَنِي الْقَوْمِ الْأَحْمَارِ (میرے پاس قوم آئی مگر گرگہا نہیں آیا) اور جیسے جَاءَ بَنِي الْقَوْمِ الْأَحْمَارِ (میرے پاس قوم نہیں آئی مگر گرگہا آیا) اسی طرح مستثنیٰ ہمیشہ منصوب ہوتا ہے جبکہ وہ مستثنیٰ منہ پر مقدم ہو خواہ مستثنیٰ متصل ہو یا منقطع۔ کلام موجب میں ہو یا غیر موجب میں جیسے جَاءَ بَنِي الْقَوْمِ الْأَزْزِيَّةِ (میرے پاس قوم آئی مگر زید نہیں آیا) اس میں زید مستثنیٰ متصل ہے جو مستثنیٰ منہ الْقَوْمِ پر مقدم ہے اور کلام موجب میں ہے اور جیسے جَاءَ بَنِي الْقَوْمِ الْأَحْمَارِ (میرے پاس قوم نہیں آئی مگر گرگہا آیا) اس میں گرگہا مستثنیٰ متصل ہے جو مستثنیٰ منہ الْقَوْمِ پر مقدم ہے اور کلام موجب میں ہے اور جیسے جَاءَ بَنِي الْقَوْمِ الْأَحْمَارِ (میرے پاس قوم نہیں آئی مگر گرگہا آیا) اس میں گرگہا مستثنیٰ منقطع ہے جو مستثنیٰ منہ الْقَوْمِ پر مقدم ہے اور کلام غیر موجب میں ہے اور اگر مستثنیٰ خلا اور عدا کے بعد واقع ہو تو اکثر علماء کے مذہب پر منصوب ہوتا ہے اس لئے کہ یہ دونوں فعل ماضی ہیں پہلا خلا یحلو خلاو بمعنی جَاوَزَ ہے (تجاوُز کرنا) اور دوسرا تَحَلَّى يَحُلِّي وَيَعْدُو عَدَاً بمعنی جَاوَزَ سے تجاوُز کرنا۔ پس ان کے بعد مستثنیٰ بنا بر مفعول بہ منصوب ہو گا اور ان کا فاعل میں ضم مستتر ہو گا جو فعل مقدم کے مصدر کی طرف لوٹے گی اور خود خلا اور عدا اپنے فاعل اور مفعول بہ ہو کر مستثنیٰ منہ سے حال ہو کر محلاً منصوب ہوں گے جیسے جَاءَ بَنِي الْقَوْمِ خَلَا زَيْدًا (میرے پاس قوم آئی دراصل ایک اس کا آنا زید سے تجاوُز کئے ہوئے تھا)۔ وَجَاءَ بَنِي الْقَوْمِ عَدَا زَيْدًا (میرے پاس قوم آئی دراصل ایک اس کا آنا زید سے متجاوُز تھا) اور بعض علماء کے مذہب پر یہ حروف جر میں اور ان کا مابعد مجرور ہوتا ہے اور مستثنیٰ ماضی اور

مَآءٌ اَوَّلُئْسٍ اَوَّلُ لَیْلَتِیْنِ کے بعد ہمیشہ منصوب ہوتا ہے۔ پہلے دونوں کے مستثنیٰ کو نصب اس وجہ سے ہوتا ہے کہ ان سے پیشتر مآء مصدبہ ہے اور وہ فعل کے ساتھ خاص ہے۔ لہذا یہ دونوں فعل ہوں گے اور ان کا مابعد بنار برفعول بہ منصوب ہوگا جیسے جَاءَ فِی النُّوْمِ مَا ظَنَّ زَيْدٌ اِیْ عَلُوْ زَيْدٍ وَغَدُوْ زَيْدٍ اور یہ خود دونوں جحدہ بر مصاف منصوب بظرفیت ہوں گے یعنی جَاءَ فِی النُّوْمِ وَقَدْ عَلُوْ بِہِم مِّنْ زَیْدٍ وَقَدْ غَدُوْ بِہِم مِّنْ زَیْدٍ۔ اور لَیْلَتِیْنِ کے بعد مستثنیٰ کو نصب اس لئے ہے کہ یہ دونوں افعال ناقصہ سے ہیں اور ان کا فاعل ان میں ضمیر مستتر ہوتی ہے۔ جو فعل کے اسم فاعل کی طرف لوثی ہے اور ان کا مابعد ان کی خبر ہونے کی بنا پر منصوب ہوگا اور یہ خود دونوں مستثنیٰ منہ سے حال ہو کر مآء منصوب ہوں گے جیسے جَاءَ فِی النُّوْمِ لَیْلَتِیْنِ زَیْدٌ اِیْ جَاءَ فِی النُّوْمِ لَیْلَتِیْنِ الْجَبَائِیْ مِثْلُہُمْ زَیْدٌ (میرے پاس قوم آئی در آجھا لیکن ان میں سے زید آئے والا تھا) اور جیسے جَاءَ فِی النُّوْمِ لَا یَکُوْنُ زَیْدٌ اِیْ جَاءَ فِی النُّوْمِ لَا یَکُوْنُ الْجَبَائِیْ مِثْلُہُمْ زَیْدٌ (میرے پاس قوم آئی در آجھا لیکن ان میں سے زید آئے والا تھا)۔

دوئم اگر مستثنیٰ متصل الّا کے بعد کلام غیر موجب میں واقع ہو اور اس کا مستثنیٰ منہ بھی مذکور ہو تو اس میں دو وجہ جائز ہیں۔ ایک نصب بنار بر استثناء۔ دوسرے مستثنیٰ منہ سے بدل البعض قرادینا جیسے مَا جَاءَ فِی اَحَدٍ اِلَّا زَیْدٌ وَ اِلَّا زَیْدٌ (میرے پاس کوئی نہیں آیا مگر زید آیا) اس میں زید مستثنیٰ متصل ہے جو الّا کے بعد کلام غیر موجب میں واقع ہے اور اس کا مستثنیٰ منہ آجھ بھی مذکور ہے پس اس وقت زید کو نصب بنار بر استثناء اور آجھ سے بدل البعض قرادینا دونوں جائز ہیں۔ اس مثال میں بدل البعض کی صورت کی صورت میں زید کو نصب ہوگا۔

سوم۔ اور اگر مستثنیٰ مفرق ہو یعنی اس کا مستثنیٰ منہ مذکور نہ ہو اور کلام غیر موجب میں الّا کے بعد واقع ہو تو اس صورت میں اس کا اعراب عامل کے موافق ہوگا پس اگر عامل رفع کو مقتضی ہے تو الّا کے مابعد رفع ہوگا جیسے مَا جَاءَ فِی اِلَّا زَیْدٌ۔ اس میں جَاءَ فعل بنار بر فاعل زید کے رفع کو مقتضی ہے۔ لہذا زید کو بنار بر فاعلیت رفع ہوگا۔ اور اگر نصب کو مقتضی ہے تو مستثنیٰ منصوب ہوگا۔ جیسے مَا زَايْتُ اِلَّا زَیْدًا۔ اس میں زَايْتُ فعل بنار بر مفعول بہ زید کے نصب کو مقتضی ہے لہذا زید کو بنار بر مفعولیت نصب ہوگا اور اگر وہ جر کو مقتضی ہے تو مستثنیٰ مجرور ہوگا۔ جیسے مَا مَوْرَتْ اِلَّا بِزَیْدٍ اس میں مَوْرَتْ جار زید کے جر کو مقتضی ہے لہذا وہ مجرور ہوگا۔ چہارم۔ اگر مستثنیٰ لفظ غیر۔ اور موصیٰ اور سوائے کے بعد واقع ہو تو وہ مجرور ہوتا ہے اور اکثر علماء کے نزدیک لفظ حاشا کے بعد بھی مجرور ہوتا ہے اس لئے کہ یہ ان کے اکثر استعمالات میں حرف جر ہے جیسے جَاءَ فِی النُّوْمِ غَیْرُ زَیْدٍ وَ حَاشَا زَیْدٍ، میرے پاس زید کے علاوہ زید کے سوا تمام قوم آئی اور بعض علماء کے نزدیک حاشا کے بعد مستثنیٰ کو بنابر مفعول بہ منصوب کرنا بھی جائز ہے اس لئے کہ وہ فعل متعدی ہے جیسے جَاءَ فِی النُّوْمِ حَاشَا زَیْدًا میرے پاس قوم آئی در آں حالیکہ وہ زید سے علیحدہ تھی۔

جاننا چاہیے کہ خود لفظ غیر کا اعراب تمام صورت ہائے مذکورہ میں جب کہ وہ استثناء میں متعلق ہو (مذکورہ صفت میں اس لئے کہ وہ اس وقت موصوف کے اعراب کے ساتھ عرب ہوگا) مستثنیٰ بالآ کے اعراب کے موافق ہوگا جس کی تفصیل گزشتہ جگہ گویا کہ لفظ غیر نے الّا کے مابعد کو مجرور کر کے اس کے اعراب کو خود قبول کر لیا ہے جیسے جَاءَ فِی النُّوْمِ غَیْرُ زَیْدٍ وَ مَا جَاءَ فِی غَیْرُ زَیْدٍ اَحَدٌ وَ مَا جَاءَ فِی اَحَدٌ غَیْرُ جَمَاعٍ تمام نصب غیر کے ساتھ وَ مَا جَاءَ فِی اَحَدٌ غَیْرُ زَیْدٍ نصب غیر (بنابر استثناء) و رفع بنار بدل وَ مَا جَاءَ فِی غَیْرُ زَیْدٍ وَ مَا زَايْتُ غَیْرُ زَیْدٍ وَ مَا مَوْرَتْ غَیْرُ زَیْدٍ (ان مینوں میں غیر کا اعراب بحسب محال ہے یا در کھنا چاہیے کہ لفظ غیر اصل میں صفت کے لئے موضوع ہے اور اس کو غیر وصفی کہتے ہیں جیسے جَاءَ فِی زَیْدٍ غَیْرُ زَیْدٍ (میرے پاس ایک مرد آیا جو زید کے سوا تھا) اس میں غَیْرُ زَیْدٍ مرکب اضافی ہو کر زَیْدٍ کی صفت ہے لیکن کبھی غَیْرُ کو لفظ الّا پر محمول کر کے استثناء میں استعمال کر لیتے ہیں اور اس کو غیر استثنائی کہتے ہیں جیسا کہ گزر چکا اور الّا اصل میں استثناء کے لئے موضوع ہے جیسا کہ گزر چکا اور کبھی الّا کو غیر پر محمول کر کے صفت میں ہی استعمال کر لیتے ہیں اور اس وقت غیر کا اعراب الّا کے بعد کو دے دیا جاتا ہے جیسے قَوْلُهُ لَوْ کَانَ فِیْہَا اِلٰہٌ اِلَّا اللّٰہُ لَفَسَدَتَا اس مثال میں الّا بمعنی غیر ہے اور اللہ کی صفت ہے اور چونکہ حرف ہونے کی وجہ سے اعراب کے قابل نہیں ہے لہذا وہ اعراب جس کا لفظ غیر مستثنیٰ تھا الّا کے مابعد کو دے دیا۔

چند علمی سوال اور ان کے جواب

سوال :- حامد (خالد سے مخاطب ہو کر) برادر جان برابر : بتلائیے توہی جملہ اَنْ زَيْدٌ کو رُئیے آپ کے نزدیک قواعد نحو و صرف کے مطابق صحیح ہے یا غلط ؟ مجھے تو بظاہر غلط ہی معلوم ہوتا ہے کیوں کہ اس میں چند خرابیاں ہیں۔

۱۔ ابتداء جملہ میں اَنْ بالکسر ہونا چاہئے۔

۲۔ اَنْ کا اسم منصوب ہوا کرتا ہے۔

۳۔ خبر اَنْ کو رُئی ہوا کرتا ہے۔

اور یہ سب امور اس جملہ میں مفقود ہیں، فعدم صحتها اظهر من الشمس۔
جواب :- جناب عالی ! آپ نے جو کچھ اشکالات وارد کئے وہ سب بر محل اور ان کا تخیل عجیب کے لئے یقیناً ہمت شکن ہے لیکن آپ جانیے کہ سہ ہر کچھ شکل جواب آجارداد ہر کچھ پستی ست آب آجارداد تبتنع لغت اور غور عتیق کے بعد اس کا جواب یوں سمجھ میں آیا کہ درحقیقت یہ جملہ فعلیہ ہے اَنْ حروف مشبہ بالفعل میں نہیں ہے بلکہ ماضی کا صیغہ ہے جتن کے وزن پر (مضارع ثلاثی) اَنْیْنِ سے اخذ ہے بمعنی (روفا) زَيْدٌ اس کا فاعل ہے کو رُئیے یہ لفظ مفرد نہیں جو محل اشتباہ ہے بلکہ مرکب کا ف تشبیہ اور لفظ رُئیے سے جس کے معنی ہرن کے بچہ کے ہیں۔ ترجمہ رو یا زید قتل ہرن کے بچہ کے۔

سوال :- حامد ! آج میں نے مدرسہ میں ایک عجیب و غریب جملہ سنا جس کو میرے تمام ہم سبق بچتہ یقین کے ساتھ صبیح تلاتے تھے اور مجھے اس کی صحت کی کوئی صورت سمجھ میں نہیں آتی وہ یہ قَدْ مَتْنِي زَيْدٌ فِي الْمَحْرَابِ ویرا اشکال یہ ہے کہ قد متنی کا فاعل اگر زَيْدٌ ہے تو فعل مونث کیسے لایا گیا اور اگر زَيْدٌ نہیں تو اس کا فاعل کہاں ہے اور پھر زَيْدٌ ترکیب میں کیا واقع ہوگا اگر ایسا دہن رسائی کرے تو میرے اس اشکال کو حل کر دیں آپ کا بڑا گرم ہوگا۔ وَاَجْزُكُمْ عَلَى اللَّهِ۔

جواب :- خالدہ لیمبی ! ابھی عرض کرتا ہوں ما من اشکال الاول جواب یہ جملہ بالکل صحیح ہے منشا و شبہ یہ کہ آپ نے اسکو تقدیم سے مشتق سمجھا ولیس الا مرکب الذلک بلکہ درحقیقت یہ دو لفظ ہیں قَدْ عَلٰی زَنْه مَدَّ صیغہ ماضی ہے بمعنی (پھاڑا) زَيْدٌ اس کا فاعل مَتْنِي مرکب اضافی مفعول مقدم متن بمعنی پیٹھہ ترجمہ پھاڑا زید نے میری پیٹھہ کو محراب میں۔

سوال :- حامد (میرے بھائی) اگر تم نے جملہ لَا تَصَلُّوا عَلَی النَّبِیِّ کا کوئی ایسا محل بتلا دیا جو علم شرعی کے بھی خلاف نہ ہو اور میں بھی درست ہو جاؤں تو مدت العمر میں تمہارا رہن منت اور تہ دل سے شکر گزار ہوں گا میرا تخیل کہتا ہے کہ یہ جملہ قطعاً غلط ہوگا کیونکہ بظاہر آیت یَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَیْهِ (ای نبی کے خلاف ہے قطع نظر اس سے نبی علیہ السلام پر درود بھیجنا تو ایک محمود بلکہ ضروری امر ہے فکیف المنہی عنہ۔

جواب :- خالدہ پھر جاؤ ! میں ذرا لغت دیکھ لوں (تھوڑی دیر کے بعد) شکر ہے اپنے مالک کا جو محال المشکلات ہے لو ! اس کا بھی حل نکل آیا (نبی) کے معنی مرتفع مکان اور طریق واضح کے بھی آتے ہیں۔ ترجمہ راستہ (راہ گزار) پر نماز مت پڑھا کرو۔ کیونکہ گزرنے والوں کو اس سے تکلیف ہوگی۔